خدابخش لائبریری

جرنل

۲۰

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

رجسٹریشن نمبر ۳۳۴۲۴/۷۷

بیسواں شمارہ : ۱۹۸۲ء

اس سہ ماہی مجلے میں انگریزی، اُردو، فارسی یا عربی میں ایسے مضامین شائع ہوں گے جو خدا بخش لائبریری کے نادر مواد پر مبنی ہوں، یا لائبریری سے کسی نہ کسی قسم کا تعلق رکھتے ہوں

قیمت : پندرہ رُپے

سالانہ خریداری		
	اندرونِ ملک :	۶۰ رُپے
	پاکستان :	۱۲ ڈالر
	یوروپ :	۸ پونڈ
	امریکا اور دیگر ممالک :	۲۴ ڈالر

محبوب حسین نے اُردو حصہ پٹنہ لیتھو پریس، رمنہ لین پٹنہ ۴ میں اور انگریزی حصہ ہندستان پرنٹنگ ورکس رامپور (یوپی) میں چھپوا کر خدا بخش لائبریری سے شائع کیا

فہرست

اس شمارے کے لکھنے والے

- **پروفیسر سید شاہ عطاء الرحمٰن عطا کاکوی:** (پ ۱۹۰۷ء) سابق صدر شعبۂ فارسی پٹنہ یونیورسٹی، سابق ڈائرکٹر ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ، سابق آنریری سکریٹری خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ آپ کی تصانیف میں مطالعۂ حسرت، مطالعۂ شاد، تنقیدی مطالعے، تحقیقی مطالعے اور تقابلی مطالعے قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ آپ نے متعدد کتابیں ایڈٹ کی ہیں، جن میں سفینۂ خوشگو، سفینۂ ہندی، دیوان امین عظیم آبادی قابلِ ذکر ہیں۔ "سفینہ" کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ زیر ادارت ہے۔ فی الحال خدا بخش لائبریری کے فارسی مخطوطات کی توضیحی فہرست کے نگراں ہیں۔
- **جناب بدرالدین طیب جی** (پ ۱۹۰۷ء)، آکسفورڈ کے گریجویٹ۔ آئی، سی، ایس۔ آزادی کے بعد بلجیم اور دولت مشترکہ میں ہندوستان کے پہلے نمائندے ہوئے۔ پھر انڈونیشیا، ایران، مغربی جرمنی اور جاپان میں سفیر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۵ء تک مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر رہے۔ آپ کی تصانیف میں 'چیف اینڈ گرین'، اور 'سیلف ان سیکولرزم' قابل ذکر ہیں۔

بقیہ کے لئے ملاحظہ ہو جرنل شمارہ ۱، ۱۲ اور ۱۹

کنز تواریخ

تیرھویں صدی ہجری کی تاریخیں

۱۲۰۳ھ - ۱۲۹۹ھ

(قطعاتِ تاریخی سے ماخوذ)

شاہ غلام یحییٰ عظیم آبادی
(م ۱۳۰۲ھ)

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ
۱۹۸۲ء

پیشگفتار

شاد غلام یحییٰ عظیم آبادی کے قلم سے یہ ۱۲۰۲ھ سے ۱۲۹۹ھ تک کی تاریخیں ہیں۔ اہم اشخاص کی پیدائش (= پ) وفات (= م) شادی کی تاریخوں اور بعض مساجد کی بنا وغیرہ کے سلسلے میں یہ مواد ان کے مجموعۂ قطعات تاریخی موسوم بہ **کنز تو اریخ** سے ماخوذ ہے۔ یہ مخطوطہ خدا بخش میں محفوظ ہے۔

لائبریری کی طرف سے اس سے قبل محمد سعید حسرت عظیم آبادی کے اسی قسم کے قطعات تاریخی سے متعلق مواد "تاریخہای پیدائش و وفات معاصران" کے نام سے پیش کیا جا چکا ہے۔ یہ اسی سلسلہ کی دوسری کڑی شمار کی جائے۔

"سید شاہ محمد یحییٰ نام، یحییٰ تخلص اور ابو محمد کنیت ہے۔ والد کا نام سید شاہ وجہ اللہ فرحت تخلص اور دادا کا نام سید شاہ احمد اللہ ہے۔ شاد کی اصلی شہر پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ ۱۲۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۳۰۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ سید شاہ سلیمان پھلواروی حاذق نے تاریخ وفات لکھی جس کا ایک شعر یہ ہے:

سال تاریخ نوشتم حاذق ؛ شاد یحییٰ بجنان رحلت کرد

حضرت یحییٰ کا قلمی دیوان بلکہ اسے کلیات کہا جا سکتا ہے اب تک محفوظ ہے اور راقم کے پیش نظر رہ چکا ہے۔ سید شریف الدین احمد حرف بچو صاحب عظیم آبادی جو جناب سید شاہ محمد یحییٰ کے نبیرہ ہیں، اس کلیات کو بطور خاندانی تبرک کے سینے سے لگائے ہوئے کراچی لے آئے ہیں۔۔۔ جناب سید شاہ محمد یحییٰ کے فرزند شاہ مہدی کی شادی خواجہ سید فخر الدین سخن دہلوی ثم آروی صدر اعلیٰ کی پہلی بیوی کی دختر سے ہوئی تھی۔ آپ نے عربی و فارسی علوم متداولہ مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادی سے حاصل کی۔ مولانا محمد سعید حسرت سے شعر گوئی میں بھی اصلاح لیتے تھے۔"[1]

کنز تو اریخ کا قلمی نسخہ خدا بخش لائبریری میں محفوظ ہے۔ یہ فارسی اور کہیں کہیں اردو قطعاتِ تاریخی قطعات پر مشتمل ضخیم نسخہ ہے جو بڑے سائز کے ۵۴۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

۱۔ مسلم شعرائے بہار جلد پنجم از حکیم سید احمد اللہ ندوی۔ صفحہ ۲۳۶

مؤلف نے جو دیباچہ لکھا ہے اس کا ضروری اقتباس درج ذیل ہے :

"بعد حمد و نعت میگوید خاکسار دل برکندہ از دین و دنیا محمد یحییٰ ابو العلائی ولد صوری و معنوی حضرت شاہ وجہ اللہ ابو العلائی قدس اللہ سرہٗ کہ ہیچمدان از سن صبا شوق فن تاریخ در سر داشت و این گرامی صفت را بترغیب و تشویق جناب عم مرحوم شاہ لطف اللہ ذوق اذاقہ اللہ نعم الجنان کہ مارا در آغوش ناز پرورش میکردند، از والد بزرگوار خودم می آموختم۔ پدرم تاریخہا از من میگویانیدند و برای اصلاح در حضور خال مولانا السید لبشارت علی خفا تخلص الحقہ اللہ باباۂ الطاہرین کہ بدار السلطنت لکھنؤ در سرکار شاہ اودھ بر پایگاہ جلیل سربلند بودند و در اصناف علوم و فنون دستمایۂ بزرگ داشتند، کما یظہر من تصنیفاتہٖ میفرستادند۔ حضرت خال مجیح مارا تعلیم میکردند و از اکثر قواعد تحریر "مطلع می نمودند۔ و از حضیض نقصان باوج کمال میرسانیدند۔ تا اینکہ زمانہ نرد دغا باخت، والد و خال و عم من رحمۃ اللہ علیہم شہر خموشاں توطن گزیدہ، لبم را بشور و فغان آشنا ساختند۔ آخرکار در حلقۂ درس حضرت مولانا و استاذنا مولوی محمد سعید عظیم آبادی حسرت تخلص انار اللہ برہانہٗ زانوی ادب تہ کردم و در چند سال مختصرات صرف و نحو خواندہ از اقتباس انوار صحبت کثیر المنفعت مولانا بتاریخگوئی مناسبت صحیح پیدا نمودم، و اکثر و بیشتر مورد تحسین جناب استاد مرشدم۔ چند مرتبہ تاریخہارا جمع کردم لیکن گزند عین الکمال باو رسید، از بیشتر تلف شد و محنت برباد رفت۔ الحال کہ سنہ یکہزار و دو صد و ہشتاد و ہشت ہجریست و فرزندم محمد مہدی طال عمرہٗ کہ عنقریب بمکتب نشست۔ انشاء اللہ تعالیٰ درین فن بر جلد و پدر سبقت میکند، بخیال آمد کہ گفتہای خودم را کہ چون اوراق خزان دیدہ منتشر و پراگندہ است مرتب و مجموع سازم، یزدان را شکر کہ بمحنت یکماہ امروز کہ چہار دہم ماہ صفر روز جمعہ است از تعب سواد بر داشتن نجات یافتم۔ کما قلت

قطعہ اولیٰ : شد مرتب بمحنت بسیار + فکر یحییٰ مجلد تاریخ

برجواد مؤرخین انصاف لیشار آنست کہ اگر معائنہ این تواریخ محظوظ سازد من بیدستگاہ را بدعا یاد و شاد فرمایند و بر خطاہام مونگرند :

شاعریم و شعر ندانم کہ چہ باشد

منم مرثیہ خوان دلِ دیوانۂ خویشم"

کنز تواریخ جس کا ایک اور تاریخی نام "مجلد تواریخ" ہے، اس میں اولین تاریخ قطعہ رسول اکرمؐ کی تاریخ پیدائش پر ہے، پھر وفات نبویؐ پر، پھر تاریخ بتاریخ پہلی، دوسری اور تیسری

صدی کے دو دو چار چار اہم سنین کی تاریخیں ہیں۔ پھر گیارھویں اور بارھویں صدی کی چند تاریخیں ہیں۔ تیرھویں صدی ۱۲۰۳ھ سے شروع ہوتی ہے اور اگرچہ معاصرت کے لحاظ سے ہمیں ۱۲۵۴ھ کے آس پاس سے شروع کرنا تھا لیکن اس خیال سے کہ تیرھویں صدی ہجری مکمل کرلی جائے اس انتخاب کو ۱۲۰۳ھ سے ہی شروع کیا گیا ہے۔ انتخاب میں سوائے غالب اور دو ایک اسی قسم کے اہم اشخاص کے) قطعہ کا صرف وہ متعلقہ مصرع یا مصرع کا ٹکڑا لیا گیا ہے جس سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔

کنز تواریخ محمد سعید حسرت کے تاریخی قطعات کے مجموعے سے زیادہ ضخیم ہے اور اس لئے زیادہ اشخاص پر حاوی ہے۔ اپنے اس قسم کے انتخابات میں ہم صرف معاصر حصّہ لیتے ہیں جس پر پورا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ یہی نکتہ اس انتخاب میں بھی پیش نظر رہا ہے۔ تاہم تھوڑی چھوٹ دے کر پچاس سال اُدھر کی تاریخوں کو بھی سمیٹ لیا گیا ہے۔

عابد رضا بیدار

●●

مخففات : م = وفات کے لیے
پ = پیدائش کے لیے

کنز تواریخ

م :- حضرت شاہ رکن الدین عشق قدس سرہٗ - واقعہ ہشتم جمادی الاوّل ۱۲۰۳ھ

آفتابِ طریقت = ۱۲۰۳ھ - نقشبندِ کارگاہِ محبت = ۱۲۰۳ھ

م :- حضرت مولانا شاہ غلام یحییٰ چشتی عظیم آبادی - واقعہ ہفتم جمادی الآخر ۱۲۰۶ھ

شیخ نامدار = ۱۲۰۶ھ - آفتاب دین امام شرع آہ = ۱۲۰۶ھ

م :- حضرت سید شاہ شمس الضحیٰ قادری حسنی الحسینی - واقعہ غرہ شعبان ۱۲۱۵ھ

گلِ باغ محی جیلانی = ۱۲۱۵ھ

م :- حضرت مولانا سید شاہ حسن رضا - واقعہ دوازدہم محرم ۱۲۱۶ھ

شہ افضل = ۱۲۱۶ھ

م :- حضرت ابوالجد خواجہ شاہ عبد الصمد قدس سرہٗ - واقعہ بست و دوم رمضان ۱۲۲۳ھ

حلّ بعد النقل فی دار السلام = ۱۲۲۳ھ - جاش بادا در بہشت = ۱۲۲۳ھ

م :- حضرت مخدومی شاہ حسن علی قدس سرہٗ - واقعہ بست و نہم ربیع الاوّل ۱۲۲۴ھ

فرید الدہر مخدوم = ۱۲۲۴ھ - وَبَشِّرِ المؤمنین بان لهم من الله اجرا = ۱۲۲۴ھ

م :- جدّہ مرحومہ واقعہ چہاردہم رجب ۱۲۲۴ھ و قیل ۱۲۲۵ھ

بادخت نبی جدّ من باد الٰہی = ۱۲۲۴ھ

م :- حضرت شاہ احمد حسین عرف چھوٹے خلف اصغر حضرت شاہ رکن الدین عشق - واقعہ
بست و نہم جمادی الآخر ۱۲۳۷ھ توفی مخدومنا = ۱۲۳۷ھ

م :- حضرت شاہ احمد اللہ قادری - واقعہ دوازدہم ربیع الاوّل ۱۲۳۸ھ

فاز رضوان النبی = ۱۲۳۸ھ - جامع شرع و طریق مصطفیٰ = ۱۲۳۸ھ

م :- حضرت شاہ قدرت اللہ قدس سرہٗ - ۲۴ ربیع الاول -

نور اللہ مضجعہ = ۱۲۴۰ھ

م :- حضرت خواجہ عبد اللہ علیہ الرحمہ - ۲ ذی الحجہ -

من نہ تنہا خواستم تاریخ فوت ٭ بہر سالش ششجہت افسوس گفت = ۱۲۴۲ھ

پ :- برادرم خواجہ ابراہیم علی خاں عرف علی مرزا -

شمس الضحیٰ = ۱۲۴۹ھ — غلام حسنین = ۱۲۴۹ھ

پ :- محمد یحیٰ ابو العلائی - ۱۴ رجب

ظہیر الحق = مظاہر = ۱۲۵۴ھ

م :- خواجہ میر مرزا مرحوم -

رضوان اللہ علیہ ابداً ابداً = ۱۲۵۴ھ

بنای تعمیر مسجد، فرمودہ منشی سید امیر علی، واقع مقام کٹرہ

کعبہ عرش منزل است = ۱۲۵۵ھ

م :- سید شاہ قمر الدین حسین - ۳۰ شعبان

ہای رحلت قطب دوران کردہ = ۱۲۵۵ھ — سید قمر ملت و دین افسوس = ۱۲۵۵ھ

م :- حضرت خواجہ سید شاہ ابو البرکات باقی - ۸ رمضان

ہای مرشد و مخدوم = ۱۲۵۶ھ — الموت جسر یوصل العبد الی الرب = ۱۲۵۶ھ

م :- اُم الام — ۱۳ رمضان - بادشہ رش باتول = ۱۲۵۶ھ

م :- حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم - متوطن شہر گھاٹی ۲۹ ذی قعدہ

حق بین خدا دوست بود = ۱۲۵۷ھ

م :- عمّہ مرحومہ کوچکم - ۱۳ شوال - اُمّ یافتہ جا قریب بتول = ۱۲۵۷ھ

م :- خواجہ شاہ ہدایت اللہ - ۹ صفر

رفتہ جنت جدم از دنیا = ۱۲۵۸ھ

م :- سیّد شاہ غلام حسن، حسن تخلص - ساکن موضع بیتھو -

رقم کرد سیّد غلام حسن ۱۲۶۳

گذشت از سرہستی بے ثبات = ۱۲۵۸ھ

پ :- پسر برادرم خواجہ آغا جان منعم بخش عرف سلطان جان

ظہور الدین احمد = ۱۲۵۹ھ

پ :- ہمشیرہ زادہ ام سیّد وارث حسین خلف الصدق برادرم میر فدا حسین - ۱۰ر شوال

شمس طلعت ماہوش = ۱۲۶۱ھ - باعث فرحت = ۱۲۶۱ھ

م :- محمد یوسف میر، مرید حضرت والد ماجدم شاہ وجیہ اللہ -

حشر او با پیر او یارب شواد = ۱۲۶۱ھ

پ :- صاحبزادۂ مولانا و مرشدنا حضرت سیّد شاہ مبارک حسین -

ضمیر الدین حسن = ۱۲۶۳ھ

پ :- برادرم سیّد حسن مظہر عرف محمّد، خلف سیّد بشارت علی -

حسن مظہر = ۱۲۶۳ھ - میر محمد ذاکر = ۱۲۶۳ھ

م :- جناب خواجہ حسن علی خان احراری برکاتی - ۱۳ر جمادی الاوّل -

ذکی بد خواجہ بابرکات = ۱۲۶۳ھ

م :- حضرت خواجہ شاہ ابوالحسن ابوالعلائی برکاتی - ۲۸ر جمادی الاولیٰ -

نوّر تربتہٗ = ۱۲۶۳ھ

م :- میر اصغر علی - غم اکبر = ۱۲۶۳ھ

پ :- دخترِ خواہرم - بنت خواہر = ۱۲۶۴ھ

م :- حضرت شاہ یحییٰ علی - ۱۰ر ذی قعدہ - داغ یحییٰ علی عالی = ۱۲۶۴ھ

پ :- پسر برادرم شیخ جمال علی ؛ غلام حیدر نام -

فرح بخش دل ما = ۱۲۶۵ھ

م :- حضرت مولوی شاہ ابوالحسن پھلواروی فرد تخلص - ۲۴ر محرم

اخترِ دین = ۱۲۶۵ھ - مردِ شیخ زمانہ = ۱۲۶۵ھ

پ :- صاحبزادۂ مبارک حسین۔

رشکِ شمس و قمر = ۱۲۶۶ھ — نکو منظر = ۱۲۶۶

پ :- پسر برادرم شاہ لطیف علی، عرف خواجہ میاں جان نقشبندی ابوالعلائی

برخوردار احمد = ۱۲۶۶ھ - المال والبنون زینۃ الحیوٰۃ الدنیا = ۱۲۶۶ھ

م :- مولوی حکیم فیاض علی۔

حیف از رحلتِ جناب استاد = ۱۲۶۶ھ

م :- حضرت سیّد شاہ غلام حسن منعمی، ۲۴ ماہ محرم۔

گشتہ او محو تجلای الٰہ = ۱۲۶۶ھ

م :- جناب عم مرحوم خواجہ اشرف علی، ۲ جمادی الآخر۔

عم مرحوم کرد رحلت = ۱۲۶۶ھ — بجنّت یافتہ دیدار وجہ اللہ دی = ۱۲۶۶ھ

م :- حضرت والد ماجدم شاہ وجہ اللہ۔ ۱۳ جمادی الآخر

رضی بالود و دربا = ۱۲۶۶ھ — رنج شیخ زمانہ = ۱۲۶۶ھ — آمد حضور رب = ۱۲۶۶ھ

م :- جناب خال مولانا السید بدر الدجیٰ، المعروف بسید بشارت علی الحسنی الحسینی التخلص بخفا، ۷ رمضان۔

رنج بشارت علی = ۱۲۶۶ھ — میر بشارت علی = ۱۲۶۶ھ

م :- جناب عم مرحوم، خواجہ اشرف علی۔ ۲ جمادی الآخر

لانظیر لھم = ۱۲۶۶ھ — والد و خال و عمنا یہات = ۱۲۶۶ھ

تاریخ خرقہ پوشی و خلافت و جانشینی این ناکارہ بعد وفات حضرت والد ماجد۔

بزرگان نہادند تاج پدر = ۱۲۶۶ھ — خرقہ پوشیدم = ۱۲۶۶ھ

پ :- پسر برادرم نواب لطف علی خاں۔ ظہور یوسف = ۱۲۶۷ھ

م :- پسر برادرم " " " - داغ پسر = ۱۲۶۷ھ

م :- جناب جدی مولوی افضل علی۔ ۱۹ رجب۔ ماہ رجب یوم الخمیس افسوس بود = ۱۲۶۷ھ

م :- خواجہ بدر الدین خاں عرف آغا مرزا مرحوم، پسر بزرگ خواجہ میر مرزا مرحوم۔

وای آغا مرزا = ۱۲۶۷ھ

م :- شاہ محمد واحد خلف بزرگ شاہ محمد حسین، رئیس محی الدین نگر۔

سخت افسوس = ۱۲۶۷ھ

تاریخ امام باڑہ۔ روضۂ انور = ۱۲۶۸ھ

" دروازۂ امام باڑہ۔ باب خانہ حامی محشر = ۱۲۶۸ھ

" مسجد بنا کردۂ برادرم خواجہ لطیف علی عرف شاہ میاں جان

ہم رتبۂ عرش الہی = ۱۲۶۸ھ

" حفر چاہ مولوی فضل حق، بمقام مظفرپور ضلع ترہت۔

از و میر سید فیض ہم = ۱۲۶۸ھ

پ :- جناب سید شاہ علی حسین، داناپور مشتمل بر تہنیت صاجزادہ۔

شکر صد شکر از عطای الہ = ۱۲۶۸ھ — آمدہ فیض حق بلند اقبال = ۱۲۶۸ھ

بحفظہ و بکرمہ = ۱۲۶۸ھ — جناب والاجاہ سید علی حسین صاحب دام کراماتہم = ۱۲۶۸ھ

م :- حاجی میر بخشی، رئیس عظیم آباد، محلہ حاجی گنج۔ ای وای جناب میر بخشی حاجی = ۱۲۶۸ھ

م :- مسماۃ فضّہ، دختر کرنیل علی خاں، ۶ رجب۔ فضہ صالحہ مردہ = ۱۲۶۸ھ

تاریخ بنای مسجد شیخ امداد علی، رئیس عظیم آباد۔ ساخت عالی کعبۂ = ۱۲۶۹ھ

" منشی علی عظیم، منصف، بمقام ہلسہ۔ معبد بیت الحرام است = ۱۲۶۹ھ

پ :- پسر برادرم شیخ جمال علی، مسمّی بغلام محمد۔ محمد سخاوت علی = ۱۲۶۹ھ

پ :- صاجزادہ مولانا مرشدنا میر مبارک حسین۔ سید سخاوت حسین = ۱۲۶۹ھ

م :- جناب استاذی مولوی محمدی۔ وای استاذمن = ۱۲۶۹ھ

م :- میر محمد اسحاق خاں، پسر دختر کرنیل کلب علی خاں مرحوم۔ داخل خلد = ۱۲۶۹ھ

م :- لالہ مکھن لال، ریاضی داں گھوڑای ساز۔

ولے مکھن لال رحلت کرد زین دنیا سبک ؛ واقف از علم ریاضی آنکہ عالی قدر بُد

۱۲۶۹ھ ۱۸۵۳ء

سال گرشش راند زد ملہم عالی پسند = ۱۲۶۰ فصلی — داخل بیکنٹھ مکھن لال نیکو کار شد = ۱۹۰۹ سمبت

م :- عمۂ بزرگ ۱۱ شعبان۔

بہ خاک گردیدہ = ۱۲۶۹ھ — بحضور جناب فاطمہ ہیں = ۱۲۶۹ھ

پ :- پسر میر احمد حسین، خلف کوچک میر اسماعیل علی۔

ظہور الحسین = ۱۲۷۰ھ — نیک منظر = ۱۲۷۰ھ

م :- حضرت استاذنا شاہ لطف اللہ ذوق

کرد رحلت عم من افسوس = ۱۲۷۰ھ — آخر ماہ رجب بود افسوس = ۱۲۷۰ھ

م :- شاہ عبد الرحمٰن عرف مستان شاہ، خلیفہ صوفی شاہ دلاور علی۔

وای مستان مست رب = ۱۲۷۰ھ

م :- مولوی محمد کامل بنگالی، تلمیذ استاذنا حضرت مولوی محمد سعید

پیوستہ برحمت الٰہی کامل = ۱۲۷۰ھ

م :- مولوی علیمی پھلواروی۔

رفت علیمی بر آسمان بلند = ۱۲۷۰ھ

م :- خواجہ علیم اللہ، رئیس ڈھاکہ۔

ہای از خواجہ علیم اللہ عالی قدر = ۱۲۷۰ھ — شد بسوی جنت الفردوس داویلا = ۱۲۷۰ھ

م :- مسماۃ فاطمہ دختر علی احمد خاں۔ فاطمہ رفت بجنت = ۱۲۷۰ھ

تاریخ نظم مثنوی سر السر شرح بیت مشہور مثنوی مولانا جلال الدین رومی

فرح بخشای اہل دل = ۱۲۷۱ھ — فرح بخش طبع = ۱۲۷۱ھ

" بنای مسجد شاہ محمد حسین، واقع مقام محی الدین نگر۔

معلی کعبہ شد تعمیر = ۱۲۷۱ھ

" " امام باندی و عبدن، واقع محلہ گرہٹہ

ہم رتبہ بکعبہ شد بنا مسجد نو = ۱۲۷۱ھ

" تزویج فقیر دیوانۂ ابو العلا محمد یحیٰی ابو العلائی، با دختر دوم جناب خواجہ اشرف علی ۶ جمادی الاخری

ساختم عقد = ۱۲۷۱ھ ؛ بحکم کبریا شد خانہ آباد = ۱۲۷۱ھ

تاریخ تزویج میر ارشاد حسین، خلف میر امداد حسین۔

شد قران نیک ماہ و آفتاب = ۱۲۷۱ھ

〃 کدخدائی میر واجد حسین، ابن الاخت میر فضیلت حسین۔

اقتران کوکبین ارفعین = ۱۲۷۱ھ

〃 کدخدائی شیخ یوسف حسین عرف پیارے پسر شیخ بشارت حسین۔

گشتہ قران اسعدین = ۱۲۷۱ھ

〃 کدخدائی خواجہ شمس الدین خان عرف محمد نواب، با دختر خواجہ محمد رحیم خاں۔

گشتہ پیوند مہر و زہرہ بجا = ۱۲۷۱ھ

پ :- فرزند ارجمند مولانا و مرشدنا حضرت سید شاہ مبارک حسین۔

نمونۂ خورشید = ۱۲۷۱ھ — نور شمس و قمر دگر آمد = ۱۲۷۱ھ

پ :- پسر محبوب شبیر مسمی بعلی شبیر۔ نور بخش دیدۂ من = ۱۲۷۱ھ

پ :- خلف برادرم خواجہ لطیف علی عرف شاہ میاں جان۔ غلام منعم = ۱۲۷۱ھ

م :- حضرت شاہ مظہر حسین منعمی ابوالعلائی ۱۳ ربیع الآخر۔

بلغ العلی بکمالہ = ۱۲۷۱ھ — آہ شیخ کامل و ہادی راہ ایزدی = ۱۲۷۱ھ

م :- حضرت مخدوم حکیم شاہ مظہر حسین د شاہ وحید الدین احمد داناپوری۔

آہ رفتند بسوی جنت = ۱۲۷۱ھ

م :- صوفی دلاور علی شاہ، ۴ جمادی الآخر۔

زندہ دل شیخ کامل حق بین = ۱۲۷۱ھ

م :- برادرم مولوی سید حمید الدین احمد، عرف مولوی منگن تخلص اوج۔

طوطی شکر شکن فارس آہ = ۱۲۷۱ھ

م :- حکیم ابوالحسن طبیب مشہور عظیم آباد۔ ماہ جمادی الآخر۔

بیہات مسیح وقت و عیسی احکام = ۱۲۷۱ — شد اد بہشتی لاریب = ۱۲۷۱ھ

م :- امام الدین خدمتگار۔ آہ خدمتگار = ۱۲۷۱ھ

م :- زوجہ رحیم بخش۔ زہر خوردہ مرد = ۱۲۷۱ھ

تاریخ شہادت مولوی امیر علی شہید باجماعت مسلمانان ۔

فازوا بالفوز العظیم = ۱۲۷۲ھ

م :- مولوی حافظ شاہ عبد الغنی منعمی پھلواروی، ۲۴ شعبان ۔

وای قطب وقت شبیر زمان صاحب کمال = ۱۲۷۲ھ - بے آب باغ پھلواری = ۱۲۷۲ھ

م :- جناب خواجہ سلطان جان- ۱۲ ربیع الاوّل

خواجہ سلطان جان بمرد افسوس = ۱۲۷۲

م :- منشی سید فضل احمد، الہ آبادی ۔ یافت سید بہشت = ۱۲۷۲ھ

م :- سید محمد علی - جمادی الاخیرہ دوشنبہ = ۱۲۷۲ھ

م :- مولوی عبد الکریم، تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد سعید۔

ختمہ اللہ بالحسنیٰ = ۱۲۷۲ --- الٰہی ابر رحمت سایبان مدفن او کن ۱۲۷۲ھ

تاریخ تسلط نصاریٰ متسلط بلکھنؤ گشتند --- چون نصاریٰ زخبث باطنہا

گفت تاریخ این خرابی دل --- لکھنؤ شد خراب وا ویلا ۱۲۷۲ھ

تاریخ کدخدائی سید حامد حسین عرف میرن جان، تخلص نکہت ۔

انشاء اللہ المستعان المعین = ۱۲۷۲ھ - بجناب مجتبیٰ سید حامد حسین کنا زا بشو گنگم = ۱۲۷۲ھ

پ :- پسر مولوی سید شبیر علی۔ ای خدا دار مدامش زندہ = ۱۲۷۲ھ

پ :- پسر مولوی سید امجد علی۔

سید محمد اظہر = ۱۲۷۲ھ --- سید مظہر احمد = ۱۲۷۲ھ

م :- میر یوسف علی- ہمہ جہاں رفت یوسف = ۱۲۷۲ھ

م :- جناب مکھو - زین جہاں آہ بجنت رفتہ = ۱۲۷۲ھ

م :- بخشی، مؤذن مسجد محلہ بندہ ۲۰ رجب۔ ملال ورنج بخشی = ۱۲۷۲ھ

م :- امیر النسا بیگم، والدہ برادرم نواب لطف علی خاں۔

بجنت امیر النسا شد مکین = ۱۲۷۲ھ

تاریخ ازدواج خواجہ الطاف علی عرف علی مرزا، برادر کوچک خواجہ لطیف علی عرف شاہ میاں جان۔

خدایا کن مبارک شادی او = ۱۲۷۳ھ

" ازدواج نواب محمد علی خاں خلف رشید نواب سید محمد تقی خاں، رئیس مظفرپور۔

پیوند مہر و مشتری = ۱۲۷۳ھ

م :- سید شاہ تجمل حسین منعمی، ۲۵ جمادی الآخر۔

شد بجنت تجمل ما = ۱۲۷۳ھ — رفتہ از بزم ما تجمل زود = ۱۲۷۳ھ

م :- مولانا سید شاہ فخر الدین حسین عرف مبارک حسین تخلص خواہش۔ ۱۳ ذی الحجہ

شاہ ما کردہ بجنت آرام = ۱۲۷۳ھ — خورشید کمال باطن = ۱۲۷۳ھ

م :- حبیب اللہ خاں۔ بود ماہ رمضان و جمعہ = ۱۲۷۳ھ

م :- مولوی سید حسین عرف میرن برادر کوچک جناب مولوی سید محمد لکھنوی مجتہد

شد بجنت جناب مجتہد آہ = ۱۲۷۳ھ

تاریخ بنا کردن مسجد میر فرحت علی واقع کوچۂ مصدر۔ کعبۂ عرش رتبہ = ۱۲۷۴ھ

" کدخدائی برادرم خواجہ ابراہیم علی عرف علی مرزا با دختر خواجہ محمد ذاکر۔

شدہ آباد خانہ اش = ۱۲۷۴ھ

پ :- دختر ہمشیرہ زاد راقم حبیبہ رفیعہ، جناب مولوی فدا حسین۔ نوید دختر = ۱۲۷۴ھ

پ :- دختر راقم محمد یحییٰ ابوالعلائی ۲۵ جمادی الاولیٰ۔

داد ایزد دخترم = ۱۲۷۴ھ — قمر طلعت پری چہرہ = ۱۲۷۴ھ

م :- برادرم خواجہ آغا جان، ۲۷ ربیع الاول — باد در روز قیامت یار رسول = ۱۲۷۴ھ

ورا بخشید لطف ایزدی = ۱۲۷۴ھ

م :- شیخ ولی احمد آروی۔ بجنت ولی احمدم رفت = ۱۲۷۴ھ

م :- جناب حاجی منشی واعظ علی، ۱۲ رمضان۔

ہای رحلت کردہ در ماہِ صیام = ۱۲۷۴ھ — واصل ذات الٰہی = ۱۲۷۴ھ

م :- دختر فقیر راقم محمد یحییٰ، ۱۹ شعبان دریغ و وادیلا = ۱۲۷۴ھ

م :- بنت ہمشیرہ زاد راقم دختر جناب مولوی فدا حسین، ماہ شوال۔

بنت ہمشیرہ زاد مرد آہ ۱۲۷۴ھ

کدخدائی مولوی علی اکرم آروی۔ شد شادی کدخدائی او = ۱۲۷۵ھ

" شاہ محمد واجد، صاحبزادہ شاہ محمد حسین محی الدین نگر۔

از ماہ صیام بست و شش بود = ۱۲۷۵ھ

پ :- خلف سید صفدر حسین عرف میر مرزا، ۲۹ شوال۔

حق تعالی پسر نیک عطا کرده = ۱۲۷۵ھ — خوبرو، مہر لقا، پاک نژاد = ۱۲۷۵ھ

پ :- نام تاریخی خلف قاضی محمد اسماعیل : غلام صدیق = ۱۲۷۵ھ

پ :- دختر برادرم خواجہ ابراہیم علی، عرف علی مرزا۔

بوجود آمده دختر = ۱۲۷۵ھ — داد ایزد دختر زیبا باد = ۱۲۷۵ھ

تزویج پسر زادہ مولوی محمد احسن۔ تزویج پسر زادہ مبارک باشد = ۱۲۷۵

م :- میر فرحت علی — مردہ در شہر محرم ای وای = ۱۲۷۵ھ —

پنجشنبہ دوم از شہر محرم بد آہ = ۱۲۷۵ھ

م :- مرزا حسین بخش داناپور۔ اول شہر صفر شنبہ آہ = ۱۲۷۵ھ

م :- جناب خواجہ علی رضا۔ امیر ذی وقار آہ = ۱۲۷۵ھ

م :- مولوی سید خیرات علی خاں۔ بجنت شدہ حیف زین دار فانی = ۱۲۷۵ھ

م :- جناب مولوی جلال الدین حسین۔ ۱۷ ربیع الاول۔ بجنت رفتہ صاحبدل = ۱۲۷۵ھ

م :- شیخ امداد علی۔ لیل سادس از مہ ذی القعدہ دیوم الاحد = ۱۲۷۵ھ

م :- برادرم جناب خواجہ احمد حسین، ۱۵ رجب

آہ بے نظیر زمن = ۱۲۷۵ھ — آہ واویلا دریغا = ۱۲۷۵ھ

م :- اہلیہ آغا محمد حسین۔ شود ہمسری باتول = ۱۲۷۵ھ

م :- سراج النساء بیگم، والدہ میر عنایت حسین، ۲۷ ذی الحجہ

از جہان رفت بجنت بیگم = ۱۲۷۵ھ — مکان سراج النسا شد بجنت = ۱۲۷۵ھ

م :- اہلیہ مولوی محمد امین عرف عبدالغفور۔ بابید ترا ابر بخ و بلا صبای جان = ۱۲۷۵ھ

تاریخ کدخدائی برادرم نواب لطف علی خاں۔ نزدیک بمہر گشت زہرہ = ۱۲۷۶ھ

" سید کاظم حسین، برادر کوچک قاضی رضا حسین، با دختر منشی امیر علی۔

گردیدہ یکجا با مشتری ماہ = ۱۲۷۶ھ — شد کدخدا عزیز دلم صاحب جمال = ۱۲۷۶ھ

پ :- خلف شیخ عبدالکریم، ساکن منیر۔ اختر جبینی = ۱۲۷۶ھ

م :- جناب مولوی واجد علی بنارسی۔

گشت تاریخ آہ آہ نہاں = گنج علم و ادب بخاک شدہ = ۱۲۷۶ھ

م :- شاہ محمد حسین، ۹ رجب۔ بپنجشنبہ نہم شہر رجب واویلاہ = ۱۲۷۶ھ

م :- مولوی محامد حسین، برادر کوچک مولوی حافظ امیر الحسن۔

یافت در زمرۂ اصحاب نبی جای قیام = ۱۲۷۶ھ

م :- حسینی۔ حسینی رفتہ جنت = ۱۲۷۶ھ

م :- میر نادر علی۔ جمادی الاخرہ شب پانزدہ = ۱۲۷۶

م :- امیر النساء بیگم، والدہ سید لطف علی خاں، ۱۳ رمضان۔

با دختر نبی باد = ۱۲۷۶ھ — قل ھنا روح و ریحان و جنات کریم = ۱۲۷۶ھ

م :- زوجۂ ثانیہ مولوی سید محمد وحید الدین بہادر۔

ہوشربا حادثہ گردید آہ = ۱۲۷۶ھ

تاریخ قدوم شاہ محمد مہدی مسعود، از کریم چک بعظیم آباد۔

مقدم شیخ اکمل کامل = ۱۲۷۷ھ — شیخ کامل مہدی دین حق آمد = ۱۲۷۷ھ

پ :- دختر حافظ احمد رضا۔ پری چہرہ زہرہ شمایل = ۱۲۷۷ھ

م :- جناب شاہ احمد سعید دہلوی ثم المدنی مجددی، ۳ ربیع الاول

حاصلش اتصال ایزد شد = ۱۲۷۷ھ — واصل جنت معلی شد = ۱۲۷۷ھ

م :- حسین علی شاہ، کہ در مجلس عرس حضرت رسالت صلعم، بحالت وجد و سماع بمقام پھلواری جان دادند۔

۱۲ ربیع الاول۔

پریدہ طائر روحش ... وجد و ... = ۱۲۷۷ھ

م :- جناب سید علی احمد۔ یکم ز شہر صفر بود و روز آدینہ = ۱۲۷۷ھ

م :- جناب سید شاہ امجد حسن بلخی فردوسی، ۲۱ جمادی الاولیٰ۔

قبلۂ پاک دلان رفت بفردوس = ۱۲۷۷ — ولی قضا فرمود = ۱۲۷۷ھ

م :- شاہ امجد حسن و میر احمد حسین و مولوی نیاز علی۔

اقامت گہ شان بفردوس باد = ۱۲۷۷ھ

م :- منشی اسماعیل اکبرآبادی، منشی دفتر لفٹنٹ گورنر۔ رفت پیش خلیل اسمٰعیل = ۱۲۷۷ھ

م :- خواجہ وزیر الدین۔ مرد خواجہ وزیر الدین صد آہ = ۱۲۷۷ھ

م :- شیخ الفو، مرید حضرت والد ماجد شاہ وجہ اللہ۔ آہ شیخ الفو مرد = ۱۲۷۷ھ

م :- میر احمد حسین۔ لقای خدا یافتم = ۱۲۷۷ھ

م :- اہلیہ جناب مولوی انور علی یاسی، خوشدامن مولوی محمد سعید۔

باد بفردوس برین خانہ = ۱۲۷۷ھ

م :- گھسیٹی، دایۂ حقیر ماہ جمادی الاولیٰ۔ گھسیٹی شدہ جنتی = ۱۲۷۷ھ

قطعۂ تاریخ منازعت اہل سنت و جماعت با شیعان و غلبۂ اہل انصاف بر ارباب خلاف۔

بماہ محرم ذلیل و حقیر — چو گشتند اعدای دین متین

مظفر شدند اہل انصاف و حق — بجاہ جناب رسول امین

کہ در مجلس تعزیت شیعیان — نمودند سب صحابہ ز کین

شنیدند چون سنیان این سخن — شدند از حمیت بسر خشمگین

زدو ضرب کردند از دست و پا — بر آن قوم دور از طریق یقین

پشیمان شد از گفتۂ خویشتن — ہم آن قایل مبتدع ہم کمین

رقم ساختم سال این ماجرا — بگشتند مقہور اعدای دین = ۱۲۷۷ھ

م :- سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ظفر تخلص۔[1]

شاہ درویش خو بہادر شاہ — زین سپنج سرا نمود سفر

در غزل چون ظفر تخلص داشت — گشت سال وفات حیف ظفر = ۱۲۷۸ھ

۱- صحیح تاریخ ۱۲۷۹ھ آگے صفحہ ۱۰۲ آتا ہے۔ م

تاریخ آغاز بنای تکیہ حضرت شاہ رکن الدین عشق ۔ بنیاد خیرات = ۱۲۷۸ھ

" کدخدائی جناب خواجہ علی حسن، با دختر بزرگ جناب خواجہ سلطان جان ۔

گفت ہاتف سال عقد ازدواج = ۱۲۷۸ھ

" کدخدائی جناب حکیم شاہ فرحت حسن، حفید حضرت حکیم شاہ مظہر حسین ۔

شد ازدواجش بوقت سعید = ۱۲۷۸ھ

" کدخدائی خواجہ باقر علی، خلف خواجہ عبدالحسین، باخواہر میر حامد حسین ۔

زواجش شدہ بوقت سعید = ۱۲۷۸ھ

" کدخدائی خواجہ علی نقی، عرف علی نواب پسر بزرگ خواجہ محمد کاظم، شفا تخلص با دختر خواجہ محمد اسمٰعیل

کدخدا مہ لقا علی نواب = ۱۲۷۸ھ

پ :- پسر میر امیر جان - نظیر حسن = ۱۲۷۸ھ

پ :- دختر برادرم سیّد صفدر حسین، عرف میر مرزا ۔

داد باو دختر زیبا الله = ۱۲۷۸ھ -- پاک و پاکیزہ دختر = ۱۲۷۸ھ

پ :- دختر سیّد محمد اجمل ۔

دختر اجمل = ۱۲۷۸ھ — دختر سیّد = ۱۲۷۸ھ

م :- جناب سید شاہ جمال علی فردوسی، سجادہ نشین حضرت مخدوم شاہ شعیب ۔

جاودانی بہشت یافتہ = ۱۲۷۸ھ

م :- جناب مولوی شاہ محمد حسین پھلواروی بمکہ مشرفہ، ۱۲ شعبان ۔

تاقیامت ماندہ دی درج = ۱۲۷۸ھ — شد زجہان وارث علم نبی = ۱۲۷۸ھ

م :- جناب شاہ غلام اعظم موہی الہ آبادی، افضل تخلص، ابن الابن شاہ محمد اجمل ۔

نماندہ افضل اجمل بعالم = ۱۲۷۸ھ

م :- مولوی فضل حق خیرآبادی، ۱۲ صفر ۔

بادشاہ فضلا واویلا = ۱۲۷۸ھ — آہ افضل عصر = ۱۲۷۸ھ

م :- مولوی گوہر علی - وفات گوہر دریای جودشد ایوا = ۱۲۷۸ھ

م :- خواجہ فیض اللہ، فرحت تخلص۔ ۱۴ر جمادی الاولیٰ۔

حیف فرحت از دل عالم شدہ = ۱۲۷۸ھ

م :- مولوی محمد امین عرف عبدالغفور، ۲۵ر صفر۔

دوشنبہ بیست و پنج از صفر = ۱۲۷۸ھ — شدّ این حادثۂ جانفرسا = ۱۲۷۸ھ

م :- برادرم میر فدا حسین، ۹ر رجب روز آدینہ۔

صدمۂ او کمرِ من بشکست = ۱۲۷۸ھ — رفت از عالم برادر ما = ۱۲۷۸ھ

م :- میر منظہر۔ الم منظہر بنی = ۱۲۷۸ھ

م :- دختر حضرت سید شاہ علیم الدین بلخی فردوسی، ۲۶ر رجب۔

روی خراشیدہ از الم تاریخ + رجب و بست و شش ز عالم فرمود = ۱۲۷۸ھ

م :- شاہ غلام شرف و اہلیہ قاضی محمد اسماعیل و خلف شاہ تجمل حسین۔

داغ بسیار = ۱۲۷۸ھ

م :- مادر برادرم سید حسن منظہر، عرف محمد۔ زوجۂ خالم فوت نمود = ۱۲۷۸ھ

م :- القو، مطربۂ مشہورہ عظیم آباد۔

القو بہشت حور گردید = ۱۲۷۸ھ — گشتہ با طائفۂ حور نوازان القو = ۱۲۷۸ھ

تاریخ مسجد بنا کردہ میر اکرام علی، مقام کرجرا۔ کعبۂ ساخت و بہندِ بنا = ۱۲۷۹ھ

" خانقاہ حضرت شاہ رکن الدین عشق، از سرِ نو بنا کردہ۔

شد بنا خانقاہ اقدس = ۱۲۷۹ھ — شد بنا بارگاہ اکبر عشق = ۱۲۷۹ھ

" عمارت بارہ دری بنا کردہ شیخ مہدی علی۔ مضبوط بارہ دری = ۱۲۷۹ھ

" سنگ ریزی از آسمان، ۲۵ر شوال۔

طرفہ ماجرای گشت = ۱۲۷۹ھ — از فلک افتاد بر روی زمین سنگ = ۱۲۷۹ھ

" کدخدائی سید شاہ غلام شرف برادر کوچک حضرت سید شاہ علیم الدین۔

شاد شدم از شادی شاہ = ۱۲۷۹ھ

" کدخدائی سید شاہ غلام منظفر، خلف الصدق حضرت سید شاہ علیم الدین۔

گردیدہ کدخدا برادر = ۱۲۷۹ھ — مبارک بشہ شاہ نوشاہ ما = ۱۲۷۹ھ

تاریخ کدخدائی سراج الدین حسین، پسر ناظر محمد حسین بابنت الاخت سید علی اشرف۔

بزہرہ اقتران مہ مبارک = ۱۲۷۹ھ

" کدخدائی سید امیر حسن، خلف کوچک جناب مولوی سید شاہ امداد علی خاں بہادر۔

شدہ کدخدا امیر حسن = ۱۲۷۹ھ — ز امداد آل علی گشت نوشہ = ۱۲۷۹ھ

" زواج سید حسن منظہر عرف محمد بادختر خواجہ اسد علی، ۲۶ ذی الحجہ۔

زوج حسن منظہر = ۱۲۷۹ھ — باد فرخندہ بوی شادی = ۱۲۷۹ھ

" کدخدائی برادر زادہ خواجہ منعم بخش، عرف سلطان جان پسر آخر خواجہ آغا جان۔

شدہ نور چشم دو نوشہ = ۱۲۷۹ھ — گردید وی کتخدا = ۱۲۷۹ھ

تاریخ کدخدائی غلام حیدر و غلام محمد پسران برادرم شیخ جمال علی۔

گردید اقتران دو ماہ و دو زہرہ = ۱۲۷۹ھ

پ :- پسر راقم الحروف محمد یحیٰی ابو العلائی۔

ناظر حسین = ۱۲۷۹ھ - نظر احسن = ۱۲۷۹ھ - بخشید ایزد فرزند = ۱۲۷۹ھ

پ :- پسر برادرم خواجہ لطیف علی، عرف شاہ میاں جان۔

بلند بخت بدیع الجمال = ۱۲۷۹ھ — نونہال باغ اقبال = ۱۲۷۹ھ

پ :- پسر خواجہ محمد اصغر، داماد خواجہ عبد الغنی، رئیس ڈھاکہ۔

زیبندہ اختر = ۱۲۷۹ھ — الٰہی بخت او بیدار باد = ۱۲۷۹ھ

پ :- خلف میر تجمل حسین، مسمیٰ بنذر الرحمٰن۔

روشنی نقطۂ چشم پدر = ۱۲۷۹ھ — ماہ اوج بختیاری = ۱۲۷۹ھ

پ :- پسر میر کاظم علی۔ پور کاظم علی = ۱۲۷۹ھ

م :- حضرت ابو الفیاض سید شاہ غلام حسین قدس سرہ ۲۶ محرم۔

بست دو دو از شہر محرم = ۱۲۷۹ھ — فائز برضوان حق باد او = ۱۲۷۹ھ

م :- شاہ محمد یار، ۲ محرم بجنت شد محمد یار از دہر = ۱۲۷۹ھ

م :- حاجی سید شاہ امام علی بمکۂ معظمہ۔ سید زمکہ جنت رفت = ۱۲۷۹ھ

م :- حاجی شاہ ظہور الحق، ۱۱ جمادی الآخر۔ کرد رحلت شاہ عالی = ۱۲۷۹ھ

م :- جناب شاہ منظہر الحق، ۵ رجب۔ یافت در فردوس وصل حق = ۱۲۷۹ھ

م :- جناب شاہ عبد الوالی لکھنوی، خلیفہ مولانا انوار لکھنوی۔

درویش باخدا نماند آہ = ۱۲۷۹ھ — پوشیدہ بانوار تجلی والی = ۱۲۷۹ھ

م :- حافظ شاہ سعد الدین نبیرہ رشید حافظ نور اللہ خوشنویس لکھنوی۔

لہ روح وریحان فی الخلد = ۱۲۷۹ھ — بی شبہ واصل حق گشت = ۱۲۷۹ھ

م :- لالہ مرلی دھر کہ ببرکت امیر ابو العلا مشرف باسلام شدند۔

داخل بارگہ سید والا شد = ۱۲۷۹ھ — فوت مرلی دھر شد = ۱۲۷۹ھ

م :- سراج الدین بہادر شاہ ابو ظفر، خاتم سلاطین تیموریہ تخت نشین دہلی

صد آہ خور شید منار = ۱۲۷۹ھ، فرمودہ شاہ رحلت = ۱۲۷۹ھ

م :- امیر دوست محمد خاں، والی کابل۔ وای امیر اعظم = ۱۲۷۹ھ

م :- امیر افضل علی، ۱۷ جمادی الاولی۔ بنمود جا در بہشت بریں = ۱۲۷۹ھ

م :- قاضی محمد شریف آروی۔ ۱۲ ذی الحجہ۔ صد آہ از مرگ قاضی = ۱۲۷۹ھ

م :- مرزا امان علی ذبیح تخلص۔ ۱۲ ذی قعدہ، روز جمعہ۔

ذی القعدہ و روز جمعہ بُد ہا ی = ۱۲۷۹ — او عندلیب باغ جناں = ۱۲۷۹ھ

م :- ناظر محمد حسین۔ ۶ شوال روز جمعہ۔ روز خراشیدہ از الم گفتم
ششں شوال روز جمعہ بود = ۱۲۷۹ھ

م :- مرزا شیخ اسماعیل، پسر مولوی تیغ علی۔

باذبیح اللہ او پیوستہ = ۱۲۷۹ھ — کے وائے غم اسماعیل = ۱۲۷۹ھ

م :- شیخ یار محمد۔ غم وصال عزیز = ۱۲۷۹ھ

م :- شیخ ذوالفقار علی۔ کرد ترک حیات وی = ۱۲۷۹ھ

م :- چند عزیزان۔ غم عزیزان عزیز = ۱۲۷۹ھ

م :- میر غلام علی۔ حیف غلام علی = ۱۲۷۹ھ

م :- سید قاسم علی خاں خلف میر عبداللہ رئیس عظیم آباد۔

بود امیر ذی وقر = ۱۲۷۹ھ — بود سر خیل امیران جہاں آہ = ۱۲۷۹ھ

ص :- آغا ابوالحسن، ۲۲ جمادی الاولیٰ، روز یکشنبہ۔

شہر جمادی اوّلین بست و دوم یوم الاحد = ۱۲۷۹ھ

م :- اہلیہ نواب یوسف علی خاں۔

دی پیش جناب زہرا رفت = ۱۲۷۹ھ — بشد از دہر زلیخای زماں = ۱۲۷۹ھ

م :- گوہر مطربۂ عظیم آباد۔

شد آہ لولی چالاک زیر خاک = ۱۲۷۹ھ — گوہر آلودہ شد بخاک سیہ = ۱۲۷۹ھ

تاریخ زواج حضرت شاہ منعم حسن خلف اصغر حضرت مخدوم حکیم شاہ محمد مہدی مسعود۔

کدخدا شد شاہ ما = ۱۲۸۰ھ — با شمس شدہ قران زہرہ = ۱۲۸۰ھ

" زواج شاہ غلام عباس، فرزند مولانا حکیم شاہ محمد ہادی۔

نوشہ از مہر رسول اللہ = ۱۲۸۰ھ

" از دواج خواجہ امان اللہ، پسر اوسط خواجہ ولی اللہ، با بنت نظیر علی خاں سہسرامی۔

نوشہ گشت امان اللہ ما = ۱۲۸۰ھ — گشت تزویج عزیزم = ۱۲۸۰ھ

" زواج مظہر حسن، پسر شیخ امین الدین، خواہرزادۂ حاجی عبدالحی، با دختر امیر علی خاں۔

زواج مظہر حسین = ۱۲۸۰ھ

پ :- خلف شاہ امجد حسین، سجادہ نشین حضرت مخدوم یحییٰ منیری۔

خورشید طالع ولید = ۱۲۸۰ھ — اختر جاہ و جلال = ۱۲۸۰ھ

پ :- خلف اقبال علی خاں، ۷ جمادی الآخر، روز جمعہ

یوم جمعہ سابع از ماہ جمادی آخرین = ۱۲۸۰ھ — فرزند قمر طلعت من = ۱۲۸۰ھ

پ :- پسر خواجہ منعم بخش، عرف سلطان جان خلف برادرم آغا جان۔

عمرش بود کردگارا درازہ = ۱۲۸۰ھ

پ :- دختر برادرم خواجہ ابراہیم علی عرف خواجہ علی مرزا - ماہ محرم

نکو دختـــر = ۱۲۸۰ھ — خدیجۃ الکبریٰ = ۱۲۸۰ھ

م :- مولوی حافظ محمد عبد اللہ کانپوری -

فاضل بے بدل و حامل مصحف بود آہ = ۱۲۸۰ھ

م :- شاہ غلام رسول، کانپوری مجدّدی -

در فقر و فنا معروف بود آن زندہ دل = ۱۲۸۰ھ

م :- حضرت شاہ کبیر الدین احمد سہسرامی - فمنهم من قضٰی نحبہ = ۱۲۸۰

م :- جناب منشی سید امداد علی خاں -

باد از امداد علی اندر قیامت یا رسول = ۱۲۸۰ھ

م :- حاجی برکت اللہ - بہشت برین جائش باد = ۱۲۸۰ھ

م :- جناب حاجی مولوی فرید پھلواروی کہ بمدینہ طیبہ انتقال فرمودند و بجنت البقیع آسودند-

آن جنت از جوار نبی یافتہ = ۱۲۸۰ھ بجنت از مدینہ پاک رفتہ

م :- شاہ میاں جان خلیفہ حضرت شاہ غلام حسین ابوالفیاض قمر

زاہل ذوق و شوق او بود = ۱۲۸۰ھ

م :- سید عبد الکریم، برادر کوچک منشی سید فرزند علی - رحلت عبد الکریم ما کرد = ۱۲۸۰ھ

م :- چودھری موسیٰ رضا آروی - حیف = ۱۲۸۰ھ

م :- پسر حکیم امیر حسن - ساکن خواجہ شکار پور -

دور از دیار و یار بعہد شباب مرد = ۱۲۸۰ھ

م :- برادرم نواب لطف علی خاں، ۱۶ر جمادی الآخر -

غم لطف علی با آداب = ۱۲۸۰ھ — حق جل و علا راضی از و باد = ۱۲۸۰ھ

م :- خواجہ محمد کاظم، متخلص بشفا، ۹ر ربیع الاول، روز شنبہ

شنبہ تاسع از اول ربیع = ۱۲۸۰ھ — لالہ آسا ماند داغ دی بدل = ۱۲۸۰ھ

م :- خواجہ عنایت علی، ۲۹ جمادی الاولیٰ۔

ہای از خواجہ عنایت علی = ۱۲۸۰ھ — شد زروا بہشت = ۱۲۸۰ھ

م :- والدہ جناب شاہ فدا حسین داناپوری، ماہ شوال۔

حشرش با بتول پاک بادا = ۱۲۸۰ھ

م :- اہلیہ حضرت سید شاہ علیم الدین قبلہ کہ بمدینہ منورہ رحلت نمودند و بجنت البقیع آسودند۔ ۳۰ شعبان

اللہ اکبر یافت اُو قرب جناب فاطمہ = ۱۲۸۰ھ — اُو در بہشت جاوداں یافت = ۱۲۸۰ھ

م :- مسماۃ مریم، والدۂ مولوی عبدالحکیم — مریم جوار مریم یافت = ۱۲۸۰ھ

م :- " امام باندی، زوجہ میر وارث علی، خواہر میر حسین علی الہ آبادی۔

با بتول طیبہ اندر قیامت باد = ۱۲۸۰ھ — بود اُو بحشر با بنت رسول = ۱۲۸۰ھ

م :- چنیا کنیزک دہ سالہ۔ ای وای غم کنیزک دہ سالہ = ۱۲۸۰ھ

تاریخ بنای مسجد، واقع مقام نورہ بحسن انتظام سید محمد نجم الدین۔ مسجد دلپسند شد تعمیر = ۱۲۸۱ھ

" حبس دوام مولوی احمد اللہ۔ نجات ابد یافت در حبس دایم = ۱۲۸۱ھ

" ازدواج سید شاہ منیر الدین حسین، فرزند نخستین سید شاہ مبارک حسین با دختر شاہ عطا حسین۔

مبارک باد نوشہ شد رشہا = ۱۲۸۱ھ — یکجا شد آفتاب و مہتاب = ۱۲۸۱ھ

" ازدواج سید محمد اکبر، خلف رشید شاہ محمد سجاد، ابو العلائی۔

شد از مہر رسول اللہ نوشاہ = ۱۲۸۱ھ

" تزویج سید محمد یحییٰ، برادر کوچک حافظ سید احمد رضا۔

خدایا مبارک کُنی شادی او = ۱۲۸۱ھ

" تزویج دختر برادرم شیخ جمال علی کہ بشیخ حسین بخش منسوب شد۔

مبارک ام داب را شادی بنت = ۱۲۸۱ھ — گردیدہ کار خیر اُو = ۱۲۸۱ھ

" فراغ برادر ممدوح از شادی و کدخدائی جمیع اولاد خود۔ فارغ = ۱۲۸۱ھ

پ :- پسر سید شاہ غلام شرف، برادر کوچک حضرت شاہ علیم الدین۔

بندۂ منظور = ۱۲۸۱ھ — ببرج شرف آفتابی = ۱۲۸۱ھ

پ :- فرزند شاہ ابوالنصر محمد علی حبیب، متخلص بہ نصر، سجادہ نشیں پھلواری۔

وارث نعمات اجداد = ۱۲۸۱ھ — گشت محبوب حبیب ما تولد = ۱۲۸۱ھ

پ :- ابن البنت مولوی علی اعظم — دادا ایزد بہ علی اعظم ما سبطی = ۱۲۸۱ھ

م :- فرزندم نورالعلا — وای ای لخت جگر = ۱۲۸۱ھ — نور از عین پدر رفت = ۱۲۸۱ھ

م :- جناب سید شاہ محمد حسن بلخی فردوسی — بجنت شد آہ شاہ محمد حسن = ۱۲۸۱ھ

م :- مولوی ابوالبرکات رکن الدین محمد تراب علی۔

ہیہات کہ افتادہ زپا رکن دیں = ۱۲۸۱ھ — بود بی نظیر زمن = ۱۲۸۱ھ

م :- مولوی ہادی علی لکھنوی۔ جنتی شد مولوی ہادی عالی مقام = ۱۲۸۱ھ

م :- شاہ محمد سلامت اللہ بدایونی کانپوری المتخلص بہ کشفی۔

ای ہای شد بزیر زمین آفتاب علم = ۱۲۸۱ھ — ہای استاذ زمانہ = ۱۲۸۱ھ

کشفی علامہ کجا رفتہ ہای = ۱۲۸۱ھ

م :- پھول شاہ :- بدون بوی گل ز جان جہان رفتہ پھول شاہ = ۱۲۸۱ھ

م :- حکیم امام الدین خاں کہ از حضور شاہ دہلی ارسطو الملک خطاب داشتند۔

ارسطوی زمانہ رفتہ افسوس = ۱۲۸۱ھ

م :- شاہ قطب الدین المحمد بکلی سجادہ نشیں منیر شریف۔ رفت قطب منیر از آفاق = ۱۲۸۱ھ

م :- سید شاہ محمد قاسم ابوالعلائی برکاتی۔ ۱۷ شوال

آہ عین عشق بود آن عاشق ابوالعلا = ۱۲۸۱ھ — در جمال بوالعلائی دیدہ دید رضا = ۱۲۸۱ھ

م :- خواجہ حسن خاں احراری۔

جنت ماوا مسکنش شد = ۱۲۸۱ھ — نماندہ حاتم دوراں = ۱۲۸۱ھ

تاریخ قدوم شاہ ولی اللہ، از اکبرآباد۔

از پیش محبوب خدا آمد حبیب ربی = ۱۲۸۲ھ — راحت جان من آمد مقدمش = ۱۲۸۲ھ

مدرسہ بنا کردہ منشی امیر علی خاں، واقع مقام باڑھ — تعالی اللہ بنای عالیت ایں = ۱۲۸۲ھ

تاریخ مسجد بنا کردہ منشی محمد امیر سررشتہ دار عدالت دیوانی بمقام صاحب گنج۔

بنا ساختہ مسجد نو = ۱۲۸۲ھ — ہم مرتبہ عرش و دود = ۱۲۸۲ھ

" زواج حاجی شاہ عبد الحی مرتضائیہ۔ عبد الحی دگر شد کدخدا = ۱۲۸۲ھ

" کدخدائی خواجہ محمد خلیل، خلف خواجہ امیر الدین۔

بکن شادی وی مبارک خدایا = ۱۲۸۲ھ

" کدخدائی خواجہ احسن اللہ، خلف خواجہ عبد الغنی، رئیس ڈھاکہ۔

گشتہ نوشاہ احسن اللہ = ۱۲۸۲ھ — گردید ہم بمشتری مہ = ۱۲۸۲ھ

" کدخدائی امداد امام، پسر سید محمد وحید الدین خان بہادر، با دختر منشی فرزند علی۔

جمع زہرہ بمشتری = ۱۲۸۲ھ

" کدخدائی فخر الدین، پسر فرزند علی، با دختر میر ولایت حسین۔

بہر اقتران مہ گردید = ۱۲۸۲ھ

" کدخدائی حافظ عبد الغفور۔

ازدواج او ز فضل ایزدی شد = ۱۲۸۲ھ

تاریخ کدخدائی محمد حنیف پسر مولوی احمد کبیر پھلواری، حیرت تخلص۔

زہرہ با مشتری ہمایون = ۱۲۸۲ھ — خورشید جمع با ماہ = ۱۲۸۲ھ

پ :- پسر خواجہ منعم بخش، عرف سلطان جان خلف برادرم خواجہ آغا جان۔

محمد منظر = ۱۲۸۲ھ

پ :- پسر برادرم سید صفدر حسین، میر میرزا۔ بلفضل شاہ انبیا = ۱۲۸۲ھ

پ :- دختر میر احمد حسین، فرزند کوچک میر اسمٰعیل علی۔ دختر جلیلہ = ۱۲۸۲ھ

پ :- " خواجہ علی حسن، خلف اصغر خواجہ محمد ذاکر۔ دختری دادہ باو ایزد پاک = ۱۲۸۲ھ

پ :- " باقر علی، خلف الرشید خواجہ عبد الحسین خاں۔ بہ ولد داد دختر ایزد = ۱۲۸۲ھ

م :- میر الٰہی بخش۔ جناب میر الٰہی بخش ایوای = ۱۲۸۲ھ

م :- میرزا اشرف علی نثار۔ بخشد باز کرم حق = ۱۲۸۲ھ

م :- جناب میر عبد الحسین شیر پوری والد میر عنایت حسین وکیل ۔ آہ رحلت سید مرحوم ما کردہ = ۱۲۸۲ھ

م :- میر کمال علی ۔ یکشنبہ د ذی قعدہ = ۱۲۸۲ھ

م :- خواجہ عبد النبی، ساکن لاسہ، از مریدان شاہ وجہ اللہ ۔

عبد النبی بقرب نبی الاللہ رفت = ۱۲۸۲ھ

م :- مولوی ابراہیم ،

لیل نہم از رمضان بود آہ = ۱۲۸۲ھ — حیف اہل برکات وحسنات = ۱۲۸۲ھ

م :- سید ابو الحسن عرف نواب جان ۔ لاریب فیہ جنت یافت = ۱۲۸۲ھ

م :- میر امیر حسن، پسر دختر میر سخاوت حسین ۔ وی شدہ مایل بگلگشت جناں = ۱۲۸۲ھ

م :- مولوی رضوان علی، مرید جناب امداد علی خاں بہادر رضوی ۔

فایز اُو باد ا بر ضوان علی = ۱۲۸۲ھ

م :- اہلیہ جناب منشی محمد امیر علی خاں ۔

جنت خلد مقام اُو باد = ۱۲۸۲ھ — کہ حشرش باتبول طیبہ باد = ۱۲۸۲ھ

تاریخ زواج سید ظفر امام، فرزند ہمشیرہ زاد مولوی محمد سعید مقام کاکو با دختر شاہ محمد مبین ۔

گشت ازدواج در شوال = ۱۲۸۳ھ — با مشتری زہرہ جمع = ۱۲۸۲ھ

" کدخدائی سید محمد میر، پسر میر منگی جان، با دختر خواجہ جیون ۔

بماہ اجماع خورشید = ۱۲۸۳ھ — ببیں خورشید و مہ باہم = ۱۲۸۳ھ

پ :- پسر خواجہ ابراہیم علی، عزت علی مرزا ۔ محمد مناظر = ۱۲۸۳ھ

پ :- پسر مولوی برکت علی — غلام اسماعیل = ۱۲۸۳ھ

پ :- پسر عبد الحق، خویش قاضی فرخ حسین ۔

مظہر حسینی = ۱۲۸۳ — غلام پیر = ۱۲۸۳ھ

م :- شیخ حفیظ اللہ، ڈاکٹر ۔ افسوس وآہ حفیظ اللہ = ۱۲۸۳ھ

م :- پسر مبارک حسین، دختر زادہ میر واجد علی وکیل ۔

یکشنبہ از شہر محرم پنجم = ۱۲۸۳ھ

م :- حافظ فتح الدین، پنجابی — حافظ مرحوم = ۱۲۸۳ھ

م :- سید علی مظہر، عرف میرن جان — ای وای علی مظہر = ۱۲۸۳ھ

م :- داروغہ سید مبارک علی منعمی ابوالعلائی، طالب تخلص۔

رفت جنت طالب حق = ۱۲۸۳ھ — بود ظریف طبع = ۱۲۸۳ھ

م :- مولوی تبارک علی — بود بباغ ارم جای وی = ۱۲۸۳ھ

م :- خواجہ ولی اللہ۔

عاشر شوال شنبہ بود آہ = ۱۲۸۳ھ - کرد خواجہ رحلت آہ = ۱۲۸۳ھ

م :- پسر ابوالبرکات، داناپوری — ہای داغ پسر = ۱۲۸۳ھ

م :- منشی اکبر علی سندیلی کہ بمکۂ معظمہ رحلت کردند۔

دادہ آن مرد خدا جان برہ حق = ۱۲۸۳ھ — با تشنگان کربلا باد امقام وی = ۱۲۸۳ھ

م : دختر خواجہ محمد اسمٰعیل — قیامتی شدہ بہر پدر = ۱۲۸۳ھ

م :- اہلیہ قاضی فرخ حسین مہدوی ساکن حیدر آباد — حشرش با بتول طیبہ باد = ۱۲۸۳ھ

م :- اہلیہ شیخ حسین علی مسترشد قاضی فرخ حسین — گشتہ قربان اسم آل عبا = ۱۲۸۳ھ

تاریخ بنای مسجد تعمیر کردہ محمد غازی، ساکن ڈھاکہ۔

خانۂ پاک خدا = ۱۲۸۴ھ — ہم رتبۂ عرش ایزد = ۱۲۸۴ھ

" تزویج الفت حسین، پسر کوچک برادرم شیخ ہمت علی۔

یارب درزن وشو باد الفت = ۱۲۸۴ھ

" کدخدائی شاہ واجد حسین، فرزند شاہ محمد حسن ابن حکیم شاہ محمد مہدی

مبارک اقتران زہرہ وماہ = ۱۲۸۴ھ

" تزویج مولوی شاہ محمد رشید الحق، خلف شاہ علی امیر الحق، با دختر میر صفدر علی۔

گردید اقتران مہر وماہ = ۱۲۸۴ھ

" تزویج مولوی مرتضیٰ احسن، برادر کوچک میر شریف حسین، پھلواروی۔

گردیدہ وی کتخدا = ۱۲۸۴ھ

تاریخ کتخدائی سید علی شیر، پسر میر محبوب - باماہ اجماع خورشید = ۱۲۸۴ھ

" " پسران حکیم سید محمد امیر - مبارک اقتران زہرہ وماہ = ۱۲۸۴ھ

" زواج سید مہدی نواب' بادختر سید لطف علی خاں -

مہ بامشتری گردید باہم = ۱۲۸۴ھ — زلفِ عروس ودست نوشہ = ۱۲۸۴ھ

پ :- فرزند محمد یحییٰ ابوالعلائی مولود ششم -

ولیدہ روز یکشنبہ وسادس مہ شعبان = ۱۲۸۴ھ — راحتِ روح است = ۱۲۸۴ھ

پ :- صاحبزادۂ حکیم سید محمد مہدی بلخی

منظفر دیں = ۱۲۸۴ھ — منظہرالحق = ۱۲۸۴ھ

پ :- پسر شیخ محمد یعقوب، ساکن مہدانواں - یوسف مصر بور یعقوب است = ۱۲۸۴ھ

م :- مفتی مولانا محمد صدرالدین خاں دہلوی -

گفتم تاریخ بادلِ زار ÷ صدر العلما وفات فرمود = ۱۲۸۴ھ - افسوس افضل علمای بلاد ہند = ۱۲۸۴ھ

ابوالفاضل علامۂ دہر = ۱۲۸۴ھ — صدر گردید او باہل بہشت = ۱۲۸۴ھ

م :- ملا محمد غوث مجددی، خلیفہ شاہ احمد سعید -

فاضلِ پارسا وکامل بود = ۱۲۸۴ھ شیخ کامل ولی بحق واصل = ۱۲۸۴ھ

م :- مولوی حاجی شاہ حسین علی فتحپوری، خلیفہ شاہ سلیمان -

فخر ہند واعزہ دوراں = ۱۲۸۴ھ - منتخب عالماں = ۱۲۸۴ھ

م :- مولوی سید محمد لکھنوی، مجتہد الشیعہ -

بود آہا عالم ذی اجتہاد = ۱۲۸۴ھ - آہ اعلم اثنا عشریہ = ۱۲۸۴ھ

م :- سید شاہ محمد واجد داناپوری -

بزرگ خدا آشنا حیف = ۱۲۸۴ھ - فاز رضوان الحق = ۱۲۸۴ھ

م :- شیخ الٰہی بخش، مرید حضرت منیرالدین حسین -

یکشنبہ زشہر محرم دوم بود = ۱۲۸۴ھ

م :- برادر عزیزم سید حسن مظہر عرف محمد۔

کرد سفر ازیں جہان در سفر آہ آہ او = ۱۲۸۴ھ — کمر مارا بشکست = ۱۲۸۴ھ

م :- میر علی محمد۔ غم جوان عزیز من = ۱۲۸۴ھ

م :- میر محمد علی قدیر استاد میر حامد حسین نکہت۔

ایوای قدیر خوشگوی = ۱۲۸۴ھ آہ والاطبع شاعر نکتہ سنج = ۱۲۸۴ھ

پ :- پسر مولا بخش خان محی الدین نگری۔

اظہار حسنین = ۱۲۸۵ھ

تاریخ حجرہ در جنب مسجد حضرت شاہ علیم الدین بلخی تعمیر فرمودند۔

آسماں در سجدہ پیش این فتد = ۱۲۸۵ھ — پیش ایں حجرہ کند سجدہ سپہر روز فلک = ۱۲۸۵ھ

" بنای روضہ عالیہ حضرت شاہ محمد منعم حضرت شاہ علیم الدین بتعمیرش سعادت ابدی ذخیرہ نمود

روضہ منعم کا بنا = ۱۲۸۵ھ

" ازدواج حکیم محمد حاجی، با دختر شاہ محمد نصیر۔ باشد اجماع زہرہ = ۱۲۸۵

" کدخدائی سید قطب الدین، پسر منشی سید محمد نجم الدین۔ وی گشت نوشہ ز لطف نبی = ۱۲۸۵

" ازدواج وزیر علی، پسر منشی امیر علی ساکن محلہ الحق با دختر محمد منعم

نوشاہ بشد وزیر من ابن امیر = ۱۲۸۵ھ

پ :- ابن الابن مولوی واعظ حسین۔ دہد عمر و اقبال وی را خدا = ۱۱۸۵ھ

پ :- پسر میر خادم حسین، داماد ہمشیرہ زادم۔

یادر او بخت بود بالا = ۱۲۸۵ھ — وراثت حسنین = ۱۲۸۵ھ

پ :- پسر سید محمد میر خلف میر منگی جان۔ لعل بدخشاں = ۱۲۸۵ھ

پ :- پسر ظہور الحق، خلف کلاں شیخ ہمت علی۔

جلوۂ حسن ظہور بود = ۱۲۸۵ھ — دہد عمر و اقبال وی را خدا = ۱۲۸۵ھ

پ :- فضل امام فرزند مولوی سید ظفر امام۔

خدا عمر مولود سازد دراز = ۱۲۸۵ھ — نور دیدہ جد واب فضل امام = ۱۲۸۵ھ

پ :- دختر حافظ عبد الغفور - داده باد دختر با زیب الہ = ۱۲۸۵ھ

م :- مولوی شاہ علی کبیر، عرف شاہ محمد میرن جان افضلی محمدی - ابن البنت شاہ محمد اجمل
حیف روز ششم ماہ محرم = ۱۲۸۵ھ - آہ از افضل عصر = ۱۲۸۵ھ

م :- ملّا عبد الصمد کابلی - ملّا عبد الصمد رحلت فرمودہ = ۱۲۸۵ھ

م :- مولوی محمد فصیح غازی پوری - داغ محمد فصیح = ۱۲۸۵ - واعظ نام آوری = ۱۲۸۵ھ

م :- شاہ وزیر اللہ - بہ پیش شاہ نجف شدہ وزیر = ۱۲۸۵ھ

م :- سید شاہ فدا حسین داناپوری -
بسال وفاتش نوشتیم گو + فدا گشت بر اسم پاک حسین = ۱۲۸۵ھ - سہ شنبہ چہاردہ شہر صیام = ۱۲۸۵ھ

م :- حضرت سید علی بن یوسف -
دلیل خیرات = ۱۲۸۵ھ - در قیامت با علی باشد علی = ۱۲۸۵ھ

م :- خواجہ احمد خاں - رئیس این محلہ کرد رحلت = ۱۲۸۵ھ

م :- شیخ غلام میر، عرف شیخ بکاؤ - صد آہ شیخ بکاؤ بمرد = ۱۲۸۵ھ

م :- برادرم شیخ جمال علی، مرید حضرت شاہ وجہ اللہ - کجا آہ آں شیخ مرحوم = ۱۲۸۵ھ

م :- میر علی محمد مرحوم - غم آں جوان عزیزم = ۱۲۸۵ھ

م :- نواب غلام عباس، عرف نواب دولہ، مقیم منظفرپور -
دریغ و آہ نواب = ۱۲۸۵ھ - غم نواب دولہ صاحب و دل = ۱۲۸۵ھ

م :- مولوی سید اعظم الدین حسن خاں -
شدہ انجام کار او ہمہ خوب = ۱۲۸۵ھ - بودہ امیر ذی وقار = ۱۲۸۵ھ

م :- مولوی فرید الدین خان مرحوم، صدر امین آرہ ضلع شاہ آباد -
فرید دین بجنت شد از امداد اللہ = ۱۲۸۵ھ - انتقال فرید عادل شد = ۱۲۸۵ھ

م :- نواب نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خاں غالب عرف مرزا نوشہ ۲ ذی قعدہ روز شنبہ -

مرزا نوشہ جناب غالب ۔ در فن سخنوری یگانہ
از اہل سخن ربود دلہا ۔ در شعر بطرز جاودانہ

کیفیت نثر اُو چگویم | دارد انداز دلبرانہ
باشد بکلام او عجب لطف | معشوقانہ و عاشقانہ
از کشورِ ہند تا بفارس | زد کوس کمال خسروانہ
در وجد آرد قلوب پاکاں | قولش در قالب ترانہ
مستانہ کلام او بخشد | کیف و سرگرمی شبانہ
این اشعارم بمدحت او | بنود گفتار شاعرانہ
ہر آنچہ کہ گفتہ ایم یاراں | باشد قول محققانہ
بگذاشتہ خاک پاک دہلی | در شوق بہشت جاودانہ
سال آن بینظیر یحیٰ | گو بود نظیری زمانہ = ۱۲۸۵ھ

دیگر:- غالب نام آور کہ گرفتی | از قلم خود کار سیف
رحلت کرد و سالش گفتم | حیف جناب غالب حیف = ۱۲۸۵ھ

ھ :- مرزا رجب علی بیگ سرور تخلص -
بردہ سرور از دل و جانم سرور = ۱۲۸۵ھ

ھ :- نُور خاں، خویش محمد بخش خاں محی الدین نگری -
وای صد افسوس جواں نور خاں = ۱۲۸۵ھ

ھ :- تُنّی مطرب مشہور پٹنہ - تن تُنّی الحال گردید بجہان = ۱۲۸۵ھ

ھ :- مادر حافظ احمد شاہ، اہلیہ میر عبدالسبحان -
بادا دی بحشر با بنت رسول = ۱۲۸۵ھ

ھ :- اہل خانہ مولوی سید ابوالحسن، پسر بزرگ سید امداد علی خاں بہادر
بود بست و پنجم شہر رجب = ۱۲۸۵ - دی گشت باریاب مجرای سیدہ = ۱۲۸۵ھ

ھ :- دل جان لولی مشہورۂ اٹاوہ -
پری رخسار بود = ۱۲۸۵ھ - حیف مُرشد زیر خاک = ۱۲۸۵ھ

تاریخ چاہ بنا کردہ شاہ آل احمد، واقع مولانگر۔ ہست آں چشمۂ آبحیات = ۱۲۸۶ھ

" " وزیر السلطان منشی محمد امیر علیخاں بہادر واقع مقام باڑہ

این چاہ فیض آمدہ چوں بحر = ۱۲۸۶ھ

تاریخ بنای مسجد ملکہ و خانم جان واقع شہر عظیم آباد۔

نگر در ہند این بیت الحرام = ۱۲۸۶ھ ـ کردند بنائے قبلہ خاص و عام = ۱۲۸۶ھ

" کدخدائی خواجہ سلطان جان۔ بسم اللہ الالہ العظیم = ۱۲۸۶ھ

" زواج خواجہ فتح محمد خاں عرف سلطان جان خلف خواجہ محمد رحیم خاں۔

عزیز ماہ چہرہ کدخدا شد = ۱۲۸۶ھ ـ زہرہ و مشتری جمع = ۱۲۸۶ھ

" زواج مولوی سید شاہ ابوالحسن خلف بزرگ جناب شاہ امداد علی با دختر شاہ لطافت حسین۔

شاہ شدہ نوشاہ شدہ = ۱۲۸۶ھ ـ اجماع خورشید و مہ = ۱۲۸۶ھ

" تزویج مولوی سید شاہ ابوالحسن خاں۔

بوالحسن سید شہ ذی الجاہ = ۱۲۸۶ھ ـ گشت نوشہ عزیز اعلی جاہ = ۱۲۸۶ھ

" تزویج شیخ فتح محمد کہ در پیری بار دیگر با زن جوان نکاح کردند۔

نوجوان دولتی بہ پیری یافت = ۱۲۸۶ھ ـ از سر جہد طبع تاریخش + گفت فرخ در آرام شود = ۱۲۸۶ھ

" کدخدائی خواہر ثالث خواجہ علی مرزا، با مرزا رحمت اللہ بیگ بنارسی۔

شد سبکدوش ازیں بار گراں حالا او = ۱۲۸۶ھ

پ:۔ فرزند نرینہ بخانہ شیخ امیر علی۔ دہد عمر و اقبال او را خدای = ۱۲۸۶ھ

پ:۔ پسر حکیم ارشد علی۔ الخلف الرشید = ۱۲۸۶ھ

فرزند رشید حق عطا کردہ بہ او = ۱۲۸۶ھ

پ:۔ بنت الابن اعنی دختر شیخ نجم الدین عرف نواب صاحب

واعظ الدین حاجی صاحب کمال = ۱۲۸۶ھ ـ بنت ابخش راجہاں آرای داد = ۱۲۸۶ھ

پ:۔ پسر دختر سید پسر خلف سید محمد اشرف مرحوم۔

بزاد و بشرف طالع شدہ زیبا مہی = ۱۲۸۶ھ ـ خاندان اشرف = ۱۲۸۶ھ

پ :- دختر ثانیہ بخانہ عبدالقادر خاں۔ داد ایزد باہل اُو دختر = ۱۲۸۶ھ

م :- شاہ محمد محمود، خلف شاہ محمد باقر، ساکن نوآبادہ۔ غم محمود کسینۂ احباب = ۱۲۸۶ھ

م :- کبیر الدین ۱۱ ربیع الاول۔ آہ از غم کبیر = ۱۲۸۶ھ

م :- قاضی احمد بخش، دولت پوری۔ جواں لایق وشائستہ مرد داویلاہ = ۱۲۸۶ھ

م :- میر کاظم حسین، قادری منعمی ساکن درگاہ۔ خلف میر صفدر علی۔

ابوا دادجاں کاظم حسین نوجوان = ۱۲۸۶ھ — مردہ جواں کاظم ہای = ۱۲۸۶ھ

م :- عالم شاہ — زعالم آہ رفتہ شاہ عالم = ۱۲۸۶ھ

م :- شاہ امام الدین، والد مولوی عبدالحکیم۔

امام دیں بجنت رفتہ = ۱۲۸۶ھ — یافت باخداوند وصال = ۱۲۸۶ھ

م :- مولوی حافظ ظہیر الحق — بودہ انتخاب دہر آہ = ۱۲۸۶ھ

م :- میر کفایت علی — از شہر حج بودہ ہشتم = ۱۲۸۶ھ

مقاش بجنت فردوس = ۱۲۸۶ھ

م :- نواب سید الطاف حسین خاں، رئیس عظیم آباد ۳ ذی الحج، چہار شنبہ

جنت الماوئی از الطاف حسین او یافت = ۱۲۸۶ھ

م :- زوجۂ ثانیہ سید علی منظہر، عرف میرن جان۔ ہفدہم شہر محرم روز جمعہ بود ہای = ۱۲۸۶ھ

م :- اہلیہ مولوی شاہ رشید الحق۔ وای واویلا دریغا = ۱۲۸۶ھ

اہل رشید الحق ذیجاہ = ۱۲۸۶ھ

م :- والدہ مولانا محمد سعید حسرت باامہات مومناں باداو بخلد = ۱۲۸۶ھ

م :- اہلیہ افضل علی خاں۔ اُو در قیامت باد با بنت نبی = ۱۲۸۶ھ

طفیل سیدہ جایش شدہ بجنت = ۱۲۸۶ھ

م :- والدہ منشی محمد امیر ۱۸ رمضان چہار شنبہ۔ جایش بادبد خدا بفردوس = ۱۲۸۶ھ

م :- مسماۃ شرف النساء بیگم، اہلیہ خواجہ احمد خان۔

حقا بجناں یافت شرف = ۱۲۸۶ھ

پ :- پسر سید شاہ غلام مظفر

علیم الدین بلخی شاہ جانم ـــ حفیدش حق تعالیٰ داد انور
بخواں سال تولد ای یگانہ ۱۲۸۷ھ ـــ پسر یوسف شرف اللہ اکبر ۱۲۸۷ھ

پ :- ابن الابن حضرت سید شاہ علیم الدین بلخی ۱۲۸۷ھ (یعنی پسر شاہ غلام مظفر) ۳ صفر، چہار شنبہ ۱۲۸۷ھ

چار شنبہ بست و سہ ماہ دوم یوم ولود = ۱۲۸۷ھ

پ :- پسر غلام حیدر ـ بلند اختر = ۱۲۸۷ھ

پ :- پسر مولوی سید وارث علی ـ زاد فرزند سعادت مند باردی نکوی = ۱۲۸۷ھ

بادل شاد نوشتیم سنین میلاد + متولد پسر صاحب اقبال شدہ = ۱۲۸۷ھ

پ :- دختر نیک اختر سید خادم حسین ـ بداد یزداں دختر = ۱۲۸۷ھ

پ :- دختر مرزا رحمت اللہ بیگ بنارسی ـ

بنت رحمت اللہ ہمایوں جاہ = ۱۲۸۷ھ ـــ دختر جمیل = ۱۲۸۷ھ

پ :- دختر مولوی ابراہیم، خلف شیخ محمد یوسف ـ دخت وجیہ ابراہیم = ۱۲۸۷ھ

م :- حضرت شاہ علیم الدین بلخی فردوسی ـ شب ۱۶ ربیع الآخر، شنبہ

آہ مخدوم علیم الدین شاہ = ۱۲۸۷ھ ـــ قطب زمن ولی خدا صاحب الرسول = ۱۲۸۷ھ

م :- مخدوم شاہ امیر الدین بہاری فردوسی متخلص بہ وحید سجادہ آرای شاہ شرف الدین بہاری ـ

قبلۂ آفاق مخدوم جہاں قطب زماں ـ ۱۲۸۷ھ ـــ شاہ فردوس بفردوس رسیدہ = ۱۲۸۷ھ

م :- سید شاہ علیم الدین بلخی فردوسی و حضرت شاہ امیر الدین بہاری ـ

اقامت گاہ ایشاں باد فردوس = ۱۲۸۷ھ

م :- حکیم شاہ محمد مہدی مسعود باب اللہ ـ شب جمعہ ۶ جمادی الاول

عاشق توحید شیدای نبی = ۱۲۸۷ھ ـــ شد نثار جلوۂ مولا علی = ۱۲۸۷ھ

م :- مشترکہ تاریخ وصال شاہ علیم الدین بلخی و حضرت شاہ محمد مہدی مسعود باب اللہ

عاشق و معشوق میں اس درجہ دیکھا اتصال ـــ درمیاں میں رہنا دو عاطفہ کا ہے محال
میں نے یوں تاریخ لکھی ہے کمالِ تو یہ ہے ـــ عاشق و معشوق دونوں کا وصال تو یہ ہے ۱۲۸۷ھ

م :- جناب شاہ مسافر ساکن چشتی پور ـ مسافر بود ازیں عالم مسافر شد = ۱۲۸۷ھ

م :- شاہ محمد اسمٰعیل کاظمی - ای شہ کاظمی = ۱۲۸۷ — ولی باکمال و باخدا درویش = ۱۲۸۷ھ

م :- میر خادم حسین - الآن شدہ محبوب بہ خدام حسین = ۱۲۸۷ھ

م :- خواجہ الطاف علی، عرف علی مرزا فقیر تخلص —

صدمہ وی کمر من بشکست = ۱۲۸۷ھ — باد باحق مسکنش جنت زالطاف علی = ۱۲۸۷ھ

م :- صاحبزادہ حضرت شاہ منیر الدین حسین - (ابن شاہ مبارک حسین) ۱۸ ذی الحجہ، جمعہ

شد ماہ منیر من نہان از چشم من = ۱۲۸۷ھ — روی گل سیر نہ دیدم کہ بہار من گذشت = ۱۲۸۷ھ

م :- شیخ نثار حسین ۲۴ ذی الحجہ - از دل و جان بشکر نثار حسین = ۱۲۸۷ھ

م :- خواجہ عبدالرحیم، صبا تخلص رئیس ڈھاکہ - وہ از ین گلزار ہمچوں بوی گل رفتہ صبا = ۱۲۸۷ھ

م :- لاڈلے، پسر خواجہ ابوالحسن - وی از زہر خوردہ مرد = ۱۲۸۷ھ

م :- حاجی جعفر علی جرّاح - بست و دو شہر محرم ہای = ۱۲۸۷ھ — برید موت رگ جان شان = ۱۲۸۷ھ

م :- آغا حیدر علی - سلخ ذی الحجہ چہار شنبہ - شد روز وداع سال از دہر وداعش = ۱۲۸۷ھ

م :- اہلیہ میر لطف اللہ — باتول طیبہ حشرش بود = ۱۲۸۷ھ

م :- دختر حافظ عالم علی — از بہر پدر قیامتی شد = ۱۲۸۷ھ

تاریخ تعمیر کربلا شریف، واقع مقام صاحب گنج باہتمام آل حسن - الٰہی قبلہ بہت الحاجات عاشق حسین = ۱۲۸۸ھ

" تعمیر مسجد بنا کردہ میر صفدر حسین واقع محلہ لودی کٹرہ شہر عظیم آباد -

ہم رتبہ عرش اللہ = ۱۲۸۸ھ — نظیر الکعبہ = ۱۲۸۸ھ

" تیاری ناچ گھر، چودھری ظہور الحق اسلام پوری کہ بتقریب ختنہ محمد واعظ الدین پسر خود ساختہ

طرب گہ و خانہ رقص = ۱۲۸۸ھ — دلکشا و خوب ہے یہ ناچ گھر = ۱۲۸۸ھ

" طبع کلیات جناب مولوی انور علی یاس آروی -

منطبع شد کلیات یاس با طرز حمید = ۱۲۸۸ھ - دیوان یاس گشت بمطبوع طرز طبع = ۱۲۸۸ھ

" صحت پرنس آف ویلز - جانی اعتدال از صحتش یافت = ۱۸۷۲ء

" ازدواج حضرت شاہ امین احمد، فردوسی با دختر خواجہ لطیف علی -

امین با شرف گردیدہ نوشہ = ۱۲۸۸ھ

تاریخ ازدواج دختر میر امیر جان۔ شدہ انجام باخوبی مبارک = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ خلف ثانی شاہ غلام شرف بلخی ۔ نظیر حسین = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ " " غلام مظفر ۔ خدا اش صاحب اقبال و باجلال کناد = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ پسر مولوی منظور احمد ۔ ولد منظور احمد = ۱۲۸۸ھ ۔ محمد منظور = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ پسر خواجہ حسین جان ۔ سید نظیر جان = ۱۲۸۸ھ ۔ ہست راحت روح = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ پسر میر نجف علی ۔ جوان نصیب جواں بخت باداو = ۱۲۸۸ھ ۔ بیدار بخت او دایم باد = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ پسر مرزا رحمت اللہ نیازی ۔ داد ایزد باو پور خوش اقبال = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ پسر باقر علی خاں عرف بنی جان ۔ فزاید درازی ایزد حیاتش = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ پسر ظہور الحق، خلف شیخ ہمت علی ۔ الٰہی یاور وی بخت باد = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ پسر الفت حسین، خلف ہمت علی ۔ نور چشم نور چشم من = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ پسر حافظ عبد الغفور ۔ خواجہ محمد اشرف = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ پسر شیخ راحت علی، قاضی پوری ۔ نور الرضا = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ دختر سید صفدر حسین عرف میر میرزا ۔ اللہ باو دختر داد = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ دختر فقیر محمد یحییٰ ۔ دختر کی داد ایزد پاک = ۱۲۸۸ھ

پ :۔ دختر سید شاہد حسین پسر شاہ لطافت حسین ۔ شمع خاندان جد اقدس = ۱۲۸۸ھ

م :۔ میر محبوب شبیر شوکت تخلص، ہمفر شب پنجشنبہ ۔ محبوب شبیرم الیسر جناں شد = ۱۲۸۸ھ ۔ شوکت ثانی = ۱۲۸۸ھ

م :۔ حکیم سید میکائیل مجذوب ۔ گفتم سال وفاتش یافت + روزی جنت میکائیل = ۱۲۸۸ھ

م :۔ میر وزیر علی عبرتی ۔ شنبہ ۱۹ ربیع الآخر ۔ ز مرگ وزیر علی عبرتی آہ = ۱۲۸۸ھ ۔ عندلیب خوشنوای ملک سند = ۱۲۸۸ھ

م :۔ ملک دعاء اللہ ۔ قبول دعوت حق کرد از سر جان وی = ۱۲۸۸ھ

م :۔ خواجہ امداد علی ۔ بجنت آمدہ خواجہ زامداد علی = ۱۲۸۸ھ

م :۔ شاہ مظہر علی ۔ شاہ صاحب مذاق بود ایوای = ۱۲۸۸ھ

م :۔ شاہ نصیر بلخی ۔ سرور زندگیم آہ رفتہ = ۱۲۸۸ھ ۔ بفردوس معلّی شد نصیر ما = ۱۲۸۸ھ

م :۔ شاہ امیر الحسن ۔ جامع ظاہر و باطن = ۱۲۸۸ھ ۔ رفت پیش رسول = ۱۲۸۸ھ

م :- سید شاہ امام علی بھاگل پوری مہدوی، ۲ رمضان ذوشنبہ۔ شد آہ آفتاب نیض نہاں زیر زمیں = ۱۲۸۸ھ

م :- استاذی حکیم شاہ محمد ہادی حسن خلف شاہ محمد مہدی باب الشاہ وشاہ امام علی - رضی الامام عنہم = ۱۲۸۸ھ

م :- مولوی امیر حسن - الوداع زمانہ خالی گردید از بزرگاں = ۱۲۸۸ھ

م :- علی محمد واعظ لکھنوی - عمدہ واعظان لکھنؤ بہ بہاں = ۱۲۹۸ھ

م :- مولوی سید اظہر علی - تاریخ او برآید لفظ ماند ای دل + گو نامور رئیس این شہر رفت از دل = ۱۲۸۸ھ

م :- حاجی شیخ احمد اللہ - آمد از فی گلگشت جنت = ۱۲۸۸ھ

م :- منشی سید امیر علی، رئیس کڑا - باد حشرش با امیر المومنین = ۱۲۸۸ھ

م :- قتل نواب وائسرائے نائب السلطنت لارڈ میو گورنر جنرل -

بے نشانِ خرابی ہند = ۱۲۸۸ھ — نواب گورنر کا کیا قتل ہوا ناحق = ۱۲۸۸ھ

م :- اسلام مرید شاہ واعظ علی - کردہ رحلت ہیہات = ۱۲۸۸ھ

م :- بنیادی خیاط - برقدش جامہ کفن شد قطع = ۱۲۸۸ھ - پیش ادریس رفتہ وی = ۱۲۸۸

م :- رسول بخش داناپوری، نان پز - درخمیر او نکوئی بود از یوم ازل = ۱۲۸۸ھ

م :- جدہ منشی ممتاز الحق رئیس مونگیر - وی با امہات المسلمین محشور باد = ۱۲۸۸ھ

م :- اہلیہ سید لطف علی خاں رئیس عظیم آباد - بادیارب بر سر وی سایۂ بنت نبی = ۱۲۸۸ھ

م :- اہلیہ ثانیہ منشی سید محمد نجم الدین صاحب - یا الہٰ او با بنات المصطفیٰ باد احشر = ۱۲۸۸ھ

م :- گانگو مرحومہ دایہ ام - خدا جنت دہد وی را = ۱۲۸۸ھ

تاریخ کدخدائی خواجہ امجد حسین - بشر امجد حسین مہ لقا نوشہ مبارکباد = ۱۲۸۹ھ

تاریخ انطباع دیوان محبوب شیر صولت تلمیذ محمد احسن - بستہ دیوان صولت طبع با طرز نکوی = ۱۲۸۹ھ

کدخدائی شاہ مبارک حسین، پسر شاہ تبارک حسین، با دختر مولوی محمد احسن -

بنامیزد مبارک کدخدائی مبارک = ۱۲۸۹ھ

پ :- پسر مولوی محمد ابراہیم - خدا سازدش صاحب اقبال و مال = ۱۲۸۹ - نظر الحق

پ :- پسر سید قطب الدین - شود دیر بودش مبارک = ۱۲۸۹ھ

پ :- پسر مولوی عبد الحمید - خدا مولود فرماید مبارک = ۱۲۸۹ھ

پ :- پسر مولوی سید احمد حسین - الٰہی بجنت وی بیدار بادا = ۱۲۸۹ھ

پ :- پسر میر ابو محمد - ز برج شرف بر آمدہ مہر = ۱۲۸۹ھ

پ :- پسر منشی محمد امیر - لعل رخشندہ = ۱۲۸۹ھ

پ :- پسر حیات بخش - ظہور حسنین = ۱۲۸۹ھ - باد عمرش دراز رب رحیم = ۱۲۸۹ھ

م :- خواجہ میرن جان - سال ہزار و دو صد و ہشتاد و نہ حیف = ۱۲۸۹ھ

از رحلت خواجہ ایوای = ۱۲۸۹ھ

م :- شاہ محمد اسحاق عرف شاہ دمڑی بہاری ۳ ربیع الاول - باجناب اہل بیت مصطفیٰ محشور = ۱۲۸۹ھ

م :- سید شاہ حسین علی، سجادہ نشیں مقام نو آبادہ - ۱۵ ربیع الآخر، شنبہ -

یافت دیدار حق بجنت وی = ۱۲۸۹ھ - حیف آفتاب بہشت = ۱۲۸۹ھ

م :- نجیب خاں - یافت آن مخلد مکاں = ۱۲۸۹ھ

شد اُو پیش خدا با وجد و حال = ۱۲۸۹ھ

م :- مولوی شرف الدین پھلواروی - شرفہا از لقای احمدی یافت = ۱۲۸۹ھ

م :- مولوی شاہ عبد الرشید - آن صوفی سعید العاقبت شد = ۱۲۸۹ھ

م :- مولوی حافظ ابو البرکات، بمدینہ طیبہ - یافتہ جا معدن ابو البرکات = ۱۲۸۹ھ

م :- قاضی سید یوسف علی بھاگلپوری - داغ یوسف علی ای وا = ۱۲۸۹ھ

م :- سید امجد علی - ہفتم شہر رجب داویلا = ۱۲۸۹ھ

م :- عبد العزیز پسر تبارک علی - غم عبد العزیز والاجاہ = ۱۲۸۹ھ

م :- حافظ شیخ واعظ الدین حسین - در جنت المعلیٰ جایش نما الٰہی = ۱۲۸۹ھ - صد آہ جنت رفتند = ۱۲۸۹ھ

م :- شیخ نبی بخش - بشعبان کردار تحالی = ۱۲۸۹ھ

م :- خادم حسین خان - غلام و بندۂ آل محمد = ۱۲۸۹ھ

م :- میر احمد علی، عطر فروش - بُوی خوش دم از قبر آمد = ۱۲۸۹ھ

م :- حکیم امیر حسن - قضای وی رسیدہ ناگاہ = ۱۲۸۹ھ

م :- شیخ عبد المجید کتاب فروش - کتاب عمر وی شد پارہ ای وای = ۱۲۸۹ھ

م :- میر کاظم حسین، برادر رضاعی سید رضا حسین۔

صد آہ صد آہ کاظم حسین = ۱۲۸۹ھ

م :- شیخ یوسف حسین عرف پیارے۔ داغ یوسف حسین = ۱۲۸۹ھ

م :- شیخ راحت علی، قاضی پوری۔ راحت رفت = ۱۲۸۹ھ

م :- مولوی منّا۔ داغ مولوی منّا صاحب = ۱۲۸۹ھ

م :- خواجہ علی نواب ۱۱ شوال ۔ صد ہای خواجہ علی نواب صاحب مرحوم = ۱۲۸۹ھ

م :- عابد علی خاں ۔ واویلا از غم عابد علی = ۱۲۸۹ھ

م :- میر محمد محسن، رئیس حاجی گنج۔ غم محمد محسن = ۱۲۸۹ھ

م :- میر ذوالفقار علی، عرف چھوٹے میرن۔ از کوچ ذوالفقار علی آہ دآہ آہ = ۱۲۸۹ھ

م :- ڈپٹی وارث علی خاں ۔ جناب ڈپٹی وارث علی = ۱۲۸۹ھ

م :- خواجہ جیون ۔ سہ شنبہ پنجم ذی حجہ ماہ = ۱۲۸۹ھ

م :- میرزا ناصر علی خاں، عرف مرزا امیر خاں۔

غم مرزا = ۱۲۸۹ھ ۔ شد تودیع او روز وداع سال حیف = ۱۲۸۹ھ

م :- چاندنی بیگم صاحبہ۔ آج آہا غروب چاند ہوا = ۱۲۸۹ھ

م :- والدہ خواجہ احمد حسین۔ داخل فردوس شد = ۱۲۸۹ھ ۔ شب بست ہفتم = ۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ غلبۂ اہلسنت والجماعت بر شیعان بحسن تقریر و مناظرہ مولوی محمد عظیم با مولوی ہادی لکھنوی۔

"حق غالب و باطل بد انجام" = ۱۲۹۰ھ

تاریخ تزویج مولوی علیم الدین حسین، با دختر منشی عبد العلی ۔

شد نوشہ علیم الدین حسین عالم و نقّاد = ۱۲۹۰ھ ۔ شدہ بطور پسندیدہ کدخدا = ۱۲۹۰ھ

" تزویج محمد کبیر پسر محمد وزیر دانا پوری ۔ زہی نوشہ کبیر ابن وزیر من شدہ = ۱۲۹۰ھ

" کدخدائی سید خورشید نواب ابن البنت سید ولایت علی خاں رئیس اعظم عظیم آباد ۔

باشتری ماہ گردیدہ باہم = ۱۲۹۰ھ

تاریخ تزویج مولوی جنت حسین ۔ گردیدہ تزویج جنت حسینم = ۱۲۹۰ھ

" تزویج بنت الاخت فقیر خواہر نورچشم سید وارث حسین ۔

بحمد اللہ سبکدوش گشتی = ۱۲۹۰ھ

پ :- ابن الابن سید شاہ علی حسین ۔ شمع خاندان عز و کمال = ۱۲۹۰ھ

گل باغ علی حسین = ۱۲۹۰ھ

پ :- پسر منشی الطاف حسین، ساکن مہدانواں ۔ گشت از الطاف حسین آن پسر = ۱۲۹۰ھ

پ :- پسر سید صفدر حسین، عرف میر مرزا ۔ سرور خاطر احباب = ۱۲۹۰ھ

پ :- پسر وزیر جان ۔ سید اظہر علی = ۱۲۹۰ھ

پ :- پسر خواجہ منعم بخش، عرف سلطان جان ۔

نور چشمان نور چشم ما = ۱۲۹۰ھ ۔ ناظر الحق = ۱۲۹۰ھ

پ :- دختر خواجہ حسین جان ۔ دادہ یزداں دختر = ۱۲۹۰ھ

پ :- دختر سید محمد اکبر، خلف شاہ محمد سجاد داناپوری ۔

بادل شاد قلم تاریخش + دختر پاک نژاد املا کرد = ۱۲۹۰ھ

م :- حضرت شاہ منعم حسن، فرزند اصغر شاہ محمد مہدی مسعود باب اللہ ۲۲ ربیع الآخر شب پنجشنبہ

در حسن اہلبیت پاک بنی فنا شد = ۱۲۹۰ھ ۔ این واقعہ ہست روح فرسا جانکاہ = ۱۲۹۰ھ

م :- شاہ محمد حسن، فرزند اوسط حکیم شاہ محمد مہدی مسعود باب اللہ

پیش شہ شہیداں شد = ۱۲۹۰ھ

م :- منشی فرزند علی ۔ فرزند علی شد پیش حیدر = ۱۲۹۰ھ

م :- مولوی نعمت اللہ لکھنوی ۳ محرم، شنبہ = رفتہ بجنت معلیٰ = ۱۲۹۰ھ

م :- مولوی محمد حسن ۔ ۱۴ محرم، جمعہ ۔ بجنت مکیں گشت = ۱۲۹۰ھ

م :- چودھری واحد علی ۔ شد بجنت چودھری واحد علی باصفا = ۱۲۹۰ھ

م :- حاجی میر بہادر علی ۔ غم میر = ۱۲۹۰ھ

م :- سید عباس، رئیس حاجی گنج ۔ باد حشرش بعلمدار حسین = ۱۲۹۰ھ

م :- خویش و اہلیہ میر عنایت حسین وکیل شیرپوری (کہ در یک ہفتہ این ہر دو حادثہ واقع شد)
پے در پے ہوا دو غم = ۱۲۹۰ھ

م :- اہلیہ مولوی سید شاہ امداد علی خاں بہادر۔ ربیع الاول، جمعہ
بابنت رسول این طاہرہ معصومہ باد = ۱۲۹۰ھ - آفتاب برج عصمت = ۱۲۹۰ھ

تاریخ صحت چھوٹن مطربہ مشہورہ پٹنہ - مبارک ہووے بی چھوٹن کو صحت = ۱۲۹۱ھ

تاریخ تزویج ثانی جناب سید امداد علی خاں -
صاحب آسایش و آرام مبارک باشد = ۱۲۹۱ھ

پ :- پسر دختر میر امیر جان - طلوع گشتہ از اوج امیر کوکب اقبال = ۱۲۹۱ھ
بباغ اقبال نونہالی = ۱۲۹۱ھ

پ :- پسر الف خاں - خورشیدم از حمل آمد = ۱۲۹۱ھ
عنایت علی خاں = ۱۲۹۱ھ - مہ تاباں الف خاں یہ ہے = ۱۲۹۱ھ

پ :- پسر حافظ عبد الغفور - غلام محمد حسین = ۱۲۹۱ھ

م :- گلاب بہادر شاہ عرف سدا سہاگ، ماہ جمادی الاخری۔
خزاں ربودہ بہار گلاب از چمن جاں = ۱۲۹۱ھ

م :- قاضی محمد اسمٰعیل، ششم ماہ رجب - ~~نوبت کشتی رجب~~ = ۱۲۹۱ھ
وی انتخاب دہر بود = ۱۲۹۱ھ

۱۲۹۱ھ
م :- اہلیہ حضرت شاہ احمد حسین فرزند شاہ رکن الدین عشق۔ باجناب زینب و کلثوم الٰہی حشر باد =
در جوار سیدہ آرامگاہ او شود = ۱۲۹۱ھ

م :- اہلیہ شاہ محمد سعید - محشور یارب باد بابنت نبی = ۱۲۹۱ھ
باالٰہی حامی او باد خاتون جناں = ۱۲۹۱ھ

م :- اہلیہ جناب شاہ علی حسن - الٰہی در جوار بنت احمد باد جایش = ۱۲۹۱ھ
تاریخ بزم مشاعرہ کہ در خانہ باغ خواجہ حسن نواب طرح آں شدہ۔ تاریخ شد از شمار احمد
این انجمن مشاعرہ است
۱۰ + ۱۲۸۲ = ۱۲۹۲ھ

تاریخ زواج صاحبزادگان سید شاہ عزیز الدین حسین و سید شاہ شرف الدین حسین و سید شاہ رضی الدین حسین، فرزندان حضرت سید شاہ مبارک حسین۔ نوشاہ ہر سہ شاہ شدند = ۱۲۹۲ھ

م :- حکیم محمد وصی پھلواروی ۔ بانی یا وصی شود حشرش = ۱۲۹۲ھ

م :- شیخ خادم علی، نہم ماہ ربیع الآخر۔ خوابگاہش باد فردوس = ۱۲۹۲ھ

م :- میر سخاوت حسین ۔ حیف سخاوت حسین = ۱۲۹۲ھ

م :- محمد رحیم خاں، ماہ ربیع الاول ۔ خان عالیشان نماند ای وای آہ = ۱۲۹۲ھ

محمد رحیم خاں مرحوم = ۱۲۹۲ھ

م :- سید محمد اشرف ۔ داد نرجایگاہش در اشرف جناں = ۱۲۹۲ھ

م :- منشی خورشید حسین، رئیس امیر گنج، ۴ شعبان۔ حیف آفتاب فلک دولت واقبال = ۱۲۹۲ھ

تاریخ تشریف آوری عظیم آباد پرنس آف ویلز بہادر ولیعہد وتختیں پور ملکہ معظمہ تاجدار ہند وانگلستان ۶ جنوری ۱۸۷۶ء
تو بھی کہ تاریخ ای بچی عرفنچ + ہو گیا شہر عظیم آباد کا = ۱۸۷۶ء

م :- خواجہ محمود جان، خلف خواجہ علی رضا۔

غم محمود جان صد آہ = ۱۲۹۲ھ — خواجہ محمود جان زد ہر شدہ = ۱۲۹۲ھ

م :- احمد حلوہ فروش، ۲۱ رمضان ۔ صد حیف = ۱۲۹۲ھ

م :- حافظ سید عنایت شاہ، ۱۵ رمضان

بستۂ عشق و آزاد ز ہر قید = ۱۲۹۲ھ — بیدل دعاشق تن آزاد وش = ۱۲۹۲ھ

م :- مولوی حافظ شاہ عبد الغنی محدث مجددی بمدینہ منورہ - فاضلی اورع باکمال = ۱۲۹۲ھ

م :- حاجی عبد القادر، ۱۹ شوال ۔ مجموعہ فضائل افسوس = ۱۲۹۲ھ

بودہ ز آیات الٰہی جل شانہ آیتی = ۱۲۹۲ھ

م :- صاحبزادہ مولوی شاہ غلام عباس ۔ ۵ شعبان

باد در ظل پاک حسین = ۱۲۹۲ھ — محشور با جناب علم دار پاک شد = ۱۲۹۲ھ

م :- فرزند نرینہ ام کہ بیکوم (ولادت و وفات) واقع شد۔ بود یکدم حیات و مماتش = ۱۲۹۲ھ

م :- والدہ ام، ۲۰ شوال روز شنبہ ۔ بادختر نبی وی باد = ۱۲۹۲ھ

او روز محشر باد با بنت نبی = ۱۲۹۲ھ — باشد نجاتش از حب زہرا = ۱۲۹۲ھ

ھ :۔ مسماۃ رتن منکوحہ میر نجف علی ۔ غم رتن = ۱۲۹۲ھ

تاریخ شکر عطیہ سید فرزند احمد صفیر

رقم کردم جزا باد ز مولا ؛ عطائی شاعر کالبدر زاہر = ۱۲۹۳ھ

شکر کرم صفیر از جان کنی = ۱۲۹۳ھ

〃 قدوم مولوی غلام امام، متخلص بشہید در عظیم آباد۔

آمد بہ شہر مسکن مالوف من شہید = ۱۲۹۳ھ ۔ قلبہا شد از لقای تو منور = ۱۲۹۳ھ

〃 فتح میر محمد ابو صالح ۔ فتح دلخواہ میمون بواد = ۱۲۹۳ھ

〃 شدت وبای ہیضہ و طلب دفع این بلا از حضرت کبریا ۔ یا ربنا الحفیظ = ۱۲۹۳ھ

〃 خلاص منشی ظہیر الدین و سید امام الدین و سید حبیب الرحمن ۔

رسیدہ بود بلا یا و لے بخیر انجام = ۱۲۹۳ھ ۔ بے جرم چھٹے بلا سے تینوں = ۱۲۹۳ھ

〃 تزویج شاہ محمد ابو القاسم خلف شاہ عبد الحق کانپوری ۔

بآئین ہمایوں کہ خدا گردید ابو القاسم = ۱۲۹۳ھ ۔ شدہ نوشاہ ابو القاسم محمد بارک اللہ = ۱۲۹۳

〃 زواج شاہ محمد رشید الحق ۔ خدای پاکش دہاد فرزند = ۱۲۹۳ھ

رشید حق شدہ نوشاہ = ۱۲۹۳ھ

〃 تزویج سید عبد الحسین ۔ پسر قاضی سید حمید الدین حسین ۔

از الطاف باب اللہ نوشہ گشتہ او = ۱۲۹۳ھ

〃 تزویج ثانی مولوی محمد وحید، ابن خلف مولوی حسن عسکری، پھلواروی ۔

تزویج ثانی وحیدم گردید = ۱۲۹۳ھ

〃 زواج مولوی ظہیر الدین، خلف جلال الدین، وکیل ۔

ماہ و مشتری گردید باہم = ۱۲۹۳ھ

〃 تزویج سید احسان احمد، خلف شاہ محمد نصیر ۔ شکر احسان خدای پاک بکن = ۱۲۹۳ھ

پ :۔ صاحبزادہ حضرت سید شاہ عزیز الدین حسین ۔

بفرزند مبارک این پسر عزیز مبارک باد = ۱۲۹۳ھ

پ :۔ ابن البنت خواجہ شاہ لطیف علی، عرف میاں جان۔

میرے خواجہ کو مبارک ہو نواسا = ۱۲۹۳ھ

پ :۔ فرزند کنور سکھراج بہادر رحمتی۔ کنور سکھراج امیر واجب التوقیر صاحب عقل = ۱۸۷۶ء

مبارک باد فرزند سلیم النفس پیدا شد = ۱۲۹۳ھ

پ :۔ پسر عابد علی خاں ۔ بود نیک اختر = ۱۲۹۳ھ ۔ بادا بیدار بخت = ۱۲۹۳ھ

پ :۔ دختر سید شاہ شرف الدین حسین ۔ زخاندان شرف = ۱۲۹۳ھ

بنت پاک شرف الدین ہے حسین = ۱۲۹۳ھ

م :۔ شاہ وصی احمد پھلواروی، ۲ ربیع الاول ۔ روز پنجشنبہ ۔

پنجشنبہ ثانی اوّل ربیع = ۱۲۹۳ھ

م :۔ ابوالحسن منطقی ۔ فاضل منطقی نماند ای دای = ۱۲۹۳ھ

م :۔ حافظ رحمت اللہ الہ آبادی، ماہ صیام ۔ بروحش رحمت اللہ دائماً باد = ۱۲۹۳ھ

م :۔ خواجہ امیر الدین ۔ در بہشت بریں مکیں = ۱۲۹۳ھ

م :۔ میر عبد السبحان - ۲۸ ماہ رمضان روز سہ شنبہ ۔ شہر چہارم رمضان سہ شنبہ بود = ۱۲۹۳ھ

م :۔ مولوی محمد بخش خاں وکیل، ۳ جمادی الآخر، دوشنبہ ۔ زفوت نادرۂ روزگار آہ صد آہ = ۱۲۹۳ھ

م :۔ حاجی خواجہ عبد الحسین خاں، ۱۱ ماہ ربیع الآخر، روز شنبہ ۔

برسر لوح دہر دبیر کلک بلاغت سلک یکی + شد زجہاں و تیرہ جہاں گردید قم زد سال وفات = ۱۲۹۳ھ

م :۔ سید شاہد حسین، ۴ ذی قعدہ روز سہ شنبہ ۔

صد حیف وای از رحلت شاہد حسین = ۱۲۹۳ھ

م :۔ نواب علی نواز، ۲ جمادی الاولیٰ، روز جمعہ ۔

جمعہ دوم بود جمادی الاولیٰ = باالف و دو صد سہ و نود از ہجرت = ۱۲۹۳ھ

م :۔ پیارے صاحب، رئیس حاجی گنج ۔ غم پیارے ہی ہی = ۱۲۹۳ھ

م :۔ حسین خاں لکھنوی ۔ باجل نرد باخت = ۱۲۹۳ھ

م :۔ والدۂ میر علی محمد، شاد تخلص، اہلیہ سید عباس ۔ عقل تاریخ دعائی گفت باد
زوجۂ عباس باخت حسین = ۱۲۹۳ھ

م :- شاہ محمد اسمٰعیل کاظمی - ای شہ کاظمی = ۱۲۸۷ — وی باکمال و باخدا درویش = ۱۲۸۷ھ

م :- میر خادم حسین - الآن شدہ محبوب بہ خدام حسین = ۱۲۸۷ھ

م :- خواجہ الطاف علی، عرف علی مرزا فقیر تخلص —

صدمۂ وی کمر من بشکست = ۱۲۸۷ھ — باد با حق مسکنش جنت ز الطاف علی = ۱۲۸۷ھ

م :- صاحبزادہ حضرت شاہ منیر الدین حسین - (ابن شاہ مبارک حسین) ۱۸ ذی الحجہ، جمعہ

شد ماہ منیر من نہاں از چشم من = ۱۲۸۷ھ — روی گل سیر نہ دیدم کہ بہار من شد = ۱۲۸۷ھ

م :- شیخ نثار حسین ۲۴ ذی الحجہ - از دل و جاں لب شدہ نثار حسین = ۱۲۸۷ھ

م :- خواجہ عبد الرحیم، صبا تخلص رئیس ڈھاکہ - وہ از این گلزار مجھوں بوی گل رفتہ صبا = ۱۲۸۷ھ

م :- لاڈلے، پسر خواجہ ابو الحسن - وی زہر خوردہ مرد = ۱۲۸۷ھ

م :- حاجی جعفر علی جرّاح - بست و دو شہر محرم ہای = ۱۲۸۷ھ — برید موت رگ جان شان = ۱۲۸۷ھ

م :- آغا حیدر علی - سلخ ذی الحجہ چہار شنبہ - شد روز وداع سال از دہر وداعش = ۱۲۸۷ھ

م :- اہلیہ میر لطف اللہ — باتول طیبہ حشرش بود = ۱۲۸۷ھ

م :- دختر حافظ عالم علی — از بہر دید قیامتی شد = ۱۲۸۷ھ

تاریخ تعمیر کربلا شریف، واقع مقام صاحب گنج باہتمام آل حسن - این ہی قبلہ بہشت عاشق حسین = ۱۲۸۸ھ

〃 تعمیر مسجد بنا کردہ میر صفدر حسین واقع محلہ لودی کٹرہ شہر عظیم آباد -

ہم رتبہ عرش اللہ = ۱۲۸۸ھ — نظیر الکعبہ = ۱۲۸۸ھ

〃 تیاری ناچ گھر، چودھری ظہور الحق اسلام پوری کی بتقریب ختنہ محمد واعظ الدین پسر خود امتداد

طرب گہ و خانہ رقص = ۱۲۸۸ھ — دلکشای دخوب ہے یہ ناچ گھر = ۱۲۸۸ھ

〃 طبع کلیات جناب مولوی انور علی یاس آروی -

منطبع شد کلیات یاس باطرز حمید = ۱۲۸۸ھ - دیوان یاس گشت مطبوع طرز طبع = ۱۲۸۸ھ

〃 صحت پرنس آف ویلز - جہانی اعتدال از صحتش یافت = ۱۸۷۲ء

〃 ازدواج حضرت شاہ امین احمد فردوسی، با دختر خواجہ لطیف علی -

امین با شرف گردیدہ نوشہ = ۱۲۸۸ھ

تاریخ ازدواج دختر میر امیر جان ۔ شدہ انجام با خوبی مبارک = ۱۲۸۸ھ

پ :- خلف ثانی شاہ غلام شرف بلخی ۔ نظیر حسین = ۱۲۸۸ھ

پ :- " " غلام مظفر ۔ خدا اش صاحب اقبال و با جلال کناد = ۱۲۸۸ھ

پ :- پسر مولوی منظور احمد ۔ ولد منظور احمد = ۱۲۸۸ھ — محمد منظور = ۱۲۸۸ھ

پ :- پسر خواجہ حسین جان ۔ سید نظیر جان = ۱۲۸۸ھ — ہست راحت الروح = ۱۲۸۸ھ

پ :- پسر میر نجف علی ۔ جواں نصیب جواں بخت باد او = ۱۲۸۸ھ — بیدار بخت او دایم باد = ۱۲۸۸ھ

پ :- پسر مرزا رحمت اللہ نیازی ۔ داد ایزد باو پور خوش اقبال = ۱۲۸۸ھ

پ :- پسر باقر علی خاں، عرف بنی جان ۔ فزاید درازی ایزد حیاتش = ۱۲۸۸ھ

پ :- پسر ظہور الحق، خلف شیخ ہمت علی ۔ الٰہی یاور وی بخت باد = ۱۲۸۸ھ

پ :- پسر الفت حسین، خلف ہمت علی ۔ نور چشم نور چشم من = ۱۲۸۸ھ

پ :- پسر حافظ عبدالغفور ۔ خواجہ محمد اشرف = ۱۲۸۸ھ

پ :- پسر شیخ راحت علی، قاضی پوری ۔ نور الرضا = ۱۲۸۸ھ

پ :- دختر سید صفدر حسین، عرف میر میرزا ۔ اللہ باو دختر داد = ۱۲۸۸ھ

پ :- دختر فقیر محمد یحییٰ ۔ دختری داد ایزد پاک = ۱۲۸۸ھ

پ :- دختر سید شاہد حسین، پسر شاہ لطافت حسین ۔ شمع خاندان جد اقدس = ۱۲۸۸ھ

م :- میر محبوب شیر صولت تخلص، بعمر شب پنجشنبہ ۔ محبوب شیرم بسیر جناں شد = ۱۲۸۸ھ — شوکت ثانی = ۱۲۸۸ھ

م :- حکیم سید میکائیل مجذوب ۔ گفتم سال وفاتش یافت + روزی جنت میکائیل = ۱۲۸۸ھ

م :- میر وزیر علی عبرتی، شنبہ ۱۹ ربیع الآخر ۔ ز مرگ وزیر علی عبرتی آہ = ۱۲۸۸ھ — عندلیب خوش نوای ملک شد = ۱۲۸۸ھ

م :- ملک دعاء اللہ ۔ قبول دعوت حق کرد از سر جان وی = ۱۲۸۸ھ

م :- خواجہ امداد علی ۔ بجنت آمدہ خواجہ زامداد علی = ۱۲۸۸ھ

م :- شاہ مظہر علی ۔ شاہ صاحب مذاق بود ایوای = ۱۲۸۸ھ

م :- شاہ نصیر بلخی ۔ سرور زندگیم آہ رفتہ = ۱۲۸۸ھ — بفردوس معلّی شد نصیر ما = ۱۲۸۸ھ

م :- شاہ امیر الحسن ۔ جامع ظاہر و باطن = ۱۲۸۸ھ — رفت پیش رسول = ۱۲۸۸ھ

م :- سید شاہ امام علی بھاگل پوری مہدوی ۱۰ رمضان دوشنبہ - شد آہ آفتاب یقین نہاں زیر زمیں = ۱۲۸۸ھ

م :- استاذی حکیم شاہ محمد ہادی حسن خلف شاہ محمد مہدی بابا الشاہ شاہ امام علی - رضی اللہ عنہم = ۱۲۸۸ھ

م :- مولوی امیر حسن - الواز مانہ خالی گردید از بزرگاں = ۱۲۸۸ھ

م :- علی محمد واعظ لکھنوی - عمدہ واعظان لکھنؤ ہائے ہائے = ۱۲۹۸ھ

م :- مولوی سید اظہر علی - ... اور آیہ لا تقنطوا ما ندای دل + گو نامور رئیس این شہر ما از دوں = ۱۲۸۸ھ

م :- حاجی شیخ احمد اللہ - آمد از پئے گلگشت جنت = ۱۲۸۸ھ

م :- منشی سید امیر علی، رئیس کڑا - باد حشرش با امیر المومنین = ۱۲۸۸ھ

م :- قتل نواب وائسرائے نائب السلطنت لارڈ میو گورنر جنرل -

بے نشان خرابی ہند = ۱۲۸۸ھ — نواب گورنر کا کیا قتل ہوا ناحق = ۱۲۸۸ھ

م :- اسلام مرید شاہ واعظ علی - کردہ رحلت ہیہات = ۱۲۸۸ھ

م :- بنیادی خیاط - برقدش جامہ کفن شد قطع = ۱۲۸۸ھ - پیش ادریس رفتہ وی = ۱۲۸۸

م :- رسول بخش داناپوری، نان پز - در خمیر او نکوئی بود از یوم ازل = ۱۲۸۸ھ

م :- جدہ منشی ممتاز الحق رئیس مونگیر - وی با امہات المسلمین محشور باد = ۱۲۸۸ھ

م :- اہلیہ سید لطف علی خان رئیس عظیم آباد - بادیارب بر سر وی سایہ بنت نبی = ۱۲۸۸ھ

م :- اہلیہ ثانیہ منشی سید محمد نجم الدین صاحب - یا الہٰ او با بنات المصطفیٰ باد الحشر = ۱۲۸۸ھ

م :- گانگو مرحومہ دایہ ام - خدا جنت دہد وی را = ۱۲۸۸ھ

تاریخ کدخدائی خواجہ امجد حسین - بلشہ امجد حسین مرلقا توشہ مبارکباد = ۱۲۸۹ھ

تاریخ انطباع دیوان محبوب شیر صولت تلمیذ محمد احسن - بستہ دیوان صولت طبع با طرز نکوی = ۱۲۸۹ھ

〃 کدخدائی شاہ مبارک حسین، پسر شاہ تبارک حسین، با دختر مولوی محمد احسن -

بنامیزد مبارک کدخدائی مبارک = ۱۲۸۹ھ

پ :- پسر مولوی محمد ابراہیم - خدا سازدش صاحب اقبال و مال = ۱۲۸۹ - نظر الحق ۱۲۹۰

پ :- پسر سید قطب الدین - شود دیر بودش مبارک = ۱۲۸۹ھ

پ :- پسر مولوی عبد الحمید - خدا مولود فرماید مبارک = ۱۲۸۹ھ

پ :- پسر مولوی سید احمد حسین - الٰہی بخت وی بیدار بادا = ۱۲۸۹ھ

پ :- پسر میر ابو محمد - ز برج شرف بر آمدہ مہر = ۱۲۸۹ھ

پ :- پسر منشی محمد امیر - لعل رخشندہ = ۱۲۸۹ھ

پ :- پسر حیات بخش - ظہور حسنین = ۱۲۸۹ھ - باد عمرش دراز رب رحیم = ۱۲۸۹ھ

م :- خواجہ میرن جان - سال ہزار و دو صد و ہشتاد و نہ حیف = ۱۲۸۹ھ

از رحلت خواجہ ایوای = ۱۲۸۹ھ

م :- شاہ محمد اسحاق عرف شاہ ودی بہار ۲ ربیع الاول - باجناب اہل بیت مصطفیٰ محشور = ۱۲۸۹ھ

م :- سید شاہ حسین علی، سجادہ نشیں مقام نوآبادہ - ۱۵ ربیع الآخر، شنبہ -

یافت دیدار حق بجنت وی = ۱۲۸۹ھ - حیف آفتاب بہشت = ۱۲۸۹ھ

م :- نجیب خاں - یافت آن بخلد مکاں = ۱۲۸۹ھ

شد او پیش خدا با وجد و حال = ۱۲۸۹ھ

م :- مولوی شرف الدین پھلواروی - شرفہا از لقای احمدی یافت = ۱۲۸۹ھ

م :- مولوی شاہ عبد الرشید - آن صوفی سعید العاقبت شد = ۱۲۸۹ھ

م :- مولوی حافظ ابو البرکات، بمدینہ طیبہ - یافتہ جا بعدن ابو البرکات = ۱۲۸۹ھ

م :- قاضی سید یوسف علی بھاگلپوری - داغ یوسف علی ای وا = ۱۲۸۹ھ

م :- سید امجد علی - ہفتم شہر رجب واویلا = ۱۲۸۹ھ

م :- عبد العزیز پسر تبارک علی - غم عبد العزیز والاجاہ = ۱۲۸۹ھ

م :- حافظ شیخ واعظ الدین حسین - در جنت المعلیٰ جایش نما الٰہی = ۱۲۸۹ھ - صد آہ بجنت رفتند = ۱۲۸۹ھ

م :- شیخ نبی بخش - بشعبان کرد ارتحال = ۱۲۸۹ھ

م :- خادم حسین خان - غلام و بندۂ آل محمد = ۱۲۸۹ھ

م :- میر احمد علی، عطر فروش - بوی خوش درآز قبر او = ۱۲۸۹ھ

م :- حکیم امیر حسن - قضای وی رسیدہ آہ ناگاہ = ۱۲۸۹ھ

م :- شیخ عبد المجید کتاب فروش - کتاب عمر وی شد پارہ ای وای = ۱۲۸۹ھ

مم :- میر کاظم حسین، برادر رفتی سید رضا حسین۔

صد آہ صد آہ کاظم حسین = ۱۲۸۹ھ

مم :- شیخ یوسف حسین عرف پیارے۔ داغ یوسف حسین = ۱۲۸۹ھ

مم :- شیخ راحت علی۔ قاضی پوری۔ راحت رفت = ۱۲۸۹ھ

مم :- مولوی منّا۔ داغ مولوی منّا صاحب = ۱۲۸۹ھ

مم :- خواجہ علی نواب ۱۱ شوال۔ صد ہای خواجہ علی نواب صاحب مرحوم = ۱۲۸۹ھ

مم :- عابد علی خاں۔ وادیلا از غم عابد علی = ۱۲۸۹ھ

مم :- میر محمد محسن، رئیس حاجی گنج۔ غم محمد محسن = ۱۲۸۹ھ

مم :- میر ذوالفقار علی، عرف چھوٹے میرن۔ از کوچ ذوالفقار علی آہ د آہ آہ = ۱۲۸۹ھ

مم :- ڈپٹی وارث علی خاں۔ جناب ڈپٹی وارث علی = ۱۲۸۹ھ

مم :- خواجہ جیون۔ سہ شنبہ پنجم ذیحجہ ماہ = ۱۲۸۹ھ

مم :- میرزا ناصر علی خاں، عرف مرزا امیر خاں۔

غم مرزا = ۱۲۸۹ھ — شو تودیع اور روز وداع سال حیف = ۱۲۸۹ھ

مم :- چاندنی بیگم صاحبہ۔ آج آہا غروب چاند ہوا = ۱۲۸۹ھ

مم :- والدہ خواجہ احمد حسین۔ داخل فردوس شد = ۱۲۸۹ھ۔ شب بست ہفتم = ۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ غلبۂ اہلسنت والجماعت بر شیعان بحسن تقریر و مناظرہ مولوی محمد عظیم با مولوی بادی لکھنوی۔

"حق غالب و باطل بد انجام" = ۱۲۹۰ھ

تاریخ تزویج مولوی علیم الدین حسین، با دختر منشی عبد العلی۔

شد نوشہ علیم الدین حسین عالم و نقاد = ۱۲۹۰ھ — شدہ بطور پسندیدہ کدخدا = ۱۲۹۰ھ

" تزویج محمد کبیر ابن محمد وزیر داناپوری۔ زہی نوشہ کبیر ابن وزیر من شدہ = ۱۲۹۰ھ

" کدخدائی سید خورشید نواب ابن البنت سید ولایت علی خاں رئیس اعظم عظیم آباد۔

باشتری ماہ گردیدہ باہم = ۱۲۹۰ھ

تاریخ تزویج مولوی جنت حسین - گردیدہ تزویج جنت حسینم = ۱۲۹۰ھ

" تزویج بنت الاخت فقیر خواہر نورچشم سید وارث حسین -

بحمد اللہ سبکدوش گشتی = ۱۲۹۰ھ

پ :- ابن الابن سید شاہ علی حسین - شمع خاندان عز و کمال = ۱۲۹۰ھ

گل باغ علی حسین = ۱۲۹۰ھ

پ :- پسر منشی الطاف حسین، ساکن مہدانواں - گشت از الطاف حسین آن پسر = ۱۲۹۰ھ

پ :- پسر سید صفدر حسین، عرف میر مرزا - سرور خاطر احباب = ۱۲۹۰ھ

پ :- پسر وزیر جان - سید اظہر علی = ۱۲۹۰ھ

پ :- پسر خواجہ منعم بخش، عرف سلطان جان -

نورچشمان نورچشم ما = ۱۲۹۰ھ - ناظر الحق = ۱۲۹۰ھ

پ :- دختر خواجہ حسین جان - دادہ یزداں دختر = ۱۲۹۰ھ

پ :- دختر سید محمد اکبر، خلف شاہ محمد سجاد داناپوری -

بادل شاد قلم تاریخش + دختر پاک نژاد املا کرد = ۱۲۹۰ھ

م :- حضرت شاہ منعم حسن، فرزند اصغر شاہ محمد مہدی مسعود باب اللہ ۲۲ ربیع الآخر شب پنجشنبہ

درحسن اہلبیت پاک نبی فنا شد = ۱۲۹۰ھ - این واقعہ ہست صبح فرسا جانکاہ = ۱۲۹۰ھ

م :- شاہ محمد حسن، فرزند اوسط حکیم شاہ محمد مہدی مسعود باب اللہ

پیش شہ شہیداں شد = ۱۲۹۰ھ

م :- منشی فرزند علی - فرزند علی شد پیش حیدر = ۱۲۹۰ھ

م :- مولوی نعمت اللہ لکھنوی ۳ محرم، شنبہ = رفتہ بجنت علی = ۱۲۹۰ھ

م :- مولوی محمد حسن - ۱۴ محرم، جمعہ - بجنت مکیں گشت = ۱۲۹۰ھ

م :- چودھری واحد علی - شد بجنت چودھری واحد علی باصفا = ۱۲۹۰ھ

م :- حاجی میر بہادر علی - غم میر = ۱۲۹۰ھ

م :- سید عباس، رئیس حاجی گنج - بادحشرش بعلم دار حسین = ۱۲۹۰ھ

م :- خویش و اہلیہ میر عنایت حسین وکیل شیرپوری (کہ در یک ہفتہ این ہر دو حادثہ واقع شد)

پے در پے ہوا دو غم = ۱۲۹۰ھ

م :- اہلیہ مولوی سید شاہ امداد علی خاں بہادر۔ ربیع الاول، جمعہ

با بنت رسول این طاہرہ معصومہ باد = ۱۲۹۰ھ - آفتاب برج عصمت = ۱۲۹۰ھ

تاریخ صحت چھوٹن مطربہ مشہورہ پٹنہ - مبارک ہووے بی چھوٹن کو صحت = ۱۲۹۱ھ

تاریخ تزویج ثانی جناب سید امداد علی خاں۔

صاحب آسایش و آرام مبارک باشد = ۱۲۹۱ھ

پ :- پسر دختر میر امیر جان ــ طلوع گشتہ از اوج ایر کوکب اقبال = ۱۲۹۱ھ

بباغ اقبال نونہالی = ۱۲۹۱ھ

پ :- پسر الف خاں ــ خورشیدم از حمل آمد = ۱۲۹۱ھ

عنایت علی خاں = ۱۲۹۱ھ - مہ تاباں الف خاں یہ ہے = ۱۲۹۱ھ

پ :- پسر حافظ عبد الغفور ــ غلام محمد حسین = ۱۲۹۱ھ

م :- گلاب بہادر شاہ عرف سدا سہاگ، ماہ جمادی الاخری۔

خزاں ربودہ بہار گلاب از چمن جاں = ۱۲۹۱ھ

م :- قاضی محمد اسمٰعیل، ششم ماہ رجب - نوبت کشتی عجیب = ۱۲۹۱ھ

وی انتخاب دہر بود = ۱۲۹۱ھ

م :- اہلیہ حضرت شاہ احمد حسین فرزند شاہ رکن الدین عشق - با جناب زینب و کلثوم الٰہی حشر باد = ۱۲۹۱ھ

در جوار سیدہ آرامگاہ او شود = ۱۲۹۱ھ

م :- اہلیہ شاہ محمد سعید ــ محشور یارب باد با بنت نبی = ۱۲۹۱ھ

باالٰہی حامی او باد خاتون جناں = ۱۲۹۱ھ

م :- اہلیہ جناب شاہ علی حسن ــ الٰہی در جوار بنت احمد باد جایش = ۱۲۹۱ھ

تاریخ بزم مشاعرہ کہ در خانہ باغ خواجہ حسن و نواب مطرح آن شدہ۔ تاریخ شد از شمار عہد

این انجمن مشاعرہ است

۱۰ + ۱۲۸۲ = ۱۲۹۲ھ

تاریخ زواج صاحبزادگان سید شاہ عزیز الدین حسین و سید شاہ شرف الدین حسین و سید شاہ رضی الدین حسین،
فرزندان حضرت سید شاہ مبارک حسین ۔ نوشاہ ہر سہ شادہ شدند = ۱۲۹۲ھ

ھم :- حکیم محمد وصی پھلواروی ۔ بانی یادوصی شود حشرش = ۱۲۹۲ھ

ھم :- شیخ خادم علی، نہم ماہ ربیع الآخر ۔ خوابگاہش باد فردوس = ۱۲۹۲ھ

ھم :- میر سخاوت حسین ۔ حیف سخاوت حسین = ۱۲۹۲ھ

ھم :- محمد رحیم خاں، ماہ ربیع الاوّل ۔ خان عالیشان نماند ای وای آہ = ۱۲۹۲ھ

محمد رحیم خاں مرحوم = ۱۲۹۲ھ

ھم :- سیّد محمد اشرف ۔ داد نزجا یگاہش در اشرف جناں = ۱۲۹۲ھ

ھم :- منشی خورشید حسین، رئیس امیر گنج، ۴ر شعبان ۔ حیف آفتاب فلک دولت و اقبال = ۱۲۹۲ھ

تاریخ تشریف آوری عظیم آباد پرنس آف ویلز بہادر ولیعہد و تختیس پور ملکہ معظمہ تاجدار ہند و انگلینڈ ۴ جنوری ۱۸۷۶ء
تو بھی کہہ تاریخ ای یحیٰ عزوجج + ہو گیا شہر عظیم آباد کا = ۱۸۷۶ء

ھم :- خواجہ محمود جان، خلف خواجہ علی رضا۔

غم محمود جان صد آہ = ۱۲۹۲ھ — خواجہ محمود جان زدہر شدہ = ۱۲۹۲ھ

ھم :- احمد حلوہ فروش، ۲۱ر رمضان ۔ صد حیف = ۱۲۹۲ھ

ھم :- حافظ سید عنایت شاہ، ۱۵ر رمضان

بستہ عشق و آزاد زہر قید = ۱۲۹۲ھ — بیدل دعا شق تن آزاد دش = ۱۲۹۲ھ

ھم :- مولوی حافظ شاہ عبدالغنی محدث مجددی بدینہ منورہ ۔ فاضل اورع باکمال = ۱۲۹۲ھ

ھم :- حاجی عبدالقادر، ۱۹ شوال ۔ مجموعہ فضائل افسوس = ۱۲۹۲ھ

بودہ زآیات الٰہی جل شانہ آیتی = ۱۲۹۲ھ

ھم :- صاحبزادہ مولوی شاہ غلام عباس ۔ ۵ر شعبان

باد در ظل پاک حسین = ۱۲۹۲ھ — محشور با جناب علم دار پاک شد = ۱۲۹۲ھ

ھم :- فرزند نرینہ ام کلثوم (ولادت و وفات) واقع شد ۔ بود یکدم حیات و مماتش = ۱۲۹۲ھ

ھم :- والدہ ام، ۲۰ر شوال روز شنبہ ۔ باد ختر نبی وی باد = ۱۲۹۲ھ

او روز محشر باد با بنت نبی = ۱۲۹۲ھ — باشد نجاتش از حب زہرا = ۱۲۹۲ھ

حم :- مسماۃ رتبن منکوحہ میر نجف علی - غم رتبن = ۱۲۹۲ھ

تاریخ شکر عطیہ سید فرزند احمد صفیر

رقم کردم جزا ابابد ز مولا ÷ عطائی شاعر کالبدر زاہر = ۱۲۹۳ھ

شکر کرم صفیر از جان کنی = ۱۲۹۳ھ

" قدوم مولوی غلام امام، تخلص بشہید در عظیم آباد -

آمد بشہر مسکن مالوف من شہید = ۱۲۹۳ھ - قلبہا شد از لقای تو منور = ۱۲۹۳ھ

" فتح میر محمد ابو صالح - فتح دلخواہ میمون بواد = ۱۲۹۳ھ

" شدت وبای ہیضہ وطلب دفع این بلا از حضرت کبریا - یا ربنا الحفیظ = ۱۲۹۳ھ

" خلاص منشی ظہیر الدین و سید امام الدین و سید حبیب الرحمن -

رسیدہ بود بلا یا ولے بخیر انجام = ۱۲۹۳ھ - بے جرم چھٹے بلاے تینوں = ۱۲۹۳ھ

" تزویج شاہ محمد ابو القاسم خلف شاہ عبد الحق کان پوری -

بآئین ہمایوں کہ خدا گردید ابو القاسم = ۱۲۹۳ھ - شدہ نوشاہ ابو القاسم محمد بارک اللہ = ۱۲۹۳

" زواج شاہ محمد رشید الحق - خدای پاکش دہاد فرزند = ۱۲۹۳ھ

رشید حق شدہ نوشاہ = ۱۲۹۳ھ

" تزویج سید عبد الحسین - پسر قاضی سید حمید الدین حسین -

از الطاف باب اللہ نوشہ گشتہ او = ۱۲۹۳ھ

" تزویج ثانی مولوی محمد وحید، ابن خلف مولوی حسن عسکری، پھلواروی -

تزویج ثانی وحیدم گردید = ۱۲۹۳ھ

" زواج مولوی ظہیر الدین، خلف جلال الدین، وکیل -

ماہ و مشتری گردید باہم = ۱۲۹۳ھ

" تزویج سید احسان احمد، خلف شاہ محمد نصیر - شکر احسان خدای پاک بجو = ۱۲۹۳ھ

پ :- صاحبزادہ حضرت سید شاہ عزیز الدین حسین -

بفرزند مبارک این پسر عزیز مبارک باد = ۱۲۹۳ھ

پ :- ابن البنت خواجہ شاہ لطیف علی، عرف میاں جان۔

میرے خواجہ کو مبارک ہو نواسا = ۱۲۹۳ھ

پ :- فرزند کنور سکھراج بہادر رحمتی۔ کنور سکھراج امیر واجب التوقیر صاحب عقل = ۱۸۷۶ء

مبارک باد فرزند سلیم النفس پیدا شد = ۱۲۹۳ھ

پ :- پسر عابد علی خاں۔ بود نیک اختر = ۱۲۹۳ھ — بادا بیدار بخت = ۱۲۹۳ھ

پ :- دختر سید شاہ شرف الدین حسین۔ زخاندان شرف = ۱۲۹۳ھ

بنت پاک شرف الدین ہے حسین = ۱۲۹۳ھ

م :- شاہ وصی احمد پھلواروی، ۲ ربیع الاول۔ روز پنجشنبہ۔

پنجشنبہ ثانی اوّل ربیع = ۱۲۹۳ھ

م :- ابوالحسن منطقی — فاضل منطقی نماند ای دامی = ۱۲۹۳ھ

م :- حافظ رحمت اللہ الہ آبادی، ماہ صیام — بروحش رحمت اللہ دائما باد = ۱۲۹۳ھ

م :- خواجہ امیر الدین — در بہشت بریں مکیں = ۱۲۹۳ھ

م :- میر عبد السبحان - ۲۸ ماہ رمضان روز سہ شنبہ — شہر چہارم روز سہ شنبہ بود = ۱۲۹۳ھ

م :- مولوی محمد بخش خاں وکیل، ۳ جمادی الآخر، دوشنبہ — ز فوت نادرہ روزگار آہ صد آہ = ۱۲۹۳ھ

م :- حاجی خواجہ عبد الحسین خاں، ۱۱ ماہ ربیع الآخر، روز شنبہ۔

برسر لوح دہر دبیر کمک بلاغت سلک یکی + شد زجہاں وتیرہ جہاں گردید رقم ز وصال و وفات = ۱۲۹۳ھ

م :- سید شاہد حسین، ۴ ذی قعدہ روز سہ شنبہ۔

صد حیف وای از رحلت شاہد حسین = ۱۲۹۳ھ

م :- نواب علی نواز، ۲ جمادی الاولی، روز جمعہ۔

جمعہ دوم بود جمادی الاولی = باالف و دو صد سہ و نود از ہجرت = ۱۲۹۳ھ

م :- پیارے صاحب رئیس حاجی گنج — غم پیارے ہی ہی = ۱۲۹۳ھ

م :- حسین خاں لکھنوی — باجل نرد باخت = ۱۲۹۳ھ

م :- والدۂ میر علی محمد، شاد تخلص، اہلیہ سید عباس۔ عقل تاریخ دعائی گفت باد — زوجہ عباس باخت حسین = ۱۲۹۳ھ

تاریخ عزل سلطان عبدالعزیز خاں و تخت نشینی سلطان مراد آفندی ابن سلطان عبدالمجید خاں۔

ینزع الملک ممن تشاء و یعطی المجید من یشاء = ۱۲۹۳ھ

هم :- سلطان عبدالعزیز خاں سلطان روم۔ سریر آرای فردوس پاک گردید = ۱۲۹۳ھ

تاریخ مجلس مشاعره که سید مهدی حسین خاں عرف ممتاز نواب فرزند سید محمد نواب در باغ واقع محله قاضی پوره قائم کردند۔ مجلس عرض کمال = ۱۲۹۴ھ

" تخت نشینی سلطان عبدالحمید خاں۔ خلد الله سلطنتهم = ۱۲۹۴ھ

" دعای غلبه روم بر روس۔ هو غلبه روم = ۱۲۹۴ھ

" شکست روسی۔ شکست روسی گردید = ۱۲۹۴ھ

" بنای بزم مشاعره که میر فرزند احمد صفیر برای مرزا ماهر در باغ خواجه حسن نواب قائم کردند۔

صفیر این پاک مجمع بهر ماهر کرد = ۱۲۹۴ھ

" بزم مشاعره که نوروز علیخاں شیدا لکھنوی و محمد اکبر خاں جری در محله لودیکٹره قائم کردند۔

مجمع خوب هست و بس = ۱۲۹۴ھ

" رهائی امیر خاں رئیس عالم گنج از حبس دوام۔ نگردید ضائع دعایم = ۱۲۹۴ھ

" مخاطب شدن نواب سید ولایت علیخاں صاحب بخطاب مشیر سلطنت هند در دربار یکم جنوری ۱۸۷۸ء

مشیر سلطنت هند گشت = ۱۸۷۸ء

" مجموعه که دران ذکر شاگردان میر فرزند احمد صفیر بلگرامی است۔

فیض بحر صفیر = ۱۲۹۴ھ

" زواج ثانی مولوی نذیر الحق پھلواروی۔

بوی تعلق تازه مبارک = ۱۲۹۴ھ — بطرز خوب مبارک جناب ما انیهم = ۱۲۹۴ھ

" ازدواج دختر سید میر میرزا، با میر واجد علی۔

بوجه نیک بنمود ادا فرض = ۱۲۹۴ھ — کرده دوش ترا سبک یزداں = ۱۲۹۴ھ

" ازدواج سید میر حسن، خلف سید صفدر حسین عرف میر میرزا۔

که خدای امیر من شد = ۱۲۹۴ھ — جهناد مبارک شادی فرزندم گردد = ۱۲۹۴ھ

تاریخ مشترکہ شادی پسر و دختر برادر سید صفدر حسین

ازدواج پسر و دخت = ۱۲۹۴ھ — شد با خوبی بسیار انجام = ۱۲۹۴ھ

〃 شادی سیدہ نور الہدیٰ، پسر میر شمس الہدیٰ۔

مکرر بتاریخ این معرعست + مبارک باد و شادی ابن باد = ۱۲۹۴ھ

〃 مشترکہ شادی پسر و دختر۔ لفظ ہو دے کیجے محسوب اس تاریخ میں + آپکو صاحب مبارک بیٹا بیٹی کا بیاہ = ۱۲۹۴ھ

پ :- فرزند رابع شاہ غلام مظفر بلخی۔ لختِ جگر ما = ۱۲۹۴ھ

پ :- پسر دختر خواجہ محمد حسن عرف پیارے صاحب۔ مظہر الحسن = ۱۲۹۴ھ

پ :- ابن الابن خواجہ لطیف علی عرف شاہ میاں جان۔ بباغ لطیف علی گل = ۱۲۹۴ھ

پ :- پسر نواب محمد علی خاں۔ مہری بر آمد ز برج شرف = ۱۲۹۴ھ —

پ :- فرزند میر ابو صالح — گل نو بباغ ابو صالح آمد = ۱۲۹۴ھ — باد اخرم و سرسبز این گل = ۱۲۹۴ھ

پ :- دختر شاہ رضی الدین حسین — زہی دختر پاک پاکیزہ = ۱۲۹۴ھ

از مژدہ تولدش شاد طبع و جانم = ۱۲۹۴ھ

پ :- دختر شاہ عزیز الدین حسین — بنت فرزند مبارک گردید = ۱۲۹۴ھ

پ :- دختر شاہ رشید الحق۔ مبارک شود این بنت پور = ۱۲۹۴ھ

این عطیہ بماہ رمضان = ۱۲۹۴ھ

پ :- دختر، دختر نواب یوسف علی خاں —

مبارک بہ نواب این بنت بنت = ۱۲۹۴ھ

پ :- بنت میر صفدر حسین، عرف میر میرزا۔

بنت میر صفدر حسین من = ۱۲۹۴ھ — دختر من = ۱۲۹۴ھ

م :- جنگ بہادر وزیر نیپال — وزیر نامی نیپال ہای رحلت کرد = ۱۲۹۴ھ

تاریخ خواں بسمت + بگزاشت مال و دولت = ۱۹۳۴ سمت

م :- خواجہ حسین خاں — سوم شہر جمادی الاولیٰ و پنجشنبہ بود = ۱۲۹۴ھ

آثار نجات او عیاں = ۱۲۹۴ھ

۹۴ :- پسر حکیم ارشد علی — از مرض او بود چه چاره = ۱۲۹۴ھ

۹۴ :- پسر میاں ظہور الحق — صبر وکن صبر کہ نعم البدل از حق برسد = ۱۲۹۴ھ

۹۴ :- ڈاکٹر حبیب اللہ۔ ۳ جمادی الآخر، روز جمعہ۔ بود آخر کار مرگ = ۱۲۹۴

۹۴ :- عبد اللہ، شریف مکہ معظمہ — از تحل شریف مکہ = ۱۲۹۴ھ

۹۴ :- حکیم ارادت حسین بمکہ معظمہ، ۴ جمادی الاخری

طبیب مہاجر قضا نمودہ ہای = ۱۲۹۴ھ — طبیب ست بجود عاجز ز مرگ = ۱۲۹۴

۹۴ :- شیخ فتح محمد، ۵ رجب روز سہ شنبہ۔ سہ شنبہ ز شہر رجب پنجمین = ۱۲۹۴ھ

آمرزد گناہانش خدای = ۱۲۹۴ھ

۹۴ :- شاہ نور احمد پھلواروی۔ ۹ رجب —

بجنت یافتہ دیدار حق وی = ۱۲۹۴ھ — رجوع نور احمد شد بسوی نور احد باز = ۱۲۹۴

۹۴ :- مولوی امیر الدین، ۱۳ رجب، روز دوشنبہ۔ آہ صد آہ فاضل اورع = ۱۲۹۴ھ

غم امیر رقم کرد بادل رنجور = ۱۲۹۴ھ — حاجی زاہد عالم متشرع بدحیف = ۱۲۹۴ھ

۹۴ :- سید شاہ امیر الدین حسین، رئیس نوآبادہ۔ ۲۳ رجب، یوم شنبہ —

لقای کبریا باد الجنت = ۱۲۹۴ھ — ز ارتحال فقیر امیر آہ = ۱۲۹۴ھ

۹۴ :- حکیم علی حسین خاں، ۲۷ رجب بمکہ معظمہ۔

مردہ بمکہ فخر اطبای ہند ہای = ۱۲۹۴ھ — آہ افسوس حکیم حاجی مولوی علی حسین خاں = ۱۲۹۴ھ

۹۴ :- ڈپٹی قاضی محمد اظہار الدین خاں — محمد اظہار الدین = ۱۲۹۴ھ

۹۴ :- مولوی جمیل احمد بلگرامی، برادر زادہ مولوی اوحد الدین بلگرامی صاحب نفائس اللغات

بشد فاضل با ادب از جہاں = ۱۲۹۴ھ

۹۴ :- شیخ احمد حسین — صد آہ از داغ احمد حسین = ۱۲۹۴ھ

۹۴ :- سعید الزماں، خلف مولوی مسیح الزماں۔ بہشتی سعید الزماں شد = ۱۲۹۴ھ

۹۴ :- حاجی میر یوسف علی داناپوری ۸ شعبان۔ زہی بمصر جناں رفت یوسف = ۱۲۹۴ھ

۹۴ :- منشی سید یحیٰ علی خلف سید عبد العلی، ۲۲ شعبان روز شنبہ۔

م :- منشی قمرالدین رئیس بارو۔ شد بجنت قمرالدین صد آہ = ۱۲۹۴ھ

م :- حکیم مولوی شاہ آل حسن، سلخ شعبان روز یکشنبہ۔

زعم آل حسن حیف = ۱۲۹۴ھ — آہ ازین واقعہ دلم شدہ خوں = ۱۲۹۴ھ

م :- مفتی محمد سعد اللہ، ۱۴ ماہ رمضان روز یکشنبہ۔

گنجینۂ علم و فضل صد آہ = ۱۲۹۴ھ — نماند آفتاب آسمان علم و دانش آہ = ۱۲۹۴ھ

م :- میر امداد علی۔ بود صد حیف ہشتم از شوال = ۱۲۹۴ھ

م :- حاجی عبدالرحیم، مقیم بریلی ۲۹ شوال۔ گفت یکی سال فوتش ہای مرد + حاجی حبیب مذاق اہل دل = ۱۲۹۴ھ

م :- شاہ ولی اللہ، شب دوازدہم ذی قعدہ، دوشنبہ۔

عاشق پیر خود = ۱۲۹۴ھ — در عشق حق تعالیٰ = ۱۲۹۴ھ

م :- خواجہ محمد حسن، ۷ ذی الحجہ روز چہارشنبہ۔ سال رحلت است کہ ہیہات آہ + از اجل خواجہ محمد حسن = ۱۲۹۴ھ

م :- شاہ نہال حسن، ۹ ذی الحجہ روز شنبہ۔ از دست اجل حیف نہال حسن افتاد = ۱۲۹۴ھ

م :- خواجہ محبوب جان۔ دل غمدیدہ من سال فوتش از سر اندوہ + جوان محبوب جاں کرد از جہاں صد حیف رحلت گفت = ۱۲۹۴ھ

م :- میر جوہر علی — ازین دار جوہر علی رفت وای = ۱۲۹۴ھ

م :- اہلیہ ثانیہ سید محمد حسین عرف محمود، رئیس حاجی گنج۔

ہمنشینم ہمنشین حور عین = ۱۲۹۴ھ — بار غم اہلیہ = ۱۲۹۴ھ

م :- دختر کوچک مرزا رحمت اللہ۔ جعلها الاله للوالدين شافعة و مشفعة = ۱۲۹۴ھ

م :- والدۂ شاہ میاں جان، ۲۸ شوال روز دوشنبہ —

حیف بود آخر ماہ شوال = ۱۲۹۴ھ — در قبر یافتند آرام = ۱۲۹۴ھ

پ :- پسر حیدر شاہ، اختر شاہ نام۔

بادا بلند اختر = ۱۲۹۵ھ — زیبا گل باغ حیدر = ۱۲۹۵ھ

نام تاریخی گلدستۂ مشاعرہ کنور سکھراج بہادر رحمتی تخلص۔

تحفۂ انجمن رحمتی = ۱۲۹۵ھ

تاریخ تزویج عبدالخالق، پسر اشرف حسین پھلواروی۔

بازیب کدخدا شد این نور دیدہ = ۱۲۹۵ھ — با مشتری جمع زہرہ بود = ۱۲۹۵ھ

〃 ثانی نجم الدین حسین رئیس بریلی بود زہرہ جمع با مشتری = ۱۲۹۵ھ

زافضال حسین ابن علی اولاد وی یابد = ۱۲۹۵ھ

〃 فرزند سید مہدی حسین خان عرف ممتاز نواب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ونصلی علی نبیہ العلیم = ۱۲۹۵ھ

پ :- پسر مولوی شاہ محمد رشید الحق۔ آدینہ نسبت و ہشتم بود = ۱۲۹۵ھ

خلف الرشیدم = ۱۲۹۵ھ

پ :- پسر سید واجد حسین، خلف بزرگ سید اسماعیل علی، رئیس عظیم آباد۔

دہر رب کریمش عمر و اقبال جواں = ۱۲۹۵ — یاالٰہی بخت بیدار او بود = ۱۲۹۵ھ

تاریخ قطعہ سید علی صاحب شاد کہ در حال پٹنہ انشا فرمودہ اند۔

شاد فخر شعرا جامع علم وتحقیق — آنکہ بر فضل وکمالش بود جای سخن

قطعہ ساختہ انشا بحال پٹنہ — کرد العزۃ للہ ادا حق وطن

شعرہاش آمدہ بر دانش او برہانی — ناطقہ در صفت خوبیش آمد الکن

ہمہ اشعار گہر بار بنظم و ترتیب — آمدہ ہمچو عقیق یمن و در عدن

سال این قطعہ تم فائدہ او ساخت زہی — قطعۂ جنت فردوس بود قطعۂ من = ۱۲۹۵ھ

پ :- پسر عمر خاں صاحب، عرف ننھے — عمر طویل ایزد بخشد = ۱۲۹۵ھ

نام تاریخی حسین علی خاں، رئیس محلہ سنگی مسجد۔ مظاہر الحسن = ۱۲۹۵ھ

پ :- پسر شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ نام خلف حافظ نصیر الحق۔ ماہ شمس الضحیٰ = ۱۲۹۵ھ

پ :- بنت البنت میر صفدر حسین عرف میر میرزا، دختر میر واجد علی۔

مبارک حسین بنت بنت = ۱۲۹۵ھ — مبارکباد بنت البنت من = ۱۲۹۵ھ

م :- اخوند عبدالغفور ساکن سوات۔ ۷ محرم روز شنبہ۔

داعی خلق بحق شد زجہاں = ۱۲۹۵ھ — ہفتم ماہ محرم یوم شنبہ بودہ آہ = ۱۲۹۵ھ

م :- سیّد الطاف حسین احمد، خلف سید افضل حسین احمد، ۲۳ محرم روز دوشنبہ۔
در جنت الماوی شد الطاف حسین آہ = ۱۲۹۵ھ

م :- حاجی میر محبوب بخش، ۲۶ محرم — در محرم شدہ وفات او = ۱۲۹۵ھ

م :- سیّد علی رضا - ۲۹ ماہ صفر روز دوشنبہ - حیف صد حیف جوانی بصفر کرد سفر = ۱۲۹۵ھ

م :- میاں سعید، شہر صفر - غم سعید صد وای = ۱۲۹۵ھ

م :- بخشی دلّال بمکہ معظمہ — بخشی ای وا بمکہ مردند = ۱۲۹۵ھ
بخشید ایزد زمین حرم = ۱۲۹۵ھ

م :- حافظ محمد یوسف، خواہرزادہ مرزا رحمت اللہ بنارسی۔
ایوا داغ یوسف نوجواں = ۱۲۹۵ھ

م :- بہاری پسر ڈپٹی مولوی سید امیر حسن خاں - ایوای داغ پسر = ۱۲۹۵ھ

م :- نواب سید محمد باقر خاں عرف نواب مرزا — ۱۰ ربیع الاوّل روز جمعہ۔
چوں بوی گل بجنت ای وای رفتہ = ۱۲۹۵ھ

م :- خواجہ علی حسین ابن الابن حضرت شاہ ابوالبرکات ماہ ربیع الاوّل۔
عقل تاریخش از سر ابہام + مات خواجہ علی حسین نوشت = ۱۲۹۵ھ

م :- مولوی شاہ محمد علی حبیب قادری متخلص بہ نصر سجادہ نشین پھلواروی۔ ۲۷ ربیع الاول روز دوشنبہ۔
آہ پنہاں آفتاب دیں شدہ زیر زمیں = ۱۲۹۵ھ — وارث علم رسول آہ نماند = ۱۲۹۵ھ

م :- شاہ آل احمد پھلواروی، ۱۷ شعبان —
شانزدہ شہر شعبان = ۱۲۹۵ھ — وصال حبیب خدا یافتم = ۱۲۹۵ھ

م :- منشی نور الحسن، مدرس ملا کٹھی — بے نور شدہ زمانہ تیرہ = ۱۲۹۵ھ

م :- میر کمال الدین حسین، ساکن محلہ تہندرو، ربیع الآخر - ہر کمالی را زوالی ہست دانا یقیں = ۱۲۹۵ھ

م :- شاہ برکت اللہ - خلف و سجادہ نشین مولانا شاہ عماد الدین حسین حسنی منعمی۔
تیم سلسلہ منعمیہ رفتہ جواں = ۱۲۹۵ھ

م :- سیّد عبدالودود بخارائی - ۲۲ رمضان -

یکتای دہر و نادرۂ عصر بود آہ = ۱۲۹۵ھ

م :- مولوی سید محمد واجد - شہر رمضان -

رفت بفردوس برین = ۱۲۹۵ھ - جنتی گشت محمد واجد = ۱۲۹۵ھ

م :- عنایت خاں کہ در دریا غرق شدند - ۲۷ شب ماہ رمضان -

آہ عنایت خاں صاحب آہ = ۱۲۹۵ھ - یافت وجہ اللہ را در غرقی = ۱۲۹۵ھ

م :- اہلیہ حاجی مولوی سیّد احمد حسین، ۲۱ ذی قعدہ روز یکشنبہ -

داخل بخلد وی بادا = ۱۲۹۵ھ - یکشنبہ و ذی قعدہ بود = ۱۲۹۵ھ

تاریخ مجمعی کہ برای تحقیق اقوال سید احمد خاں بہادر سی - ایس - آئی - مندرجہ تہذیب الاخلاق بہر ہفتہ در کاشانۂ قاضی سید رضا حسین صاحب مقرر می شود -

زہی این مجمع تقوی مزاجان | خوشا تحقیق ارباب فضایل
شود رفع از وجود پاک ایشان | بلای گر شود از چرخ نازل
بحال این جماعت ہست لاریب | عنایات خدای پاک شامل
شود از اتفاق اہل تحقیق | عوام النّاس را تحقیق حاصل
در اقوال جناب سید احمد | کہ در طرز خود آمد فرد کامل
تامّل ساز و مگذر از سر حق | بامعان نظر کن غور ای دل
کہ احقاق حق اینجا ہست منظور | کنند ارباب علم ابطال باطل
شود ز آئینہ دلہای عامان | کنون زنگار زیغ و ریب زایل
بخوان تاریخ این بزم مبارک | بہ اینجا ہست تحقیق مسایل = ۱۲۹۶ھ

تاریخ تزویج سید بدر الحسن، خلف میر ظہور الحسن -

دلم سال تزویج باجان شاد + بود زہرہ در خانۂ بدر گفت = ۱۲۹۶ھ

م :- میر نثار حسین والد میر حامد حسین نکہت -

نوشتم سال فوتش بادل زار + سہ شنبہ سہ و دہ شہر محرم = ۱۲۹۶ھ

تاریخ صحت میر علی محمد شاد۔

جناب شاد فخر شاعران صاحب تحقیق — کہ دارد در دل خود حب آل سید لولاک
خدا ایش داد صحت در حروف معجمہ تاریخ — رقم زد خامۂ یحییٰ شفا بخشید رب پاک
۱۲ ۹۶ھ

دیگر: شاد عالی رتبہ والا قدر را — صحت دادم چون اللہ داد
عقل از تعداد ابجد گفت سال — از شفای شاد دل گردیدہ شاد = ۱۲۹۶ھ

تاریخ زواج سید محب حسن پسر میر ذیشان حسین ۔ زواج پور ذیشانی = ۱۲۹۶ھ

〃 〃 چودھری واعظ الدین خلف چودھری ظہور الحق ۔ شاکر حق اللہ نوشاہ = ۱۲۹ھ

〃 〃 نظیر حسن عرف دمڑی میاں ابن الاخت حاجی سید محمد سجاد ۔ زواج نظیر حسن = ۱۲۹۶ھ

〃 〃 الیاس حسن متخلص بطاہر پسر مرزا ماہر لکھنوی خواہر زادہ اہلیہ خواجہ محمد اسمٰعیل خاں۔
بازہرہ وصل مشتری = ۱۲۹۶ھ —

〃 زواج خواجہ سید حسن، پسر خواجہ محمد حسن ۔ نہال بر دمند خواجہ سید حسن صفا = ۱۲۹۶ھ

〃 〃 سید محمد مہدی حسن خاں عرف بادشاہ نواب نخستین پور سید لطف علی خاں۔
منزل خورشید با ماہ = ۱۲۹۶ھ — وصال ماہ با خورشید = ۱۲۹۶ھ

〃 کدخدائی نواب سید الطاف حسین خاں خلف نواب محمد باقر خاں عرف نواب مرزا
بالطاف محمد گشت نوشہ = ۱۲۹۶ھ — شد قران زہرہ و مہ بر زمیں = ۱۲۹۶ھ

〃 〃 شیخ فضل الرحمٰن، پسر شیخ نثار حسین ۔
ایں جشن شادی شد مبارک = ۱۲۹۶ھ

〃 کار خیر دختران سید محمد ابو سعید خاں ۔
دو کار خیر با سامان نمود = ۱۲۹۶ھ

پ :۔ فرزند نرینہ بخانہ خواجہ فتح محمد خاں، عرف سلطان۔
بس بخت او بیدار بادا = ۱۲۹۶ھ

پ :۔ پسر حاجی سید واجد حسین ۔ قادر قیوم دہد عمر درازش = ۱۲۹۶ھ

پ :۔ پسر پسر شیخ میاں جان شیشہ گر۔ محمد نظام الدین حسن = ۱۲۹۶ھ

پ :- دختر میر واجد علی بنت البنت میر صفدر حسین عرف میر مرزا - یگانہ دادہ خداوند گوہرش = ۱۲۹۶ھ

پ :- دختر بخانہ مولوی علیم الدین حسین دختر مولوی = ۱۲۹۶ھ

پ :- 〃 بخانہ نواب نجم الدین حسین

فضل امام شد = ۱۲۹۶ھ — دختر نواب پاکباز = ۱۲۹۶ھ

م :- شاہ فضل اللہ پھلواردی ۵ محرم - آہا شاہ فضل اللہ آہا = ۱۲۹۶ھ

م :- شاہ عبد الغنی مجددی محدث، ۶ محرم روز سہ شنبہ -

خادم شرع احمدی بود آہ = ۱۲۹۶ھ — آیت کامل ز آیات رسول اللہ بود = ۱۲۹۶ھ

م :- اصم ابکم محمد علی، ماہ صفر روز سہ شنبہ -

گفت پیر اصم و اضعف ہای = ۱۲۹۶ھ — شد نجاتش بسوال و بجواب بخشا = ۱۲۹۶ھ

پ :- پسر ظہور الحق، مرید شاہ میاں جان - ماہ ظہور الحق = ۱۲۹۶ھ

م :- شاہ تبارک حسین - خدای تبارک دہد پاک جا = ۱۲۹۶ھ

م :- سید شاہ فخر الدین کشمیری - ۶ ربیع الاول روز جمعہ = ہای شہ فخر الدین = ۱۲۹۶ھ

م :- شیخ مودن تاجر - ایوا از مرگ شیخ مودن = ۱۲۹۶ھ

م :- شیخ فخر الدین حسین، پسر غلام پیر - افسوس نداد مرگ فرصت = ۱۲۹۶ھ

م :- سید علی رضا ہلوری، ۱۱ ربیع الآخر، روز جمعہ -

آمدہ اجل غریب = ۱۲۹۶ھ — سید شدہ آہ بادل پُر حسرت = ۱۲۹۶ھ

م :- میر فدا حسین، خواہر زادہ مولوی سید اصغر حسین -

داخل زمرۂ باایمان شد = ۱۲۹۶ھ — سید ایوا بسفر رحلت کرد = ۱۲۹۶ھ

م :- مرزا نادر بیگ - ۱۸ ربیع الآخر روز جمعہ -

غم نادر = ۱۲۹۶ھ

م :- سید محمد ابو سعید خاں، ۲۰ ربیع الآخر -

بود یوم الاحد و ماہ ربیع الآخر = ۱۲۹۶ھ — سعید من سعید العاقبت شد = ۱۲۹۶ھ

م :- مولوی تراب علی، ۲۵ ربیع الآخر روز جمعہ - جمعہ و ماہ ربیع الآخر = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- سید شاہ محمد ہارون، مرید و خلیفہ شاہ علیم الدین - ۲۴ ربیع الآخر - روز پنجشنبہ -
قلم سال تاریخ آن باخدا + رقم زد بفردوس ہارون برفت = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- مولوی ہدایت اللہ - ۱۴ جمادی الاولیٰ، روز چہارشنبہ -
ہدایت اللہ ما جنتی بشد = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- سید امام الدین - ۱۷ جمادی الاولیٰ روز شنبہ -
صد آہ غم عزیز انجہاں = ۱۲۹۶ھ — غم جوان عزیز من آہ آہ = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- مولوی ولایت حسین - ہیہات مرگ ولایت حسینم = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- امداد حسین، نوجوان پسر محمد بخش خاں محی الدین نگری - غم امداد نوجوان من = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- امیر علی شاہ، ۱۷ رجب روز شنبہ - ہفدہم شہر رجب بود شنبہ ایوا = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- سید شاہ ہدایت حسین، رئیس دربھنگہ - بود ز اہل خیر و ہدایت = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- مولوی وارث علی سیفی کان پوری - ۱۶ رجب روز دوشنبہ -
نماند آن سیفی جوہر شناس صاحب جوہر = ۱۲۹۶ھ -

۹۶ :- دو پسر و یک دختر خواجہ امان اللہ - ہر سہ حادثہ بعرصۂ دو ماہ واقع شد -
سہ غم یک جان من وای = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- خواجہ جلال الدین، ساکن نیپال، مرید حضرت والد قدس سرہٗ - ۳ رجب
شد آرام گر دی ابہشت = ۱۲۹۶ھ - برادرم بطریقت جلال دین برخاست = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- صدیق احمد، عیسیٰ پوری - ماہ رجب - شد او محشور با صدیق اکبر = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- راجہ مہیپت سنگھ، خلف راجہ بھوپ سنگھ - غم مہاراج آہ = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- سید لطف الرحمٰن، خلف مولوی سید فرید الدین - لطف الرحمٰن نمود رحلت صد ہای = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- خواجہ مقبول علی، ۱۵ رمضان روز چہارشنبہ -
چارشنبہ پانزدہ بد آہ از شہر صیام = ۱۲۹۶ھ - برخیز با رسول مقبول = ۱۲۹۶ھ

۹۶ :- منشی امین الدین حسین - ۲۹ رمضان - روز چہارشنبہ -
رفت پیش مصطفیٰ اللہ جو = ۱۲۹۶ھ — چارشنبہ بست و نہ بود - آہ از ماہ صیام = ۱۲۹۶ھ

م :- شاہ نظام الدین حفید مولانا فخر الدین دہلوی۔ ماہ شوال۔
شمع فخر آہ = ۱۲۹۶ھ — حیف ایوا یادگار فخر دین = ۱۲۹۶ھ

م :- شاہ غلام شرف۔ غرۂ شوال روز جمعہ۔ عیدم شدہ عشرۂ محرم = ۱۲۹۶ھ

پ :- پسر الفت حسین خلف شیخ ہمت علی۔ محمد چراغ = ۱۲۹۶ھ

م :- نصیر الدین محمد، برادر بزرگ وزیر السلطان نواب محمد امیر علی خاں بہادر۔
محمد نصیر شما باد در قبر = ۱۲۹۶ھ — نصیر الدین محمد ارشد بجنت = ۱۲۹۶ھ

م :- غلام امام شہید۔ ۸ر شوال روز پنجشنبہ۔
ثنا خوان حبیب اللہ = ۱۲۹۶ھ — شد بقرب رسول زندہ شہید = ۱۲۹۶ھ

م :- شاہ شرف الدین حسین مہدوی متخلص بخود شناس۔
ایوا خود شناس مہدوی = ۱۲۹۶ھ

م :- وزیر السلطان نواب محمد امیر علی خاں بہادر۔
باد حشرش با امیر المومنین = ۱۲۹۶ھ — وای پنہاں آفتاب ہند شد زیر زمیں = ۱۲۹۶ھ

م :- اہلیہ شاہ مبارک حسین — ویرانی خانہ مبارک صد آہ = ۱۲۹۶ھ

م :- ″ میر احمد حسین، رئیس حاجی گنج۔
یافت جنت زوجۂ والانسب احمد حسین = ۱۲۹۶ھ — بس مایۂ آرام او برباد گشت = ۱۲۹۶ھ

م :- دختر سید حبیب الرحمٰن۔ عقل سال وفات گفت آہا + از پی مادر و پدر شد حشر = ۱۲۹۶ھ

م :- اہلیہ سید شاہ لطافت حسین رئیس نوآبادہ، ۱۷ر شوال یکشنبہ۔
باد با بنت رسول پاک حشر او = ۱۲۹۶ھ

م :- وارث النسا بیگم۔ بنت سید لطف علی خاں۔ اہلیہ سید ممتاز نواب۔
آہ پنہاں شد عروس لذ دیدۂ شوہر = ۱۲۹۶ھ — صد آہ محرم شدہ از بہرش عید = ۱۲۹۶ھ

تاریخ افتتاح مدرسہ شاہ محمد سعید حسرت — کشاد استاد باب علم و دانش = ۱۲۹۷ھ

مشاعرہ بباغ سید محمد نواب۔ مجمع شاعران است این = ۱۲۹۷ھ

زواج سیّد نہال اشرف، فرزند سید علی اشرف پیاری

زود ایں نہال تازہ بار آور شود = ۱۲۹۷ھ

ازدواج سیّد علی رشید، خلف سید محمد نجم الدین، با دختر قاضی ظہور عالم آروی

کہ زواج رشید با گشتہ = ۱۲۹۷ھ

زواج نواب سرفراز حسین خاں عرف بنّے نواب خلف نواب لطف علی خاں، با دختر خواجہ علی مرزا۔

او بہ تزویج سرفراز شدہ = ۱۲۹۷ھ

تزویج ثانی نواب سید محمد حسین خاں، عرف چھوٹے صاحب ہجرتی تخلص با دختر ثالث

مبارک ثانیاً تزویج الٰہی = ۱۲۹۷ھ

پ :۔ دختر امیر حسن، فرزند میر میرزا۔ دختر ابنم = ۱۲۹۷ھ

م :۔ حاجی سیّد اسمٰعیل علی، ۱۰ ر شہر ربیع الاوّل، روز یکشنبہ۔

آہ رئیس اعظم = ۱۲۹۷ھ

م :۔ شیخ ریاض الدین حسین، ۲۸ ر ربیع الاوّل۔

آمد بہ ریاض ارم = ۱۲۹۷ھ

م :۔ حسین شریف مکہ معظمہ ۔ شریف مکہ بجدہ شدہ شہید = ۱۲۹۷ھ

م :۔ شاہ محمد حسین محی الدین نگری۔ ۱۲ ر ربیع الآخر، روز جمعہ۔

در ذکر حق جاں بداد = ۱۲۹۷ھ

م :۔ سیّد امیر علی شاہ اکبرآبادی۔ بود وارث جنّات عدن = ۱۲۹۷ھ

م :۔ سید فخر الدین ساکن نیورہ ۔ ایوا مرد فخر الدین جواں = ۱۲۹۷ھ

م :۔ خواجہ محمد اسمٰعیل خاں - ۱۱ ر ماہ ذی الحجہ ۔

یازدہ از شہر ذی الحجہ = ۱۲۹۷ھ

م :۔ واعظ الحق ۔ یافتہ جنت ز مرگ کمّ وی = ۱۲۹۷ھ

م :۔ خانصاحب مولوی محمد اسمٰعیل خاں مرحوم آنف ۱۷ ر جمادی الآخر، روز پنجشنبہ۔

غنودہ بنوم اجل = ۱۲۹۷ھ

م :- شیخ ناظم علی بھاگل پوری - حیف ناظم علی حیف = ۱۲۹۷ھ

م :- حسنیٰ دختر باندی مظفرپوری - حور بہشتی گردید حسنیٰ = ۱۲۹۷ھ

تاریخ زواج حافظ سید نذر الرحمٰن، نواسہ مولانا محمد سعید حسرت

زواج حافظ عالی مقام = ۱۲۹۸ھ - نوشاہی او باد مبارک = ۱۲۹۸ھ

تاریخ تزویج مولوی سلیمان، با دختر کوچک شاہ علی حبیب نصر۔

گشتہ عقد بلقیس و سلیمان = ۱۲۹۸ھ

" زواج نواب محمد حسن خاں، خلف نواب یوسف علی خاں۔

محمد حسن گشتہ نوشاہ = ۱۲۹۸ھ - بلقیس در قصر سلیمان آمدہ جلوہ طراز = ۱۲۹۸ھ

" زواج احسن جان سہسرامی - نوشہ گشتہ حسن جانم = ۱۲۹۸ھ

پ :- ابن الابن شیخ میاں جان شیشہ گر - خورشید حسنین = ۱۲۹۸ھ

پ :- فرزند بخانہ شاہ محمد اکبر ابوالعلائی - گل بازیب باغ اکبر = ۱۲۹۸ھ

پ :- دختر نواب سرفراز حسین - دختر پاک آمدہ بوجود = ۱۲۹۸ھ

م :- شاہ محمد عمر مجددی - ۲ محرم روز یکشنبہ بمقام رامپور - جای او در زمرۂ خاصان یزداں باد = ۱۲۹۸ھ

م :- داروغہ امام خاں، مرید حضرت شاہ نذر محمد، ۳ محرم روز دوشنبہ، بمقام داناپور۔

در جنت قدس مسکنش باد = ۱۲۹۸ھ - جان عزیز نذر محمد نمود او = ۱۲۹۸ھ

م :- میر الطاف علی، ۱۰ محرم روز دوشنبہ - شد فائز خلد بریں = ۱۲۹۸ھ

م :- شاہ نوازش رسول سجادہ نشین پتھو۔

چون نوازش رسول رحلت کرد — شد بفردوس طیب و طاہر

لفظ رحلت بنام او کن ضم — تا شود سال فوت او ظاہر

م :- عبدالعزیز، پسر بزرگ مولوی محمد واجد - داغ مولوی عبدالعزیز = ۱۲۹۸ھ

م :- شیخ محمد صالح، ۱۷ ربیع الآخر - زیر ظل پاک حسین = ۱۲۹۸ھ

م :- مولوی سید علی اعظم پھلواروی - وصال فاضل پھلواروی = ۱۲۹۸ھ

م :- مولوی عبدالرشید کشمیری الاصل - وفات عبدالرشید حیف = ۱۲۹۸ھ

م :- رمضان علی خاں قاری و حدیث خواں — قاری و ذاکر آہ واویلا = ۱۲۹۸ھ

م :- داروغہ سید فدا حسین — داغ سید فدا حسین آہ = ۱۲۹۸ھ

م :- شاہ الفت حسین فریاد — چون نخیز د ز دلم نالہ و فریاد صد آہ = ۱۲۹۸ھ

م :- شاہ سیف الحق ماہ شوال — مقامش بود سدرۃ المنتہیٰ = ۱۲۹۸ھ

م :- حکیم سید احمد حسین خاں، ۱۳ ذی قعدہ، روز یکشنبہ۔

آنکہ میکرد مردہ را زندہ + بسر او چگونہ آمد اجل = ۱۲۹۸ھ

م :- شاہ محمد سجاد ابوالعلائی داناپوری۔ ۴ ذی قعدہ، روز یکشنبہ۔

۴ ذی القعدہ و یوم احد و چاردہم = ۱۲۹۸ھ — رونق افزای جنت الماوا = ۱۲۹۸ھ

م :- شاہ فدا حسین کریم چکی۔

بر نام حسین گشت واللہ فدا = ۱۲۹۸ھ

م :- سید محمد تبارک حسین ولد قاضی محمد نور الحسن، ۲۷ ذی الحجہ، در راہ مدینہ منورہ۔

رحیل بست و ہفتم ماہ حج = ۱۲۹۸ھ

م :- مولوی احمد اللہ بجزیرۂ انڈمن، ۲۷ ذی الحجہ۔

ماہ حج بود بیست و ہشتم = ۱۲۹۸ھ

م :- واقعۂ قتل لکمن خاں رئیس غازی پور — بیدردی نمودند اہل زنا رش شہید = ۱۲۹۸ھ

م :- وفات میر عوض علی خوشنویس رامپوری۔

چون قلم شد چاک دل از صدمہ مرگش = ۱۲۹۸ھ

تاریخ قدوم نواب مرزا خاں صاحب داغ از رامپور بعظیم آباد۔

قدوم داغ حق گوی = ۱۲۹۹ھ

" تزویج عبدالعزیز خاں عرف ننھی نواب پسر عبدالرحمن خاں با دختر حافظ احمد اللہ صاحب

زہرہ با مشتری گردیدہ باہم = ۱۲۹۹ھ

" تزویج سید خلیل الرحمن، فرزند مولوی سید فضل الرحمن۔

کہ زیبندہ بیک برج آفتاب و ماہتاب آمد = ۱۲۹۹ھ

تاریخ زواج مولوی شاہ علی ابدال، فرزند اوسط جناب شاہ مخدوم حسن۔
کر تزویج علی ابدال گشتہ = ۱۲۹۹ھ

" زواج ثالث شاہ نصیر الحق۔ ثالثاً کردہ وی از دواج = ۱۲۹۹ھ

" کدخدائی شاہ محمد باسط نخستین پسر شاہ محمد واجد، با دختر شاہ امین احمد۔
کردہ تاج نوشہی وی زیب سر = ۱۲۹۹ھ — نوشاہی باسط عزیز ما گشت = ۱۲۹۹

" قدوم مولوی عبد الحی از لکھنؤ بعظیم آباد۔ قدومش نزول رحمت حق = ۱۲۹۹

○

تاریخ آرائش تھانہ خواجہ کلاں گھاٹ کہ سب انسپکٹر لالہ ڈیگن لال صاحب بعہد حکومت خود آراستہ

سب انسپکٹر معلی جاہ ڈیگن لال را — دادہ است ایزد تعالیٰ اقتدار و احتشام
جمع در وی آمدہ عدل و رعیت پروری — ہست ممدوح و مکرم بر زبان خاص و عام
منزل آن موضع دلکش ز اطراف مونگیر — ہست آباد از مقام و مسکن آن نیک نام
تھانہ خواجہ کلاں را رونق بسیار داد — باکمال اہتمام و با نہایت انتظام
این چنین آرائش تھانہ بدور کس نبود — آفرین بر عقل ڈیگن لال صاحب احترام
عیسوی تاریخ این زیبائش از نجمی شنو — تھانہ باشد رونق بسیار زان والا مقام = ۱۸۸۳ء

تاریخ اجرائے اخبار "بہار پنچ" کہ محمد اکبر خاں جاری کردند:

بود مشہور در آفاق این اخبار دلجوی = ۱۸۸۷ء

مصرع تاریخ برائے لوح اخبار۔ آمادہ و ظریف مرقع بہار پنچ = ۱۸۸۷ء

قاضی عبدالودود (بار ایٹ لا)

کچھ دساتیر کے بارے میں

دساتیر طبع اوّل کے مرتب و ناشر ملّا فیروز لکھتے ہیں:

کتاب مستطاب دساتیر[1] یعنی کلام ربّانی . . . کہ درینولا اقل و اجہل عباد فیروز بن مرحوم ملّا کاؤس بمعاونت . . صاحب عالی شان . . مستر ولیم[2] ارسکین صاحب جلیل المناقب بزبان انگریزی ترجمہ و در طبع خانۂ[3] بندر معمورۂ ممبئی[4] معروف بہ کوریر[5] مطبوع و منتشر میگرداند . . . زبان اصل صحایف منزلہ اصلاً و قطعاً مناسبت بزبان زند[6] و پہلوی و دری بلکہ بجمیع السنۂ مشہورہ . . . اینا زمان ندارد۔ و در عہد خسرو پرویز، حضرت ساسان پنجم این صحف را بزبان فرس در غایت سلاست و فصاحت و بلاغت . . ترجمہ فرمودہ و ہرچہ از آیات بیّنات کہ محتاج بزیادت شرح و بسط ست بعد ترجمۂ الفاظ آیات شرحی واضح مرقوم تا طالبان را دریافت بسہولت میسّر گردد . . این صحیفۂ مقدّسہ تا عہد شاہ جہاں . . کالشمس فی الضحیٰ ظاہر و . . ہویدا و بعد ازان . . مخفی و ناپیدا بود تا آنکہ قبل ازین بچہل و چہار سال در اوقاتی کہ والد ماجد . . سفر ایران اختیار[7] و اقل نیز ہمراہ بودہ در اصفہان این نعمت عظمیٰ . . نصیب والد ماجد گردید[8]۔ مصنّف کتاب شارستان چہار چمن فرزانہ بہرام بن فرہاد کہ در فرقۂ زرتشتیہ از اعاظم حکما در عہد اکبر و جہانگیر بودہ غایت عقیدت و نہایت رسوخیت باین صحف مقدسہ داشتہ و حکیم[9] برہان تبریزی جامع . . برہان قاطع کہ فی الواقع اشمل و اکمل سائر فرہنگہای دیگر منعقد الذکر است آوردہ۔ و مؤلف . . دبستان[10] المذاہب

۱- ملّا نے انگریزی میں اسے DESATIR لکھا ہے۔ ۲- یعنی ولیم ۳- طبع خانہ = مطبع
۴- ممبی یا لیم، بمبئی ۵- COURIER ۶- زند یعنی اوستائی زبان، مگر اوستا کو زند کہنا نہیں چاہیے۔
۷- یہاں پر فعل حذف۔ یہ درست نہیں، مگر ملّا سے یہ غلطی کئی جگہ سرزد ہوئی ہے۔ ۸- انگریزی دیباچے میں ہے کہ آغا محمد طاہر کتاب فروش سے دساتیر ملی تھی اور اس پر "کتاب گبری" مرقوم تھا۔ ۹- نہ جانے حکمت کا کیا تصور ذہن میں تھا کہ برہان کو حکیم لکھا۔ وہ اپنی کتاب سے حکیم درکنار فہمیدہ شخص بھی معلوم نہیں ہوتا۔ ۱۰- کوئی اس طرح اور کوئی دبستانِ مذاہب لکھتا ہے۔

کہ نخست غالب این حقیر میر ذو الفقار علی نام دارد .. از دساتیر کیشہای جداگانہ اہالی ایران .. و با اکثر
ارباب آن ملل نیز ملاقات دم رقوم فرموده ۔ و سر ولیم جونس .. اگرچہ دساتیر .. باو نرسیده ۔ اما در
یکی از تالیف معتبرۂ خود از .. دبستان .. ذکری چند منتخب و مرقوم دفرمود .. و چون آن کتاب بفرد
واحد منحصر و ثانی آن مفقود الاثر، این اقل را اکثر اوقات با اصحاب عمل و ارباب عمل فرقۂ انگریزیہ مجالست
و مکالمت میسر و فطرت .. این گروه تحقیق .. و تجسس ... مجبول .. بعد اطلاع بر وجود این صحیفہ ترغیب
و تحریص بر ترجمۂ آن در زبان انگریزی می نمودند تا آنکہ نواب مغفرت مآب امین الملک گورنر ڈنکن فرمانفرمای
بندر بمبئی با ستبداد تمام بترجمہ مشغول و بذل جہد و را تمام و انتشار آن مبذول میداشت ۔ اماں از اجل اماں
نیافت ... بعد ازان ...... جنرل سر جان مالکم بہادر از انگلستان مینوشان ... تاکید اختتام
ترجمہ .. و خود نیز در کتابی کہ مشتمل بر احوال ایران بزبان انگریزی تالیف فرموده شمہ از اوصاف این صحیفہ
.. مندرج ساختہ .. این حقیر نیز مدتی صرف اوقات در دریافت زبان اصل کتاب و مضامین آن بالغات
فارسیہ غیر مستعمل زمانا ہذا معروف و .. بتصحیح سہو و تصحیف لغات و تحریف عبارات کہ از کاتب در
صحیفہ واقع شده بود پرداختہ و .. فرہنگی علاحده مساوی لغات متداولہ و غیر متداولہ این صحیفہ مرقوم
... مگر سہ چہار لفظ کہ معنی آن در حجاب اختفا محجوب در ذیل آن الفاظ مکتوب کہ معنی معلوم نگردیده ...
اصل این صحیفہ .. در یک جلد علاحده و ترجمۂ آن در زبان انگریزی و فرہنگ بخط فارسی در جلد دیگر مطبوع
و بنام نامی .. جنرل صاحب مشہور و مشتہر گردانید و قیمت این ہر دو جلد معاً سی و پنج روپیہ مقرر است![1]

ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے : دساتیر کی زبان عہد حاضر کی کسی مشہور زبان سے یا اوستائی
و پہلوی و دری سے کچھ "مناسبت" نہیں رکھتی ۔ عہد خسرو پرویز میں ساسان پنجم نے اس کا ترجمہ فارسی
میں کیا ۔ عہد شاہ جہاں میں یہ کتاب سورج کی طرح ظاہر تھی ۔ لیکن اس کے بعد مخفی ہو گئی ۔ اس کا ایک نسخہ
ملا کاؤس کو اصفہان میں ملا ۔ انگریزوں کو جب اس کے وجود کی اطلاع ہوئی تو وہ اس کے ترجمۂ انگریزی
پر مصر ہوئے ۔ یہ کام گورنر بمبئی نے شروع کیا ۔ لیکن قبل اتمام راہئ عدم ہوئے ۔ اس کے بعد جنرل
سر جان مالکم نے خود ملا فیروز سے ترجمہ کی تحریک کی اور ملا نے یہ کام مسٹر ارسکن کی اعانت سے انجام
دیا ۔ ہر دو جلد کی قیمت ۳۵ روپے تھی ۔

۱ ۔ کذا

فہرست مندرجات جلد ۱: نامۂ شت[1] لہ آباد ص۱ ۔ نامۂ جی افرام ص۵۱ ، نامۂ شای کلیوع ص۴۲[2] ، نامۂ یاسان ص۹ ، نامۂ گلشاہ ص۱۰۶ ، نامۂ سیامک ص۱۱۵ ، نامۂ ہوشنگ ص۱۲۳ ، نامۂ تہمورس ص۱۲۹ ، نامۂ جمشید ص۱۳۸ ، نامۂ فریدوں ص۱۵۶ ، نامۂ منوچہر ص۱۶۴ ، نامۂ کیخسرو ص۱۶۹ ، نامۂ زرتشت ص۱۸۶ ، پندنامۂ سکندر ص۲۲۳ ، نامۂ ساسان نخست ص۲۳۶ ، نامۂ ساسان پنجم ص۲۹۸ ؛ اصل کتاب ص۳۰۵ سطر ۲ میں ختم ہوتی ہے۔ اس کے بعد ص۳۰۵ تا ص۳۱۶ ملا فیروز کی عبارات ہیں جن کے اقتباسات اوپر درج ہو چکے ہیں۔ آخر میں ۴ صفحوں کا غلط نامہ ہے۔

جلد ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب ۱۸۱۸ء میں شائع ہوئی تھی۔ ملا نے سب سے پہلے سرجان مالکم سے خطاب کیا ہے جن کے نام یہ کتاب معنون ہے۔ دیباچہ (ص۱ تا ص۱۱) میں سر ولیم جونس نے دساتیر کی نسبت دبستان کے حوالے سے جو کچھ لکھا تھا وہ اور مارکوئس ہیسٹنگس نے ترجمۂ ملا کے متعلق دابستگان فورٹ ولیم کالج سے ۱۸۱۶ء میں جو کچھ کہا تھا، نقل ہوا ہے۔ ترجمۂ ڈنکن کے بارے میں دیباچے سے یہ اطلاعات ملتی ہیں: "ڈنکن تقریباً ۵ سال ملا کی مدد سے ترجمہ کرتے رہے۔ لیکن نامکمل تھا کہ صحت خراب ہوگئی اور وہ ملا کو ساتھ لے کر ISLE OF FRANCE جانے اور بعد تکمیل ترجمہ کو ملکہ وکٹوریہ کی نذر کرنا چاہتے تھے لیکن قضا نے مہلت نہ دی اور وہ بمبئی ہی میں فوت ہو گئے"۔ ان کا ترجمہ ان کی دوسری چیزوں کی طرح انگلستان بھیج دیا گیا۔ ملا نے یہ بھی لکھا ہے کہ انگریزوں کے ہندوستان فتح کرنے کے موضوع پر ایران کا رزم نامہ منظوم موسوم بہ جارج نامہ قریب الاختتام ہے۔ انگریزی ترجمہ ۲۰۳ صفحوں میں آیا ہے اور فرہنگ دساتیر نے ۱۸۱ صفحے لیے ہیں۔ جلد ۲ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کم ۴۰۰ نسخوں کے خریدار اشاعت سے قبل ہی پیدا ہو گئے تھے۔ ۱۰۰ نسخوں کی خریداری حکومت بمبئی نے کی تھی اور ۵۰ باشندگان انگلستان نے جن کے نام درج نہیں۔ وہ خریدار جن کے نام کتاب میں ہیں ان میں سے ۴۹ اپنے ناموں سے زرتشتی معلوم ہوتے ہیں۔ ۲ مسلمان اور باقی عیسائی جن میں سے بعض کے سوا ظاہراً سب یوروپی ہیں۔ خریداران ذیل علی الخصوص قابل ذکر ہیں۔ ہز رویل ہائی نس پرنس ریجنٹ (۲ نسخے)، مارکوئس ہیسٹنگس گورنر جنرل (۶) لورڈ بشپ کلکتہ مسٹر ارسکن (۳) ٹرنر میکن۔

۱۔ شت تعظیمی لفظ، دساتیری فہرست میں آباد کی طرح ہر پیمبر کے نام سے قبل۔ ۲۔ یعنی کیومرث
۳۔ ناشر شاہنامہ فردوسی۔

(۱) فیروز ۱۱۲۷ یزدگردی میں بروچ میں پیدا ہوئے۔ ۸ سال کے تھے کہ ان کے والد ملّا کاؤس اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کر کے سورت آ گئے اور ۲ سالہ فیروز کو ساتھ لے کر ایران گئے۔ فیروز نے وہاں علوم مذہبی کی تحصیل کی اور "زند و پہلوی و اوستا و فارسی" سیکھی اور "مراتب موبدی" کو اتمام پہ پہنچایا۔ ملّا نے اس کے بعد "نجوم، منطق، فلسفہ، حکمت، الٰہیات و صرف و نحو" کی طرف بھی توجہ کی اور آخر میں بغداد وغیرہ میں سالہا اقامت کے بعد ۱۱۴۹ یزدگردی میں سورت واپس آئے۔ مگر تھوڑے ہی زمانے کے بعد بمبئی میں توطن گزین ہو گئے۔ "حکومت انگلستان" نے چار سو روپے ماہانہ ان کی مدتِ عمر کے لئے ان کے واسطے مقرر کر دیئے تھے۔ ملّا کی وفات بتاریخ ۸ اکتوبر ۱۸۳۰ء واقع ہوئی۔ یہ حالات آقای رشید[1] شہرداں کی کتاب فرزانگان زرتشتی سے ماخوذ ہیں۔

(۲) آذر کیوان کا نسب نامہ دبستان مذاہب میں یوں درج ہے: "آذر کیوان ابن آذر گشسپ ابن آذر زردشت، ابن آذر برزین، ابن آذر خورین، ابن آذر ابین، ابن آذر بہرام ابن آذر نوش، ابن آذر مہتر ابن کہتر آذر ساسان کہ اور انجم ساسان گویند، ابن مہتر آذر ساسان کہ چہارم ساسانش میخوانند ابن کہیں آذر ساسان کہ مشہور بسوم آذر ساسان است۔ ابن... دوم آذر ساسان... ابن... آذر ساسان نخست ابن خرد داراب ابن بزرگ داراب ابن بہمن ابن اسفندیار.."

ڈاکٹر محمد معین صفحہ ۲۳ نے "آذر کیوان و پیروانِ او" (مجلہ دانشکدہ ادبیات شمارہ ۳ سال ۴) میں آذر مہتر کی تصحیح "آذر مہر" سے کی ہے اور لکھا ہے "نام پدران آذر کیوان تا آذر مہر ہمہ نامہای آتشکدہ ہاست کہ در فرہنگ ہای پارسی بعنوان 'ہفت آتشکدہ' یاد شدہ اند و این ہفت آتشکدہ بصورتی کہ نقل کردہ اند وجود خارجی نداشتہ" صفحہ ۲۷۔

واضح رہے کہ اس نسب نامے میں مسلسل ۵ ساسان آئے ہیں۔ آقای محمد معین اس سلسلے میں لکھتے ہیں: "مؤلف دساتیر پنج ساسان را از خود ساختہ است و این امر سوابقی دارد، از جملہ در فارسنامہ ابن البلخی میخوانیم:

"... اردشیر بن بابک[2] بن ساسان بن بابک بن ساسان ابن بابک بن ساسان بن بہمن بن

۱۔ میرے کرمفرما ہیں اور باوجود زردشتی ہونے کے نقشبندی سلسلے میں مرید ہیں۔ ۲۔ فارسنامہ اور مجمل التواریخ والقصص کا بیان ایک نہیں۔

اسفندیار" مؤلف مجمل التواریخ والقصص گوید" بہمن را پسری بود نام وی ساسان چون بہمن پادشاہی دختر را داد، ننگ آمدش ازین کار و بدر جامی رفت ... و از وی پسری ماند ہم ساسان نام بود تا پنجمین پسر ہمچنان ساسان نام می نہادند" یہ صحیح ہے کہ ۵ ساسان پہلے سے کتابوں میں چلے آتے تھے۔ لیکن ان کا تعلق تاریخ سے نہیں، اساطیر سے ہے۔ مزید یہ کہ ان کا مفروضہ زمانہ عہد خسرو پرویز کر بہت پہلے ختم ہوگیا تھا۔ اس عہد میں کوئی گمنام شخص ساسان نام کا ہو تو ہو، لیکن کوئی ایسا شخص جس کا اس زمانے کی کتابوں میں ذکر آیا ہو اور اس عہد کے اہم معاملات سے اس کا سروکار رہا ہو، نہ تھا۔ ڈاکٹر محمد معین کا قول ہے کہ "ناگفتہ خود پیداست کہ این شجرۃ النسب مجعولست، وشاید نام پدر او را صحیح نقل کردہ باشند" ساسانوں سے قطع نظر یہ کب ممکن ہے کہ آذر کیوان اور ساسان پنجم کے درمیان آٹھ ہی پشتیں ہوں۔ دبستان میں جو نسب نامہ ہے، وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو، باحتمال قوی خود آذر کیوان اس کا ذمہ دار ہے۔

دبستان میں آذر کیوان کے متعلق مرقوم ہے: ۵ سال کی عمر سے کم خواری اور شب بیداری شروع کی اور ریاضت کے وقت اس کی غذا کا وزن ایک درم رہ گیا تھا۔ ۲۸ برس خم نشین رہا اور اواخر عمر میں ایران سے ہند آیا اور کچھ دن پٹنہ میں مقیم رہ کر ۱۰۲۷ھ میں فوت ہوا۔ ۸۵ سال کی عمر ہوئی۔ ابتدائے سلوک میں حکمائے ہند و ایران و یونان نے خواب میں "اقسام حکمت" اس کے سپرد کئے۔ ایک دن مدرسے گیا جو کچھ پوچھا گیا اس نے اس کا جواب دیا۔ لوگ 'ذوالعلوم' کہنے لگے۔ پیمبر صاحب نے ایک سید صوفی کو ہدایت کی کہ آذر کیوان کو برا نہ کہو، وہ ایک خدا رسیدہ شخص ہے۔ اس کا مرید یہ سُن کر کہ پیمبر صاحب آذر کیوان کے مداح ہیں اس سے ملنے گیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ حال ہی میں اسطخر سے آیا ہے۔ آذر کیوان کو یہ سب معاملہ پہلے ہی معلوم تھا۔ وہ گوشت کھانے اور جاندار کو مارنے اور آزار دینے سے مانع تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس کی روح اس کے جسم سے جب چاہتی ہے باہر نکل آتی ہے۔ اس نے اپنے بعض مشاہدات کو منظوم کیا ہے:

چو ز ابد اہاسا[1] بر گذشتم روان   رسیدم سوی جای پاک فرخ روان

۱- دبستان (نول کشور ۱۸۸۸ء) میں ابد اہاد (متن) لیکن دراصل ابد اہابیم ہے اور آذر کیوان کی نظم میں اسی طرح ہے۔ اس نظم میں مہابادات کا ذکر ہے۔

اکبر کے زمانے میں آذر کیوان ہندوستان طلب کیا گیا۔ لیکن اس نے عذر کیا اور اپنی کتاب بھیج دی، "در ستایش واجب الوجود و عقول و نفوس و سماوات و کواکب و عناصر و در نصایح بادشاہ مشتمل بر چہاردہ جزو۔ ہر اوّل سطر آں پارسی بحت دری بود و تصحیف آں عربی میشد، چون قلب میکردند ترکی بود، چون تصحیف آں میخواندند ہندی میگشت۔" ابوالفضل کو اعتقاد تمام آذر کیوان سے تھا۔ اس کے دوسرے مسلمان معتقد بھی تھے، از انجملہ ابوالقاسم فندرسکی۔

آذر کیوان کا حال دبستان کے علاوہ چہار چمن[1] میں تھا، لیکن اس کتاب کا چوتھا چمن جس میں یہ تھا نایاب ہے۔ اس بات کا کوئی قابل قبول ثبوت نہیں کہ عہد اکبری میں اس سے ہندوستان آنے کی استدعا کی گئی تھی، یا فندرسکی اس کے معتقد تھے۔ صاحب دبستان یا دوسرے دساتیریوں کی شہادت کا عدم و وجود برابر ہے۔ ۱۴ جز کی ایسی کتاب کہ عربی، فارسی، ترکی، ہندی سب میں پڑھی جا سکے، نہ کبھی لکھی گئی، نہ لکھی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر محمد معین کا قول ہے کہ آذر کیوان اواخر قرن دہم ہجری میں اپنے مریدوں کے ایک گروہ کے ساتھ ہند گیا اور پٹنہ میں مقیم ہوا۔ پٹنہ جا نا مسلّم، لیکن اس کا ثبوت موجود نہیں کہ وہ اواخر قرن مذکور میں ہند آیا تھا۔ آذر کیوان نے بہت سی کتابیں لکھی ہوں گی، لیکن اس نظم کے سوا جس کا ذکر آ چکا ہے کوئی چیز جو خود اس کے نام سے ہو، موجود نہیں۔

اس کا قطعی طور پر ثابت کرنا ممکن نہیں۔ لیکن قرائن قوی اس پر دلالت کرتے ہیں کہ خود آذر کیوان دساتیر کا مصنف ہے۔ نامۂ ساسان پنجم میں یہ عبارت ملتی ہے:

"در تخمۂ تو پیغمبری ہمیشہ ماند" دساتیر ص ۳۰۲

آذر کیوان کے معتقدین نہ صرف اسے بلکہ اس کے بیٹے کو بھی نبی لکھتے ہیں۔ یہ پیشینگوئی کہ ساسان پنجم کی نسل سے نبی آئندہ بھی ہوتے رہیں گے اس غرض سے تھی کہ دعوے کا موقع مل سکے۔

(۳) فرزانہ بہرام آذر کیوان کے قیام پٹنہ کے زمانہ میں شیراز سے آیا اور ریاضت میں مشغول ہوا۔ پارسی و پہلوی و عربی سے جیسا چاہیے واقف تھا اور منطق و طبیعیات و ریاضیات و الٰہیات سے بخوبی آگاہ۔ چہار چمن میں وہ کہتا ہے "بیاوری حضرت کیوان بملک و ملکوت و جبروت و لاہوت رسیدم و تجلیات آثاری و افعالی و صفاتی و ذاتی وصول یافتم"[2] فرزانہ بہرام تاجر پیشہ تھے۔ لوگوں کا

۱۔ چہار چمن طبع ہو چکی ہے۔ لیکن اس میں چوتھا چمن الحاقی ہے، اصل نایاب ہے۔ میں نے بمبئی اور پونا میں بہتوں سے اس کے متعلق دریافت کیا، کسی کے پاس موجود نہیں پایا گیا۔ ۲۔ ان بزرگوں میں انکساری کی کمی تھی۔

عقیدہ تھے کہ کیمیا گر تھے۔ تجارت اسے چھپانے کی غرض سے تھی۔ بمقام لاہور ۱۰۳۴ھ میں وفات پائی (دبستان ملکا)

(۴) دبستانِ مذاہب کے مصنف نے اپنے حالات تو دیے ہیں لیکن کسی جگہ اپنا نام نہیں لکھا۔ مُلّا فیروز نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ میر ذوالفقار علی اس کے مصنف ہیں۔ مآثر الامرا نے ذوالفقار اردستانی موبد کو اس کا مصنف لکھا ہے۔ یہ قول بھی ہے کہ بہرام بن فرہاد کا پسر آذر کیوان اس کا مصنف ہے۔ میں اس سے متفق ہوں۔ یہ بخوبی ممکن ہے کہ اس نے کبھی اپنے کو میر ذوالفقار علی اور کبھی صرف ذوالفقار کہا ہو۔ موبد تخلّص کے ایک شاعر کا دیوان فارسی کتابخانۂ خدا بخش میں موجود ہے اور اس کتاب خانے کی طرف سے شائع ہوگا۔ میرے نزدیک اس میں شبہے کی بہت کم گنجائش ہے کہ یہ موبد ہی دبستانِ مذاہب کا مصنف ہے خواہ وہ آذر کیوان کا بیٹا ہو یا نہ ہو۔

(۵) برہان قاطع پہلی فرہنگ ہے جس میں خاص دساتیری الفاظ ملتے ہیں۔ لیکن دساتیر کا حوالہ ایک آدھ جگہ ہو تو ہو۔ یہ بھی صحیح نہیں کہ بیشتر دساتیری الفاظ اس میں موجود ہیں۔ اس فرہنگ میں ان لغات کے شمول کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بعد کی فرہنگوں میں بھی داخل ہوئے اور ان کی خاصی تعداد نظم و نثر فارسی میں ایران و ہند دونوں ممالک میں مستعمل ہونے لگی۔ علی اکبر دہخدا کے لغت نامہ تک میں دساتیری الفاظ مثل آرشش و آرشتی بغیر حوالۂ دساتیر آ گئے ہیں۔ ایرانی شعرا مثل فرصت و ہدایت وغیرہ کے یہاں بھی دساتیری الفاظ ملتے ہیں اور غالب کی دستنبو تو ان سے مملو ہے۔

(۶) یہ بات کہ عہد شاہجہاں تک دساتیر ایک بہت مشہور کتاب تھی غلط محض ہے۔ دساتیر کے بعد سنہ جو کتابیں قرن یازدہم میں لکھی ہیں ان سے اور برہان قاطع سے قطع نظر دساتیر کا نام تک کہیں نہ آیا اور نہ اس کے خاص الفاظ و مطالب کہیں ملتے ہیں۔ اس کی اشاعت کے بعد ہی مستشرقین مغرب نے اس کی مجعولیت کا بالاتفاق اعلان کیا۔ زردشتی البتّہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروہ اس کی اصلیت کا قائل تھا اور دوسرا اسے جعلی قرار دیتا تھا۔ بالآخر اورنٹیل کانگریس کے اجلاس بمبئی میں شہریار جی دادا بھائی بروچا نے اپنا مقالہ اس کے خلاف پڑھا اور اس کے بعد سے شاید ہی کوئی زردشتی ہو جو اس کی اصلیت کا قائل ہو۔ ان کے مقالے کا ایک اقتباس آقای شہمردان کے الفاظ میں یہ ہے :-

"پس از مطالعات دقیق دساتیر باین نتیجہ میرسم کہ این کتاب بہیچ وجہ نمیتوان جز و کتاب مذہبی مزدیسنا بشمار آورد، زیرا مندرجاتش نہ با مندرجات اوستا برابر است و نہ با مندرجات کتب پہلوی دورۂ ساسانیان و یقیناً محصول دورہ اخیر می باشد۔ ہر چند تعلیمات این کتاب با تعالیم ... زرتشت نیز

شباہت ندارد، بلکہ تعلیمات ہنود، بودا و مذہب افلاطونی متمایل است۔ چنانچہ خوردن گوشت حرام و ریاضت و زہد و فاقہ کشی و تجرد و ترک دنیا را موعظہ مینماید۔ دساتیر از نقطۂ نظر تقویم و اساطیر تاریخ و کتب مذہبی مزدیسنا مغائرت تامّی دارد و زبان آسمانی آن تحریفی است از السنہ پہلوی پارسی و ...

(۷) زردشتیوں کے کتب مقدس میں زردشت سے قبل کے پیمبروں کی طرف اشارہ ہو، لیکن کسی کو ابر بعث پیمبر بتایا اور نہ یہ زردشتی عقیدہ ہے کہ زردشت کے بعد کوئی نبی آئیگا۔ زردشتی مذہب میں زردشت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور دساتیری پیمبروں میں اسے کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں۔ زردشتی و دساتیری عقاید بھی مختلف ہیں۔ پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ زردشتیوں کے ایک گروہ نے اسے اپنی کتاب مقدس تسلیم کیا؟ اس کا راز اسکی فرضی قدامت میں مخفی ہے جس پر سر ولیم جونس نے بہت زور دیا تھا۔

دساتیر کے مطابق آبادیوں کی حکومت (اسکے بعد جی افرامی وغیرہ آئے) "سوزاد" سال رہا اور ... سال ۳۰ ہزار جہانسنگ برس ہوتا ہے (دساتیر ص۵۶)۔ کس طرح ممکن تھا کہ ملا فیروز وغیرہ دنیا کی قدیم ترین کتاب کے مصنف ہونے کے فخر سے زردشتیوں کو محروم کر دیتے۔ رہے دساتیری اور زردشتی عقائد کے احکام کے اختلافات تو صاحب دبستان نے اس کے باوجود دساتیر کو قبول کرنے کے لیے زمین ہموار کر دی تھی۔ دساتیری فن تاویل میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ لفظوں کے الٹ پھیر سے وہ کوئی دعویٰ ایسا نہیں جسے ثابت نہ کر سکتے ہوں جو دبستان میں ہے۔ آبادی کہتے ہیں کہ زردشت کا مدار رمز و اشارات پر ہے۔ حقیقت کو صرف خواص سمجھ سکتے ہیں۔ عوام سے ایسی باتیں کہنی چاہئیں جو ان کے فہم کے ماورا نہ ہوں۔ یعنی آبادیوں کا قول ہے کہ زند دو قسم کی تھی۔ ایک صحیح اور بے رمز جسے مہ زند کہتے تھے اور دوسری مرموز جسے صرف زند کہتے ہیں۔ پہلی نامۂ آباد کے مطابق تھی۔ لیکن تسلط بیگانگاں مثل ترکان و رومیان کے بعد غائب ہو گئی اور زند کا بھی ایک بڑا حصہ ضائع ہو گیا۔ عہد اشکانی میں زند پر عمل تھا، لیکن اردشیر ساسان دوم کا مطیع تھا اور مہ زند پر عامل۔ نوشیرواں کے عہد میں بھی اسی پر عمل تھا۔ آبادیوں کا عقیدہ ہے کہ "اگرچہ دین زردشت از گشتاسپ تا یزدگرد رواجی تمام داشت، اما بادشاہان تاویل کردہ آن را با شریعت آذر ہوشنگ یعنی مہ آباد مطابق می ساختند"۔

(۸) آجکل زردشتیوں کے دو گروہ ہیں۔ ایک دساتیر کو عہد اکبری سے قبل کی کتاب نہیں مانتا۔ دوسرا ایک گروہ کہ جعلی ہونے کے باوجود یہ اس قدر جدید نہیں اور واقعی خسرو پرویز کے عہد یا اس کے کچھ بعد کی ہے۔ اس گروہ کے دلائل ...

پروفیسر سید امیر حسن عابدی
دہلی یونیورسٹی

سلمان ساوجی کی کچھ اور غیر مطبوعہ غزلیں

نسخۂ خدا بخش سے جرنل نمبر ۲۱ میں سلمان ساوجی کا غیر مطبوعہ کلام پیش کیا گیا۔

دیوان **سلمان ساوجی** کا ایک بہت عمدہ اور قدیم قلمی نسخہ سالار جنگ میوزیم میں موجود ہے جس کی کتابت ناصر بن بزرجمہر نے محرم ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء) میں، قاہرہ میں تمام کی تھی۔ غالباً یہ سلمان کے کلام کا سب سے قدیم نسخہ ہے، جو ان کی وفات کے تقریباً چودہ سال بعد لکھا گیا۔ اس نسخہ میں قصیدے، غزلیں، قطعے اور رباعیاں دی ہوئی ہیں جبکہ خدا بخش والے نسخہ میں صرف غزلیں ہیں۔ اس نسخہ میں چھبیس (۲۶) غزلیں ایسی ہیں جو اب تک دیوان کے مطبوعہ نسخوں میں شامل نہیں کی گئی ہیں۔ ان میں سے صرف یہ دو (۲) غزلیں خدا بخش کے نسخہ میں موجود ہیں: 'آنجا کہ عشق آمد کجا نیند خرد را جا بود' الخ — اور 'خواہیم چون زلیخا یوسف رخی خریدن' الخ البتہ خدا بخش والے نسخہ میں دوسری غزل کا مقطع نہیں ہے۔ جبکہ سالار جنگ میوزیم کے نسخہ میں یہ مقطع بھی موجود ہے:

سلمان بنام، و نالہ درش قلم کر خواہد — این نا جہاستردن و ین ناجہا دریدن

لیکن چوبیس (۲۴) غزلیں ایسی ہیں جو نہ خدا بخش کے نسخہ میں موجود ہیں اور نہ مطبوعہ نسخوں میں:

۱

بی گل رویت ندارد رونق بستان ما — بی حضورت ایچ نوری نیست در ایوان ما
گر بسامان سر کویش رسی ای باد صبح — عرضہ داری شرح حال بی سر و سامان ما
درد دل ما پاس غم بشکست و غم در دل بماند — چیست یاران چارۂ غمہای بی پایان ما
در فراقت چیست گویی زندگانی را سبب — سخت رویی فلک با سستیٔ پیمان ما
دوستان گویند دل را مبر فرما بید صبر — چون کنم ای دوستان دل نیست در فرمان ما
در فراق دوست دل خون گشت خواہد شد بباد — دوستان بہر خدا جان شما و جان ما
در فراقش بعد چندین شب شبی خوابم ربود — می شنیدم در شکر خواب از لب جانان ما
بار ہجر ما کہ کوہ از بردن آن عاجز است — چون تحمل میکند کوہی دل سلمان ما

٢

من کجا دریابم آن کس را که عقلش درنیافت — جز دل مسکین وصالش را کسی دیگر نیافت

نی غلط گفتم که بود آنکس که در عشقش گرفت — بار دل را بر خود و از باغ وصلش بر نیافت

چون برم من جان ز دست آنکه هر کس کو نهاد — در رهش پا زیر پای خود بغیر سر نیافت

مرغ جانم را که دل بال و توان تن پر ست — می فرستادم برش بیچاره بال و پر نیافت

هست در دریای هستی گوهری دان چیست عشق — هر که شد غواص آن دریا بجز این گوهر نیافت

کعبهٔ وصل ترا می جست راهی در درون — سالها گردید گرد عقل و آخر در نیافت

چشم سلمان است در خور ماه رخسارت چو نور — هیچ چشمی در جهان نوری چنین در خور نیافت

٣

ای جهان را چو مه عید مبارک رویت — عید صاحب نظران طاق خم ابرویت

گیسوی تو شب قدرست و در و منزل روح — خود که داند بجهان قدر شب گیسویت

گوشهٔ ماه ز برقع بنما تا چو هلال — شود انگشت نمای همه عالم رویت

۴

جان من می رقصد از شادی مگر یار آمدست — می جهد چشمم همانا وقت دیدار آمدست

جان بیمارم باستقبال آمد تا به لب — قوتی از تو مگر در جان بیمار آمدست

می رود اشکم که بوسد خاک راهش با بچشم — بر لبم جان نیز پنداری بدین کار آمدست

زان دهان می خواهد از بهر امان انگشترت — جان زار من که زیر لب بزنهار آمدست

تا ندیدم روی خوبت راندیدم روز نیک — از فراقت روز بر من چون شب تار آمدست

در فراق رویت ای نور دو چشم من ببین — تا بروی من چها زین چشم خونبار آمدست

بی تو گر می خورده ام در سینه ام خون بسته است — بی تو گر گل دیده ام در دیده ام خار آمدست

گر نسیمی زان خط عنبر بر من گذاری کرده است — همچو چنگ از هر رگم صد نالهٔ زار آمدست

روز بر چشم سیه گردیده است از غم چو شب — در خیالم زان زمان کان زلف و رخسار آمدست

گر بلا بسیار شد سلمان چه شد مردانه باش — بر سر مردان بلای عشق بسیار آمدست

۵

ما را بجز از عشق تو در خانه کسی نیست — بنمای رخ از پرده که بیگانه کسی نیست

بردار ز رخ سلسله تا خلق بدانند — کز سلسله داران تو دیوانه کسی نیست

فرزانه ز مردم اگر زاهد و صوفی ست — ای دوست بدوران تو فرزانه کسی نیست
در خلوت دل ساختمت منزل و آنکس — کز دل نکند منزل جانانه کسی نیست
خمار مده باده باغیار که خامست — مطرب مزنش در که در آن خانه کسی نیست
سرگشته بسی اند ولی آنکه چو پرکار — دارد قدمی ثابت و مردانه کسی نیست
دل گرمی پروانه ده ای شمع که در عشق — امروز بجانبازی پروانه کسی نیست
سلمان مطلب یار که بسیار بجستند — زین جنس درین منزل ویرانه کسی نیست
یاری که بکامت برساند ز لب خود — در دور تو جز ساغر و پروانه کسی نیست

٦

سرو خواند باتو خود را راست اما راست نیست — سرورا این حسن و رعنایی که قد رسواست نیست
راستی را سرو دلبس عناست اما اینک باد — در سر افگندست یعنی باتو هم بالاست نیست
قصد جانم میکنی من خود فدایت کرده‌ام — گر تو پنداری که تقصیر کس است از ماست نیست

٧

چشم مخمور تو در خواب مستی خفته است — از خمار چشم مستت عالمی آشفته است
سنبلت را بس پریشان حال می بینم مگر — باد صبح از حال من باوی حدیثی گفته است
چشم بد دور از گل رویت که در گلزار حسن — هرگز از روی تو نازکتر گلی نشگفته است
دیده باریک بینم در شب تاریک هجر — بس که بر یاد دلت درهای غلطان سفته است
دل چو در محراب ابرو چشم مستت دید گفت — کافر مستست در محراب بین چون خفته است
خاک راهت خواستم رفتن بمژگان عقل گفت — نیست حاجت کش صبا صد ره بگیسو رفته است
عاقبت هم سر بجای میزند این خون دل — کز غم عشق تو سلمان در درون بنهفته است

٨

دولت وصل آن صنم روی بما نمی کند — سرو روان او مرا کام روا نمی کند
عمری و گفته‌ای اگر صبر کنی وفا کنم — عمر عزیز چون کنم عمر وفا نمی کند
گفته بدم رها کنم شیوه عشق و عاشقی — عشق بکار خود مرا باز رها نمی کند

٩

نه تنها بر سر کوی تو مارا بار می افتد — که هر روزی در آن منزل ازین صد بار می افتد
هوایت باد شبگیری چنان مست است در بستان — که چون زلفت ز مستی بر گل و گلزار می افتد
بالنگ مردم چشم شماتت کم کن ای دشمن — چه شاید کرد مردم را ازین بسیار می افتد

۱۰

دلی که شیفتهٔ زلف دلربا باشد   همیشه زار و پریشان و مبتلا باشد
بلی عجب نبود گر بود پریشان حال   گدا که در طلب وصل پادشا باشد
بهانهٔ تو رقیبست و نیست این مسموع   رقیب را چه محل گر ترا رضا باشد
جفای دشمن و جور رقیب و طعنهٔ خلق   خوش است بر دل اگر دوست را وفا باشد
اگر ترا گذری بر من ضعیف افتد   و یا ترا نظری بر من گدا باشد
از آن طرف نپذیرد کمال تو نقصان   وزین طرف شرف روزگار ما باشد
نگار گشت بخون جگر رخ سلمان   بترس زانکه بد و نیک را جزا باشد

۱۱

کار شد تنگ برین دل خبر یار کنید   دوستان بهر خدا چارهٔ این کار کنید
سیل عشق آمد و این بخت گران خواب مرا   که خبر نیست ازین واقعه بیدار کنید
اثری کرد هوا در من و بیمار شدم   بدو چشمش که علاج من بیمار کنید
شیخنان از طرف صومعه کاری نگشود   بعد ازین روی به خمخانهٔ خمار کنید
در رخش هر چه من ای مدعیان می بینم   گر ببینید شما همچو من اقرار کنید
در جمال رخ او ای مه و مهر ار نگرید   هر دو چون سایه سجودش پس دیوار کنید
من بچشم خوشش آورده ام اقرار مباد   که بسلمان نظر از دیدهٔ انکار کنید

۱۲

در خرابات مرا دوش بدوش آوردند   بیخودم بر در آن یار فروکش آوردند
شهسواری که بمیدان همه کون فرو   بدر خانهٔ خمار فروش آوردند
دوش بر دوش فلک میزدم امروز که دوش   مستم از کوی خرابات بدوش آوردند
مطربان زیر لب از پردهٔ اسرار بتی   تا چه گفتند که نی را بخروش آوردند
در نی خشک دمیدند می از آتش تر   خون خام خم خمار بجوش آوردند
ساقیان داروی بیهوشی می در دادند   دل بیهوش مرا باز بهوش آوردند
شاهدان اینهمه دلهای پریشان را جمع   بتماشای گل روی تو دوش آوردند
چشم و ابروی تو از گوشهٔ خود سلمان را   در خرابات کشان از بن گوش آوردند

۱۳

آن دم که باد صبح بزلفت گذر کند   مشک ختن بخون جگر چهره تر کند
اگر زانکه سنبل زلف تو مشک را   هر دم ز زردی رشک چه خون در جگر کند
هر دم که از صفای جمال تو دم زنم   صبحم سر از دریچهٔ انفاس بر کند

هر گه که مهر روی تو در خاطر آورم ... خورشید سر ز روزن اندیشه در کند
دارم شکسته بسته چو ز لعلت دمی که او ... هر دم هوای صحبت روی چو خور کند
کار من از تو راست بزر میشود چو زر ... آری چو زر بود همه کاری چو زر کند
موییست نهاد سر بکمرگاه تو مگر ... آمد مگر که دست هوس در کمر کند
سرگشته چند ولیست چه سوداست در سرش ... آن به که این خیال کژ از سر بدر کند
دل خواست تا حکایت زلف تو سر بسر ... معلوم رای آصف جمشید فر کند
لیکن چنین حدیث پراگنده چون کسی ... در بندگی خواجهٔ نیکو سیر کند
خورشید آسمان وزارت که آسمان ... خاک درش بمرتبه کحل بصر کند
اعظم غیاث دولت و دین آنکه روزگار ... نامش وزیر مملکت بحر و بر کند
تا رایت مظفر سلطان خاوری ... هر شام عزم مملکت باختر کند
بادا ز قدر رایت چنانک او ... هر روز فتح عرصهٔ ملک دگر کند

۱۴
میکشم خود را و بازم دل بسویش میکشد ... موکشان زلفش مرا در خاک کویش میکشد
می برد حسنش بروی دلستان هر جا دلیست ... ور نمی آید دل مسکین ببویش میکشد
ما چو بید از بادی لرزیم از آن غیرت که باد ... می جهد در روی او برقع ز رویش میکشد
گل چو می داند که بلبل را فغان از عشق اوست ... هر چه دل گوید صدا گفت و گویش میکشد
می کشیدم کوزهٔ در روی ز دست ساقی ... لیکن زمان هر صوفی صافی سبویش میکشد
شمهٔ از حال من شاید که این گل بشنود ... این تن مسکین نه بیماری ببویش میکشد
خوی او هست از دهانش تنگ تر دین ناتوان ... بار بر دل تنگ تنگ از دست خویش میکشد
آرزوی نیست سلمان را بغیر از روی دوست ... چون کند چون دوست خط بر آرزویش میکشد

۱۵
آن پری کیست که از عالم جان روی نمود ... وین چه حوریست که بر ما در فردوس گشود
دل پروانه غمم شمع من از من بستد ... می پیمانهٔ جان لعل تو بر من بنمود
گرچه آواز رباب است مخالف با شرع ... راستی آمده تحقیق بعشاق نمود
در دل تیرهٔ ما گشت نهان خورشیدی ... روی خورشید بگل چون نتوانیم اندود
ما چو عودیم بر آتش بکش از ما دامن ... گر ز ما دود بر آید چه زیانت ز آن دود
عمر ما گم شد و بگذشت فزون پنداری ... کانچه کم گشت ز عمرم همه در عشق فزود

آنچنان نازکی ای گل که اگر با تو نسیم
دم زند روی تو چون لاله شود خون آلود

دیدهٔ ما بخیال لب عنابی تو
بسکه از جام زجاجی عقیقی می پالود

مدعی چند کنی عیب که مستست فلان
این چنین ست و چنین بود و چنین خواهد بود

بنشستم ز پس پردهٔ تقوی عمری
ناگهان باد هوا آمد و پرده بربود

سود سلمان همه اینست که سر بر در تو
سود سرمایهٔ خود را چو زیان کرد چه سود

۱۶

دل پیش زخم تیغ تو جان را سپر کند
از زخم تیغ دوست کسی چون حذر کند

آن را در آید از در دل آن جهان جان
کز دل مراد جان و جهان را بدر کند

ما راست همچو دیده عزیزی که نیست رسم
آن نور دیده را که بهر دم نظر کند

سرمست چشم دوست بود سرگران هنوز
چون نرگس آن زمان که سر از خاک بر کند

زان جورها که میکند آن خوشتر آیدم
چندانکه گویمش که مکن بیشتر کند

سلمان تواند از سر هر دو جهان گذشت
آسان و مشکل از سر کویت گذر کند

۱۷

نسیم برو بوی جان و دلستان بمن آور
سلام من برسان و جواب آن بمن آور

نوای بلبل معنی بصورتی که توانی
بگلستان برو برگی ز گلستان بمن آور

صباش می برد از آستین عبیر بدامن
تو مردمی کن و گردیش ز آستان بمن آور

دواش اگر بفرستد به طالبان نداده
ز دردش آنچه بیابی همان چنان بمن آور

بدیده گرد سر کویش از برای دل من
تلطفی کن و برچین یگان یگان بمن آور

ترا در آن دهن تنگ یار هست مجالی
حکایتی بنهانی از آن دهن بمن آور

نصیب من همه هیچست اگر غمیم فرستد
بهر زمان بتعلق همان زمان بمن آور

دل شکستهٔ سلمان که نیست نام و نشانش
ببوی در سر زلفش از و نشان بمن آور

۱۸

ملدفان لعل لبش می میدهد هشیار باش
چشم مستش روز و شب خوابست یا بیدار باشی

گر بدین عشق او اقرار داری عشق او
منکر عقل ست و دین از عقل و دین بیزار باش

عیسی نفسش دوای بخشد جان میدهد — گر تو داری این هوس گه مرده گه هشیار باش

۱۹

بدست خود دل خود در کمند زلفت افگندم — بعمد بند دگر خود را و دل را بر تو می بندم

زدست دوست می گریم ولیکن رغم دشمن را — چو ابر نوبهاری در میان گریه می خندم

تو دل در بند آن داری که جانم در کمند آری — بحق زلف دلبندت که من دایم در آن بندم

جز از بار دلم باری مرا حاصل نشد هرگز — زچندین دانهٔ گوهر که در عالم پراگندم

زکوه محنت سلمان غم فرهاد کاهی دان — که گر او کوه کند از غم من بیچاره جان کندم

۲۰

آتش سودا اگر در دل سودای من — شعله ازین سان زند وای دل و وای من

مایهٔ سودای ماست زلف تو لیکن چه سود — زانکه پراگنده گشت مایهٔ سودای من

نالهٔ من هر شبی سر بفلک میکشد — تا بچه خواهد کشید نالهٔ شبهای من

قصهٔ خوناب دل گر نکنم چون کنم — می رسد از دل بلب جوشش دریای من

از سر رحمت مگر هم تو شوی دستگیر — ورنه چه برخیزد از دست من و پای من

بس که رگ جان من زد غم عشقت چو چنگ — غیر رگ و پوست نیست هیچ بر اعضای من

دل چو قبا بسته ام در قد و بالای تو — عشق قدت جامه ایست راست ببالای من

۲۱

ای آنکه رخ و زلف تو آرایش دیده — گردیده بسی دیده و مثل تو ندیده

از گوشه بسی گوشه نشین را که ببینی — در میکده ها چشم سیاه تو کشیده

چشمت باشارت دل من برد و فدایت — چیزی که اشارت کنی ای دوست بدیده

زلف تو بپوشید سراپای قدت را — آن شعر قباییست بقد تو بریده

سربسته حدیثیست مرا با تو چو مویت — فی الجمله حدیثیست بگوش تو رسیده

هر لحظه بدل میکنی از دیده اشارت — دل می طلبی از من دل داده بدیده

چشمم بمژه قصهٔ شوق تو نوشته — دل خون شده وانگه ز سر خامه چکیده

تا صبح سخن بو العجبم می شنوانند — سلمان همه عمر آن سخن از کس نشنیده

۴۲
دارد سر سودای، باز این سر سودایی — دل رفت دگر جای آه از دل هرجایی
گفتند بصبر از دل اندوه توان بردن — آری بتوان لیکن کو صبر و توانایی
ای صبر نمی گفتی روز زیت بکار آیم — چون کار برفت از دست اکنون بچه کار آیی
بردار حریف انگشت از حرف خطای من — کین حرف نمی گنجد در دفتر دانایی
در آینه گر خود را بینی بروی از خود — آن به که تو خود خود را با آینه ننمایی
چون شمع ندارد صبر از دود که بنشیند — آرام کجا گیرد پروانهٔ سودایی
در عشق تو بدنامیست اندیشه ز بدنامی — در عهد تو رسواییست اندیشه ز رسوایی
چندین چه کنی سلمان در سینه نهان مهرش — خورشید جهان آرا تا کی بگل اندایی

۴۳
ای نسیم صبح بوی جانفزا می آوری — من نمی دانم که این بو از کجا می آوری
ای نسیم از خاک کوی یار حاصل کرده ای — تا پنداری که از باد صبا می آوری
گلبن بار آورش مارا نمی بخشید بوی — هم تو باری کز درش بوی بما می آوری
گلستان شوق را خوشبوی تمای میدهی — بلبلان بی نوا را در نوا می آوری
ناتوانی زانکه راهی بس دراز پیچ پیچ — از سر زلف چینیم زیر پا می آوری
رفته بود از جا دل ما بازش آوردی بجا — خاک کویش بر طریق خونبها می آوری
خون ما را ریختی در انتظار اکنون بیا — راستی را شرط دلداری بجا می آوری
گر ز روی لطف یکدم میکنی در کار ما — وقت ما چون صبح از آن دم با صفا می آوری
قاصد سلمانی و یکدم نمیگیری قرار — روز و شب پای می بری پیغام یا می آوری

۴۴
باز بیمار خودم ساختی و خوش کردی — خون من ریختی و جان مرا پر دردی
شرط کردی که دل سوختگان را نبرم — دل من بردی و آن قاعده باز آوردی
خیزد چون گرد زنش دست بدامن نخوان — کاش بر تو فشانند از و بر گردی
جز صبا نیست بریدی که برد نامه بدوست — خنکا باد صبا گر نکند دم سردی
ق
می روی گر دو صفت در عقب او سلمان — به از آن نیست که اندر عقب او گردی
زهر هجران چش اگر عارف صاحب ذوقی — ترک درمان کن اگر صادق صاحب دردی

عابد رضا بیدار

غیر مطبوعہ سلمان ساوجی کہاں تک غیر مطبوعہ ہے

——— استدراک ———

[ڈاکٹر سید امیر حسن عابدی نے نسخۂ سالار جنگ سے سلمان ساوجی کی جو ۴۴ غزلیں غیر مطبوعہ قرار دے کر جرنل میں اشاعت کے لئے بھیجیں وہ ان کے بیان پر اعتماد کر کے چھاپنے کے لیے دیدی گئیں۔ یہ فارم چھپ چکا (جو اس جرنل نمبر ۲ میں شاملِ اشاعت ہے) تو خیال آیا کہ احتیاطاً کلیاتِ سلمان کا مطبوعہ نسخہ خود بھی دیکھ لیا جائے۔ دیکھنے پر پتا چلا کہ ۴۴ میں سے ۱۴ غزلیں طبع شدہ ہیں۔ ۴۴ غزلوں کا فارم چھپ چکا تھا اس لئے چیکنگ کے اس نتیجہ پر افسوس بھی ہوا۔ لیکن پھر خیال آیا کہ ایک تو تحقیق کا کام کرنے والوں کو اس مثال سے یہ سبق بھی حاصل ہو جائے گا کہ جلد بازی تحقیق کے منافی ہے۔ دوسرے اس طور پر طبع شدہ غزلوں کی نشاندہی کے ساتھ وہ اہم اختلافات نسخ/قرأت سامنے آجائیں گے جو آئندہ لوگوں کے لیے کام آسکیں گے]

کلیات سلمان ساوجی، آدستا کی ترتیب و تصحیح سے انجمن ایران کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر عابدی کی دریافت کردہ ۴۴ غزلوں میں سے ۱۴، اس مطبوعہ کلیات میں موجود ہیں جنکی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) یہ غزل مطبوعہ نسخے میں (ص ۲۵۳ پر) موجود ہے اس معمولی فرق کے ساتھ کہ مطبوعہ میں ساتویں شعر میں قافیہ 'جاناں' کے بجائے 'سلطان' ہے۔

مطبوعہ کی مدد سے ایک غلطی کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر عابدی نے مقطع، مصرع ثانی اس طرح لکھا ہے ؎ چوں تحمل میکند کوہی دلِ سلمان ما۔ یہ کوہی دراصل گویی ہے۔ 'کوہی' یوں بھی یہاں مہمل ہے۔

(۲) دوسری غزل بھی مطبوعہ (ص ۲۸۷ پر) موجود ہے۔ دو جگہ معمولی اختلاف ملتا ہے۔ دوسرے شعر کے مصرعِ ثانی میں (؎ باد دل را بر نو نوا از باغ وصلش بر نیافت)۔ مطبوعہ میں بر کی جگہ از ہے؛ چوتھے شعر کے دوسرے مصرع میں (؎ میغ رستادم پرشش بیچارہ بال و پر نیافت)، پرشش کی برشش ہے۔ پانچواں شعر، پہلا مصرع، البتہ، ڈاکٹر عابدی کی قرأت میں فی الحال مہمل ہے (؎ منت در در آیی ہستی کوبڑی دال چیست عشق) مطبوعہ متن کی روشنی میں اس کی تصحیح ہو جاتی ہے جو اس طرح ہے:

ع ہست در دریای ہستی گوہری آن چیست عشق

اس پانچویں شعر کا دوسرا مصرعہ: ع ہر کہ شد غواص آن دریا بجز این گوہر نیافت، مطبوعہ میں 'جز این' کی جگہ 'بجز' ہے۔ مقطع میں دونوں مصرعوں میں اختلاف ہے:

چشم سلمان است در خور ماہ رخسارت چو نور — ہیچ چشمی در جہان نوری چنین در خور نیافت

مطبوعہ نسخہ میں 'است' کے بجائے 'راست' ہے۔ 'رخسارت' کی جگہ 'رخسارش' اور 'چنین' کے بجائے 'چنان'۔

(۳) یہ غزل مطبوعہ کلیات میں (ص ۲۸۶) موجود ہے۔

تیسری غزل کے دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں (ع گیسوی تو شب قدر ہست و دہ و منزل روشن) مطبوعہ میں (ص ۲۸۶) 'دہ' سے قبل 'و' نہیں ہے۔

(۴) یہ غزل مطبوعہ کلیات میں (ص ۲۸۷) موجود ہے:

چوتھے شعر کا پہلا مصرع ڈاکٹر عابدی کے یہاں اس طرح ہے: ع زان دہان میخواہد از بہر امان انگشتری

مطبوعہ میں یہ مصرع اس طور سے ہے: ع زان دہان میخواہد از بہر زبان انگشتری۔

پانچویں شعر کے پہلے مصرع میں (ع تا ندیدم روی خوبت ما ندیدم روز نیک) 'ندیدم' کی جگہ مطبوعہ میں 'بدیدم' ہے اور 'نیک' کی جگہ 'خوب'۔

آٹھویں شعر کے دوسرے مصرع میں (ع ہمچو چنگ از ہر رگم صد نالۂ زار آمدست) 'رگم' کی جگہ مطبوعہ میں 'رگ من' ہے۔

نویں شعر کا دوسرا مصرع (در خیالم زان زمان کان زلف در خسار آمدست) مطبوعہ میں اس طرح ہے: ع در خیالم کان زمان آن زلف و رخسار آمدست۔

مطبوعہ کلیات میں اس غزل کے مقطع کے بعد وہ شعر ہے جو عابدی ورژن میں چھٹا شعر ہے۔ میرے خیال میں مطبوعہ کی ترتیب یہاں غلط ہے۔

(۵) مطبوعہ کلیات میں (ص ۲۸۱) مقطع اور مقطع کے بعد کا شعر موجود نہیں ہے۔

دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں (ع بردار ز رہ سلسلۂ تا خلق بدانند) 'رہ' کی جگہ مطبوعہ میں 'سر' ہے۔

تیسرے شعر کے پہلے مصرع میں (ع فرزانہ تر مردم اگر زاہد و صوفیست) مطبوعہ میں 'تر' کی جگہ 'بر' ہے۔

پانچویں شعر کے پہلے مصرع (ع خمار مدہ بادہ باغیار کرخامست) مطبوعہ صورت میں اس طرح ہے:

ع خمار باغیار مدہ بادہ کرخامست۔

چھٹے شعر کے پہلے مصرع میں (ع گرشتہ لیسی اند ولی آنک چو پرکار) مطبوعہ میں 'اند' کی جگہ 'ماند' ہے اور 'آنک' کی جگہ 'آنکہ'۔

(۶) تینوں شعر مطبوعہ کلیات میں نہیں ہیں۔

(۷) مطبوعہ کلیات میں یہ غزل (ص ۲۸۳) موجود ہے۔ اختلافات درج ذیل ہیں۔

ساتویں غزل کے پہلے شعر کے دوسرے مصرع میں (ع از خمار چشم مستت عالمی آشفتہ است) مطبوعہ میں 'از' کی جگہ 'در' ہے۔

دوسرے شعر کے دوسرے مصرع میں (ع باد صبح از حال من با دی حدیثی گفتہ است) 'دی' کی جگہ 'او' ہے۔

چوتھے شعر کے دوسرے مصرع میں (ع بسکہ بر یاد دلت درہای غلتاں سفتہ است) مطبوعہ میں 'در یاد لبت' ہے جو بہتر ہے۔

پانچویں شعر کے پہلے مصرع میں (ع دل چو در محراب ابر چشم مستت دید گفت) 'ابر' مطبوعہ میں 'ابرو' ہے جو یقیناً صحیح ہے۔

چھٹے شعر کے دوسرے مصرع میں (ع نیست حاجت کش صبا صد رہ بگیسو رفتہ است) 'بگیسو' کی جگہ مطبوعہ میں "بمژگان" ہے جو بہتر ہے۔

(۸) یہ تین شعر مطبوعہ کلیات میں نہیں پائے جاتے۔

(۹) ایک غزل اسی ردیف و قوافی کے ساتھ مقطع سمیت مطبوعہ کلیات میں (ص ۳۳۷) پائی جاتی ہے۔ ایک مطلع بھی ہے لیکن یہ تینوں شعر اس میں موجود نہیں۔

(۱۰) یہ غزل مطبوعہ (ص ۳۰۱) میں موجود ہے: پہلے شعر کے پہلے مصرع میں (ع دلی کہ شیفتہ زلف دلربا باشد) مطبوعہ میں زلف کی جگہ 'روی' ہے (دوسرے شعر کے دوسرے مصرع میں مطبوعہ میں بادشا کی جگہ پادشا؛ یہ فرق نظرانداز کیا جا سکتا ہے)

تیسرے شعر کے پہلے مصرع میں (ع بہانۂ تو رقیبیت و نیست اینا مسموع) رقیبست

صحیح ہے اور مطبوعہ میں بھی یہی ہے۔ 'رقیبیت' پڑھنے سے مصرع ناموزوں ہو جاتا ہے۔

چوتھے شعر کے دوسرے مصرع میں (دوست را وفا باشد) 'را وفا' کی جگہ مطبوعہ میں 'با وفا' ہے

چھٹے شعر کے دوسرے مصرع (ع ور منزلت شرف روز ما... باشد) میں نصف آخر کو مطبوعہ کے مطابق اس طرح پڑھنا ہوگا اور اس طرح وہ لفظ بھی پورا ہو جائے گا جو ڈاکٹر عابدی سے پڑھا نہ جا سکا تھا: "روزگار ما باشد"۔ مقطع میں مطبوعہ میں 'زانکہ' کی جگہ 'از انکہ' ہے۔

(۱۱) یہ غزل مطبوعہ کلیات میں (ص ۳۰۳) موجود ہے۔ مندرجہ ذیل اختلافات کے ساتھ:

چوتھا شعر، پہلا مصرع (ع شیختان از طرف صومعہ کاری نگشود)، لفظ 'شیختان' (جو ڈاکٹر عابدی کے لیے غالباً پریشان کن تھا) مطبوعہ میں 'ہیچنان' ہے۔ مزید برآں 'صومعہ' کی جگہ 'کعبہ جو' ہے۔ یہ ایسا اختلاف ہے جو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

پانچویں شعر کے پہلے مصرع میں (ع در رخش ہر چہ من از مدعیاں می بینم) مطبوعہ میں 'ہر چہ' کی جگہ 'آنچہ' ہے۔

چھٹا شعر (ع در جمال رخ ادای مہ دیو او نگرید + ہر دو چون سایہ سجودش پس دیوار کنید) مطبوعہ میں 'جمال و رخ' ہے۔ واو کے اضافے کے ساتھ؛ اور 'سجود' 'ش' کی کمی کے ساتھ۔

(۱۲) یہ غزل مطبوعہ (ص ۳۰۴) میں موجود ہے۔ اختلافات درج ذیل ہیں:

پہلے شعر کا پہلا مصرع (ع در خرابات مرا دوش بدوش آوردند) مطبوعہ میں 'در' کے بجائے 'از' سے شروع ہوتا ہے۔ پورے شعر کے تناظر میں 'در' یوں بھی بے محل ٹھہرتا ہے۔ 'از' ہی ہونا چاہیے۔ لیکن دونوں کتابت میں اکثر اس طرح لکھ دیے جاتے ہیں کہ ایک پر دوسرے کا دھوکا ہو سکتا ہے۔

دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں (ع شہسواری کہ نیامد بہمہ کون فرد) مطبوعہ میں 'نیامد' کی جگہ 'نیاید' ہے۔ یہ ایسا فرق ہے جسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ لیکن آخری لفظ مخطوط کی قرات میں غلط پڑھا گیا۔ یہ مطبوعہ میں اپنی صحیح شکل میں موجود ہے یعنی 'فرود'۔

تیسرے شعر کے پہلے مصرعہ میں (ع دوش بر دوش فلک میزنم امروز کہ دوش) مطبوعہ میں بجا طور پر 'فلک' کی جگہ 'ملک' ہے۔ 'دوش فلک' یہاں بے محل ہے، اسے غلط قرات کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

چوتھے شعر کے پہلے مصرع (مطربان زیر لب از پردہ اسرار بتی + تا چہ گفتند کہ نی را بخروش آوردند) میں لفظ 'بتی'، دراصل اگلے مصرع کے 'نی' ہی کی تکرار ہے۔ اور مطبوعہ میں بتی ہے (= بہ + نی) 'بتی' یہاں بالکل بمعنی ہو جاتا ہے۔ یہ قرأت کی غلطی ہے۔ یہ امر کہ یہ 'نی' ہی کا سلسلہ چھڑا ہوا ہے' اگلے شعر سے مزید موثق ہو جاتی ہے۔

اگلے یعنی پانچویں شعر کے پہلے مصرع میں (مع در نی خشک دمیدند و می از آتش تر) مطبوعہ میں صحیح چھپا ہے۔ واو دراصل 'دال' ہے اور 'از' واقعۃً 'ز' ہے۔ 'آتش تر' کی وجہ سے ڈاکٹر عابدی کو غلط فہمی ہوئی اور 'دمی' کو 'و + می' پڑھا۔ حالانکہ اس سے 'دمیدند' بغیر خبر مفعول کے رہ جاتا ہے۔

ساتویں شعر کے دوسرے مصرع میں (مع تماشای گل روی تو دوش آوردند) مطبوعہ میں گل غالیہ پوش ہے۔

(۱۳) یہ قصیدہ یا مدحیہ قطعہ مطبوعہ کلیات میں نہیں ہے۔

(۱۴) (۱۵) (۱۶) یہ غزلیں بھی مطبوعہ میں نہیں ہیں۔

(۱۷) یہ غزل مطبوعہ (ص ۳۴۴) میں موجود ہے لیکن 'یگان' اور 'زمان' قوافی کے دو شعر مطبوعہ کلیات میں نہیں ہیں۔ پہلا شعر مطبوعہ اس طرح ہے جو موزوں بھی ہے اور بامعنی بھی:

نسیم صبح برو بوی دلستان بمن آور ؛ سلام من برسان و جواب آن بمن آور

ڈاکٹر عابدی کی قرأت ناموزوں بھی ہے (پہلا مصرع) مہمل بھی (دوسرا مصرع) اور بے قافیہ بھی!

دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں مطبوعہ میں 'قوانی' کی جگہ 'تو دانی' ہے؛ تیسرے شعر میں مطبوعہ میں 'گردش' کی جگہ 'گردی' ہے؛ چوتھے شعر میں 'دواش اگر' کی جگہ مطبوعہ میں 'دوای گر' ہے؛ اور اسی شعر کے دوسرے مصرع میں 'ہمان چنان' کی جگہ 'ہم آنچنان' یہ سب معمولی اختلافات ہیں۔ چھٹے شعر میں البتہ قوافی صاف اشارہ کرتے ہیں کہ قافیہ 'دہن' کی جگہ 'دہان' ہونا چاہیے۔ مطبوعہ میں بجا طور پر اسی طرح ہے۔ مقطع میں مطبوعہ میں 'ازو نشان' کی جگہ 'از آن نشان' ہے۔

(۱۸) یہ تینوں شعر مطبوعہ میں نہیں ملے۔

(۱۹) یہ غزل کلیات مطبوعہ میں (ص ۳۷۸) موجود ہے۔ لیکن خاصے ترمیم و اختلاف کے ساتھ دونوں جگہ پانچ پانچ شعر ہیں۔ لیکن: مطبوعہ کا مطلع بدلا ہوا ہے اور اس طرح ہے:

بزنجیر سر زلف کہ من دایم در آن بندم ؛ کہ چون خود را بفتراک سر زلف تو در بندم

دوسرا شعر دونوں جگہ یکساں ہے۔ تیسرے شعر میں جزئی اختلاف ہے یعنی پہلے مصرع میں 'جانم' کی جگہ مطبوعہ میں 'جانہا' ہے اور مصرع ثانی میں 'بحق زلف دلبندت' کی جگہ 'بحق دوستی جانا' ہے؛ چوتھا شعر البتہ مطبوعہ میں بالکل مختلف ہے، جو اس طرح ہے:

بگویت چون صبا با آنکہ جانہا دادہ ام عمری ٭ بگردی از درت راضی بوی از تو خرسندم

مقطع دونوں جگہ یکساں ہے۔

(۲۰) مطبوعہ کلیات میں (ص ۳۸۳) یہ غزل موجود ہے۔

پہلے شعر کے پہلے مصرع میں (ع آتش سودا اگر در دل سودائی من) مطبوعہ میں 'سودائی' کی جگہ 'شیدائی' ہے اور یہی ہونا بھی چاہیے کہ 'دل سودا' بھی ہے۔ دل سودائی، جس کا محل ہے وزن میں نہیں آتا مگر 'دل شیدا' وہی معنی دیتا ہے۔

پانچویں شعر میں جزئی اختلاف ہے یعنی مصرع ثانی میں 'برخیزد' کی جگہ مطبوعہ میں 'میخیزد' ہے۔

(۲۱) یہ غزل مطبوعہ (ص ۴۰۰) ہے، اختلافات بالکل معمولی ہیں:۔

پہلے شعر کے پہلے مصرع میں 'آنک' کی جگہ مطبوعہ میں 'آنکہ' ہے۔ تیسرے شعر کے پہلے مصرع میں 'بردوفدایت' مطبوعہ میں واو کی کمی کے ساتھ 'بردفدایت' ہے۔ اور مقطع میں دوسرے مصرع میں 'آن' کی جگہ مطبوعہ میں 'این' ہے۔

(۲۲) یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ہے۔

(۲۳) یہ غزل مطبوعہ کلیات میں (ص ۴۳۰) موجود ہے؛ اختلافات اس طرح ہیں:۔

پہلے شعر کے دوسرے مصرع میں مطبوعہ میں 'صبا' کی جگہ 'ہوا' ہے، جو بہتر بدل نہیں ہے؛ تیسرا شعر مطبوعہ کلیات میں موجود نہیں ہے، پانچویں شعر کے پہلے مصرع میں مطبوعہ میں 'زانک' کی جگہ 'زانکہ' ہے اور 'دراز' اور 'پیچ پیچ' کے درمیان میں ایک واو بھی ہے اور یہی صحیح بھی ہے۔ اس شعر کے دوسرے مصرع میں مطبوعہ میں 'جبینم' کی جگہ 'جبینش' ہے؛ چھٹے شعر میں جا ـ اور ـ دل کے بیچ میں مطبوعہ میں 'واو' کا اضافہ ہے جو بے محل ہے۔

(۲۴) یہ غزل بھی غیر مطبوعہ ہے۔

نثری تمہید کے ذیل میں جو شعر (سلمان بنام الخ) غیر مطبوعہ کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے وہ مطبوعہ

کلیات میں (ص ۳۸۴) موجود ہے۔

○

خلاصہ یہ کہ غزل نمبر ۶، ۸، ۹، ۱۸، ۱۱ (تین تین شعر پر مشتمل)، مدحیہ قطعہ نمبر ۱۳، غزل نمبر ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۲۲ اور ۲۴ غیر مطبوعہ رہی ہیں اور ڈاکٹر عابدی کی دریافت ہیں۔

غزل نمبر ۵ میں دو شعر نئے سامنے آئے ہیں۔ غزل نمبر ۱۷ میں بھی دو نئے اشعار کا اضافہ ہوا ہے۔ اسی طرح غزل نمبر ۱۹ میں بھی دو شعر نئے ہیں۔ غزل نمبر ۲۳ میں ایک شعر نیا ہے۔

اس طرح سلمان ساؤجی کی ۶ مکمل غزلیں، چار (تین تین اشعار پر مشتمل) ادھوری غزلیں اور سات اشعار (بقیہ غزلوں میں) نئے سامنے آئے ہیں جو امید ہے قدر کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔

۲

اعتماد کو ٹھیس لگ ہی چکی تھی۔ نسخۂ سالار جنگ کی 'غیر مطبوعہ' یافت کی یہ کیفیت پا کر معاً خیال آیا کہیں نسخۂ خدا بخش کے ساتھ بھی یہی بے احتیاطی نہ برتی گئی ہو۔ مقابلہ کیا تو وہی کیفیت پائی گئی، بلکہ اس سے دو چند۔ ڈاکٹر عابدی نے سلمان ساؤجی کے نسخۂ خدا بخش سے جرنل ۱۲ میں ایسی غزلیں شائع کرائی تھیں جو ان کے خیال میں 'غیر مطبوعہ' تھیں۔ یہ تعداد میں ۳۰ غزلیں تھیں۔ مطبوعہ کلیات دیکھا گیا تو ۵ کو چھوڑ کر بقیہ سب کی سب طبع شدہ نسخہ میں موجود پائی گئیں۔ عام حالات میں اس طرف کبھی خیال بھی نہ جاتا کہ جرنل کا بیسواں شمارہ شائع ہوتے وقت بارھویں کے مشتملات کو اس نظر سے دیکھا جائے۔ اگر ڈاکٹر عابدی نسخۂ سالار جنگ سے ماخوذ 'غیر مطبوعہ' غزلیں اشاعت کے لیے نہ بھیجتے تو یہ چھان بین کا باب ہی نہ کھلتا اور جرنل ۱۲ کی پیشکش پر بھروسا کر کے لوگ ان غزلوں کو غیر مطبوعہ ہی سمجھتے رہتے۔ اس کے لیے ڈاکٹر عابدی کا شکریہ ادا کرنا بھی ہم پر واجب ہے کہ انھوں نے اس طور سے اس 'یافت' کی دریافت میں مدد دی:

نسخۂ خدا بخش سے منقول 'غیر مطبوعہ' غزلوں (جرنل ۱۲) کا معاملہ اس طور پر ہے:

(۱) پیر ما تدبیر ما: یہ غزل مطبوعہ کلیات میں (۲۵۵) موجود ہے۔

ع رہ خراباتست و دردِ سالخوردہ پیر ما

— عابدی (ڈاکٹر) صاحب کا متن یوں ہے:۔ "رہ خراباتست، دردِ سالخوردہ پیر ما"

ع ما که از دورِ ازل مستیم و عاشق تاکنون — عابدی قرارت: "تسلیم" جو غلط ہے۔

ع من غلام ہندوان سرو آزادم که او — عابدی قرارت: "ہندوی آن" جو صحیح ہے۔

ع ای که میگویی مشو دیوانہ غافل مشو — عابدی قرارت: آی که میگویی مشو دیوانہ ای الخ

(۲) گل آب - گلاب (مطبوعہ ص ۲۶۰) اختلافات:

ع خاک درت شربتیست صافی و عالم شراب — عابدی قرارت: "مشربیست" جو غلط ہے۔

(۳) شباب - خراب (مطبوعہ ص ۲۶۰):

ع بشنود بوی بہار از پیش بر دار نقاب — عابدی قرارت: بر آرد۔

ع گو چو چشمت بر نمی دارد سر از مستی و خواب — عابدی قرارت: "گو" جو غلط ہے۔

ع مدعی منعم مکن در عاشقی زیرا که ہست — عابدی " : نیست " "

عقل را با پیچ و تاب زلف خوبان پیچ و تاب — عابدی "پیچ تاب" غلط ہے۔

ع ای بہار عالم جان گل برون آمد نہد — عابدی : آرد

ع نسخہ حسن رخت را عرضہ کن از جویبار — عابدی : عرض

ع سایہ لطف الٰہی دیدہ سلمان که ہست — عابدی : دوندی (کذا)

(۴) خوشترست - دیگرست، (مطبوعہ ص ۲۷۳)

ع بادشاہ ما بنام ایزد، ہمایون اختر است — عابدی : بنامیزد

ع چون صباحش ہر نفس نور و صفای دیگرست — عابدی : چو ..... درخورست

(۵) (۶) (۷) (۸) یہ چاروں غزلیں مطبوعہ نہیں ہیں۔

(۹) میگردد - یہ غزل مطبوعہ کلیات میں موجود ہے (ص ۳۰۳)

س روی پنہان مکن از من که مہرویان را } پہلے مصرع میں - عابدی: پری رویان، صحیح "مہرویان" غیر موزوں
کار حسن از نظر اہل نظر میگردد } دوسرے مصرع میں - کار حسن نظر از اہل نظر میگردد

- تاکجا ... در موزہ کند + ... ہر در میگر — عابدی: دریوزہ کند صحیح ہے۔ موزہ قطعاً مہمل ہے۔

(۱۰) تیغ از ... جلاب دشکر میگردد — عابدی: حلاب جو غلط ہے

(۱۱) خواند - داند (مطبوعہ ص ۳۳۸)

پہلے شعر میں سیاہی ز سپیدی میں 'ز' کی جگہ مطبوعہ میں 'و' ہے؛ تیسرے شعر میں 'آبخ' کی جگہ 'آنچ'۔ پانچویں شعر میں 'نشاند' کی جگہ 'بنشاند' ہے۔ مقطع سے قبل شعر کے پہلے مصرع میں 'شیریں گوید' کی جگہ 'گوید شیریں' ہے جو مناسب ہے۔ مقطع میں 'چنیں' کی جگہ 'جبیں' ہے اور 'بدین' دال سے۔

(۱۲) یہ غزل مطبوعہ نہیں ہے۔

سحرم - خبرم - یہ غزل ص ۳۸۳ پر طبع شدہ موجود ہے: اس معمولی اختلاف کے ساتھ کہ پہلے شعر میں 'کو' کی جگہ 'کر' ہے؛ اور چوتھے شعر میں 'ہوای کز دم' میں 'ہوای' کی جگہ 'نوای' ہے جو مناسب ہے۔

(۱۳) رفتم - یہ غزل - مطبوعہ دیوان میں (ص ۳۶۳) موجود ہے۔

(۱۴) دلم - مقابلم: یہ غزل مطبوعہ دیوان میں (ص ۳۸۱) موجود ہے - جس سے بعض غلط قراءتوں کی تصحیح ہو جاتی ہے - یعنی: تیسرے شعر میں 'بردہ' کی جگہ 'بودہ' ہے، جو بہتر ہے؛ چھٹے شعر میں 'بگسلم' کی جگہ 'نگسلم' ہے، جو ایک غلط قراءت کی تصحیح کرتا ہے؛ ساتویں شعر میں خاصا اختلاف ہے۔

(۱۵) ندہم: (مطبوعہ ص ۳۸۱) دوسرے شعر میں 'پرست' کی جگہ دونوں مصرعوں میں 'بدست' ہے، جو مہمل کو بامعنی کر دیتا ہے۔ چوتھے شعر میں 'بخدا مانده بر' کی جگہ "بخدا نانده بد" ہے جو صحیح ہے۔ چھٹے شعر میں 'مار' کی جگہ 'بار' ہے (اور سمن کی جگہ سخن جو صحیح نہیں) اور 'بادگل' کی جگہ 'بارگل'۔ آخری شعر میں گیست (عہدی) کی جگہ بست ہے۔

— دندان ندہم: یہ شعر غیر مطبوعہ ہے۔

(۱۶) فالم: یہ غزل (ص ۳۸۰) مطبوعہ ہے: اختلاف معمولی ہے۔ پہلے شعر کے دوسرے مصرع میں: نی نیم = کی جگہ بی تم اور آٹھویں شعر کے دوسرے مصرع میں جلالم کی جگہ = ملالم) ہے۔

(۱۷) بنشستن - شکستن: (مطبوعہ ص ۳۸۲) چند اختلافات: چوتھا شعر: شاہداں (= زاہداں)؛ چھٹے شعر میں 'روزی' پر ڈاکٹر عابدی کو شبہ تھا۔ مطبوعہ میں روزی ہی ہے اور ٹھیک ہی ہے۔ مقطع میں 'خدایی' قطعاً غلط ہے۔ مطبوعہ میں بجا طور سے 'جدایی' ہے۔

(۱۸) نتوان: (مطبوعہ ص ۳۹۴) - مقطع سے قبل کے شعر میں قدرے اختلاف ہے یعنی "گر باین جسن صفا" کی جگہ پہلے مصرع میں 'گر باین حسن صفا' ہے اور مصرع ثانی میں 'چنین' کی جگہ 'چنان' ہے۔

(۱۹) گزیدن - کشیدن (مطبوعہ ص ۳۸۳): چوتھے شعر میں 'نبرد' کی جگہ مطبوعہ میں 'نپرسد' ہے۔

(۲۰) زمود من ۔ مقصود من : یہ غزل غیر مطبوعہ ہے ۔

(۲۱) میباید شدن : یہ غزل غیر مطبوعہ ہے ۔

(۲۲) جانان داشتن ۔ زندان داشتن : یہ غزل غیر مطبوعہ ہے ۔

(۲۳) آرزوی من ۔ دست خوی من : یہ غزل غیر مطبوعہ ہے ۔

(۲۴) من ۔ ختن (مطبوعہ ص ۳۹۳)

(۲۵) بر من از غم تو ۔ بر تن از غم تو (مطبوعہ ص ۳۹۵)

(۲۶) سوئی ۔ روئی (مطبوعہ ص ۴۱۴) : چھٹا شعر مطبوعہ میں ناقص ہے ۔ عابدی واژن میں پورا ہے ۔ آخر سے پہلے شعر میں دونوں مصرعوں میں ہر دو جگہ کوی کی جگہ گوی ہے ۔

(۲۷) بخواری ۔ بزاری : (مطبوعہ ص ۴۱۳) : تیسرے شعر میں 'نگویم' کی جگہ جو مہمل تھا، مطبوعہ میں 'بگویم' ہے ۔ مقطع سے قبل کے شعر میں مطبوعہ میں 'بگذاری' کی جگہ 'نگذاری' ہے ۔ اسی طرح مقطع میں بھی 'بسپاری' کی جگہ 'نسپاری' ہے ۔ مقطع میں مصرع اولی میں 'آنرا' کی جگہ 'جانرا' ہے ۔

(۲۸) بینی : (مطبوعہ ۴۱۴) : پہلے شعر میں 'قدت' کی جگہ 'رویت' ہے ۔ تیسرے شعر میں 'جانان' کی جگہ 'جانا' ہے (یہ اختلاف ـــــ اور جگہوں پر بھی نظر آیا) چوتھے شعر میں 'روی بویت' کی جگہ 'زلف ورویت' ہے ۔

(۲۹) مشوی ۔ بجوی (مطبوعہ ص ۳۹۰) یہ غزل مطبوعہ میں واو کی ردیف میں ہے ۔ دوسرے شعر میں 'سرگشت' کی جگہ 'دلکشت' ہے ۔ چھٹے شعر میں 'روی بگوید' مطبوعہ میں 'روشن بگوید' ہے ۔
ـــ 'شمع الخ' والا شعر غیر مطبوعہ ہے ۔

(۳۰) برمیکند ۔ دیگر میکند : (مطبوعہ ص $\frac{۲۹۷}{۲۹۸}$) : مطبوعہ میں تیسرے شعر میں '[عشق می]' کی جگہ 'جان همی' ہے ۔ مقطع سے قبل کے شعر میں 'دوبها[ی]' کی جگہ 'درابتها' ہے ۔ مندرجہ ذیل تین شعر الحاقی ہیں ۔ 'ہر زمان الخ'، 'باکمال الخ' ۔ اور 'شرح سودای الخ' ۔

---

۳۰ غزلیں جو ڈاکٹر عابدی نے جرنل ص ۱۲ میں نسخہ خدا بخش سے نقل کی ہیں ان میں پانچ (کرد، آورد، باید بود، گریزد، غیر مطبوعہ ہیں بقیہ ۲۵ غزلیں سب کی سب (سوائے اس کے کہ 'ندیم' والی غزل میں 'دندان ندیم' والا شعر ۔ اور مشوی (= مشو) والی غزل میں 'شمع' سے شروع ہونے والا شعر غیر مطبوعہ ہیں) مطبوعہ ہیں ۔

وسیم احمد اعظمی
جی یونٹ خدا بخش لائبریری، پٹنہ

خدا بخش لائبریری میں
قسطا بن لوقا البعلبکی کے مخطوطات

قسطا بن لوقا البعلبکی (۸۲۰ – ۹۱۲ء[1]) کا شمار اپنے عہد کے مشہور فلسفی، طبیب اور مترجم کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ یونانی، سریانی اور عربی لسانیات کے زبردست عالم کی حیثیت سے بھی اس کا مقام بہت بلند ہے۔ مختلف علوم و فنون پر اس کی تصنیفات کی تعداد باسٹھ[۶۲] تک پہنچتی ہے[2]۔ اس عظیم دانشور کے بہت سے مخطوطات ہندوستان کی مختلف لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ ان میں خدا بخش لائبریری پٹنہ، رضا لائبریری رام پور اور آصفیہ حیدرآباد شامل ہیں۔

خدا بخش لائبریری میں قسطا کی تصانیف و تراجم کے چھ[۶] مخطوطات ملتے ہیں جن میں دو[۲] کا تعلق فنِ طب سے ہے اور بقیہ چار کا علم ہیئت سے۔ رضا لائبریری رامپور میں پانچ مخطوطات کی نشاندہی کی گئی ہے، جن میں ایک فنِ طب سے متعلق ہے اور بقیہ چار وہی ہیں جن کے دوسرے نسخے خدا بخش لائبریری میں محفوظ ہیں البتہ اس قدر فرق ضرور ہے کہ خدا بخش لائبریری کی مطبوعہ فہرست مخطوطات 'مفتاح الکنوز' ج ۳ میں ان کو بجا طور سے علم ہیئت کے ضمن میں درج کیا گیا ہے (رامپور کے مطبوعہ کیٹلاگ ج ۵ میں علم ہندسہ کے ذیل میں)۔ آصفیہ حیدرآباد میں جس ایک طبی مخطوط "کتاب فی تدبیر بدن فی سفر الحج[3]" کی نشاندہی کی گئی ہے وہی مخطوط رضا لائبریری رامپور میں بھی ہے۔ خدا بخش لائبریری کے دونوں طبی مخطوطے ان سے مختلف ہیں ــــــ خدا بخش لائبریری کے مخطوطات کا اجمالی تعارف درج ذیل ہے:

کتاب الاکر:۔ (ہینڈ لسٹ نمبر ۳۵۱۱) علم ہیئت سے متعلق یہ مخطوط ۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱- المنجد ۲- عیون الانباء فی طبقات الاطباء لابن ابی اصیبعۃ الجزء الاول ص ۲۴۵

۳- مطبوعہ فہرست آصفیہ ص ۸۶، ج ۲ میں اس کی تفصیل یوں درج ہے: "رسالہ مختصر بزبان عربی برای ابو محمد حسن بن مخلد تصنیف کردہ دران طریق حفظ صحت و علاج امراض کہ انسان را در سفر عارض شود و طبیب موجود نباشد بیان کردہ" مزید تحریر ہے:۔ "ابن طاؤس متوفی ۵۸۹ھ در کتاب خود کہ مسمی است بہ "الامان من اخطار الاسفار والازمان" لفظ بلفظ در باب ثالث عشر کتاب مذکور نقل نمودہ، چنانچہ در خاتمہ ہمیں رسالہ مذکور است۔"

اس کا اصل مصنف ثاوُ ذوسیوس الیونانی ہے۔ اس کے عربی ترجمہ کے فرائض دو مترجموں نے انجام دیے ہیں۔ مخطوطہ میں ہے کہ اس کے ترجمہ کی ذمہ داری ابوالعباس احمد بن المعتصم متوفی ۸۶۶ء نے قسطابن لوقا کو سونپی تھی۔[2] تعمیل حکم میں قسطا بن لوقا نے تیسرے مقالے کی پانچویں شکل تک کے تراجم کیے۔ اس کے بعد کا ترجمہ کسی اور نے کیا ہے (نام کی نشاندھی مخطوطہ میں نہیں کی گئی ہے) ترجمہ کی اصلاح کے فرائض مشہور حرّانی مترجم ثابت بن قرہ (۸۳۶ – ۹۰۱) نے انجام دیے ہیں۔

علم ہیئت سے متعلق یہ بیش قیمت مخطوطہ تین مقالات پر مشتمل ہے۔ پہلے مقالے میں ۲۲، دوسرے میں ۲۳ اور تیسرے میں ۱۴ شکلیں ہیں۔ شکلیں نہایت واضح اور صاف ہیں۔ امتدادِ زمانہ کا ان پر زیادہ اثر نہیں ہوا ہے۔ مخطوطہ خط نستعلیق میں ہے۔ کاتب کا نام اور سنہ کتابت تحریر نہیں ہے۔ تقریباً دسویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔

کتاب المساکن :- (ہینڈ لسٹ نمبر ۳۵۱۵) علم ہیئت سے متعلق یہ مخطوطہ ۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل مصنف ثاوُ ذوسیوس یونانی ہے جس کا عربی ترجمہ قسطا بن لوقا نے کیا ہے۔

مخطوطہ میں مختلف خطوں اور علاقوں میں سکونت پذیر لوگوں کے مسکن کا جائزہ لیا گیا ہے اور علم ہیئت کے مبادیات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے اثرات پر گفتگو کی گئی ہے ــــ مخطوطہ کے مطابق یہ ۱۲ شکلوں پر مشتمل ہے۔ دو شکلوں کی تشکیل و تفہیم کے مباحث تو ملتے ہیں لیکن ان کے بنانے کی جگہ خالی ہے۔ حواشی میں توضیحات بھی درج ہیں۔

مخطوطہ خط نستعلیق میں ہے۔ کاتب کا نام اور سنہ کتابت تحریر نہیں ہے۔ تقریباً دسویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔

کتاب فی المطالع :- (ہینڈ لسٹ نمبر ۳۵۱۷) علم ہیئت سے متعلق یہ مخطوطہ ۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل مصنف البسقلاؤس[3] ہے۔ جس کا عربی ترجمہ قسطا بن لوقا نے کیا ہے اور لسانی تصحیح مشہور مترجم ابویوسف یعقوب الکندی (متوفی ۸۷۳ء) نے کی ہے۔

مخطوطہ تین مقدموں، ایک صدر، اور دو شکلوں پر مشتمل ہے۔ خط نستعلیق ہے۔ کاتب کا نام

۱۔ مشہور ہندسی اور ریاضی داں جو اپنے اقلیدس سے زیادہ مرتبہ دیا جاتا ہے۔
۲۔ مطبوعہ فہرست مجلس مفتاح الکنوز میں اس کا مترجم ابوالعباس احمد بن المعتصم کو قرار دیا گیا ہے جو غلط ہے۔
۳۔ یونانی ریاضی داں جو اقلیدس کے بعد گزرا ہے۔

اور سنہ کتابت تحریر نہیں ہے۔ تقریباً دسویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔

کتاب فی جرمی النیرین :۔ (ہینڈلسٹ نمبر ۳۵۲۰) علم ہیئت سے متعلق یہ مخطوط ۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل مصنف ارسطرخس ہے جس کا عربی ترجمہ قسطا بن لوقا نے کیا ہے۔ مگر مخطوط میں کہیں بھی ایسے اشارات نہیں ملتے جن سے اندازہ ہو سکے کہ اس کا مترجم قسطا بن لوقا ہی ہے۔ اسی مخطوط کا ایک اور نسخہ جو رضا لائبریری رامپور میں محفوظ ہے۔ اس کو بھی قسطا بن لوقا ہی سے منسوب کیا گیا ہے (ارسطرخس اسکندریہ کا مشہور ماہر فلکیات ہے)

مخطوط میں اجرام سماویہ زیر بحث ہیں۔ تحریر ہے کہ چاند اپنی ضیا کے لئے سورج کا محتاج ہے۔ مخطوط کے آغاز میں ۱۶ شکلوں کی نشاندہی کی گئی ہے لیکن اس میں صرف ۱۵ شکلیں ہی ملتی ہیں اور ایک کی جگہ خالی ہے۔ مخطوط خط نستعلیق میں ہے۔ کاتب کا نام اور سنہ کتابت تحریر نہیں ہے۔ تقریباً دسویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔

کتاب فی حفظ الصحۃ وازالۃ المرض :۔ (ہینڈلسٹ نمبر ۲۱۵۲) فن طب سے متعلق یہ مخطوط ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے اور فی الحال، فصول اور ناقص الآخر حالت میں ہے۔ اس میں فن کے مبادیات کو مد نظر رکھتے ہوئے معالجہ سے متعلق اطبا کی ذمہ داری اور حاضر دماغی، متقدمین اطبا، جالینوس، بقراط اور ابن سینا کے نظریات، نوعیت مرض اور مریض کے مزاج نیز ادویہ کے استعمال کے اوقات وغیرہ مباحث پر پُر مغز گفتگو کی گئی ہے۔

مخطوط مذکورہ کو قسطا بن لوقا کی تصنیف قرار دیتے ہوئے خدا بخش لائبریری کیٹلاگ ص۱۸ ج ۴ میں مخطوط کی بابت مندرجہ ذیل عبارت کی نشاندہی کی گئی ہے:۔

"کتاب فی حفظ الصحۃ وازالۃ المرض، لقسطا بن لوقا"

کیٹلاگ کے مطابق اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ یہ قسطا بن لوقا کی ہی تصنیف ہے، کیونکہ اس طرح کا کوئی دوسرا نسخہ اب تک دریافت نہیں ہو سکا ہے۔

میں نے مخطوط کا بالاستیعاب مطالعہ کیا، لیکن مذکورہ بالا عبارت مجھے کہیں بھی نہیں ملی۔ نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ کتاب کا اصل نام "کتاب فی حفظ الصحۃ وازالۃ المرض" ہے۔ ممکن ہے کیٹلاگ کے اختتام کی ترتیب کے وقت یہ عبارت مخطوط میں کہیں درج رہی ہو یا کوئی اضافی ورق اس طرف نشاندہی کرتا رہا ہو۔ لیکن فی الحال اس طرح کی کوئی عبارت یا تحریر اصل مخطوط یا کسی اضافی ورق میں نہیں ملتی اس لئے قسطا بن لوقا

کی طرف یقینی طور پر اس کا انتساب میرے خیال میں مبادیات تحقیق کے خلاف ہوگا۔ مزید اس کتاب کا ذکر تذکروں میں بھی نہیں ملتا مخطوط عربی خط نسخ میں ہے۔ کاتب کا نام اور سنہ کتابت تحریر نہیں ہے۔ تقریباً سترہویں صدی عیسوی کا معلوم ہوتا ہے۔

کتاب فی الوباء واسبابہ: ۔ (ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۵۳) فن طب سے متعلق یہ مخطوط ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ مخطوطہ کی عبارت کے مطابق اس کو قسطا بن لوقا نے خوارزم شاہ ابوالعباس مامون بن مامون کے حکم سے تصنیف کیا تھا۔ اس میں متعدی امراض، ان کے اسباب اور تحفظی تدابیر کا بیان ہے۔ بعض مباحث میں اطبائے قدیم کے اقوال و نظریات سے بھی گفتگو کی گئی ہے۔ مباحث کی تفصیل درج ذیل ہے:

الجملة الاولى فى حاجة الانسان الى الهوا ولزوم الهوا اياه ابدا و مقدار تاثيره فيه

الجملة الثانية فى اختلاف الاهوية وانواع التغايير التى تعرض لها[1] واصناف الهوا الوبي والمضر لبدن الانسان[2] وانحاء مضارة[3] واسباب هذه الاشياء كلها۔

الجملة الثالثة فى معرفة كل واحد من هذه الانحا وتمييز بعضها من بعض، وتحصيل العلامات الدالة على واحد واحد منها۔

الجملة الرابعة فى تدبير جميع اصناف الوبا على الاطلاق وكل واحد منها خصوصا وتلاحق انذاره وتدبير الابدان الصحيحة حتى لا تقع[4] فيه ومعالجة قد وقع فيه۔

اس مخطوط کو خط نسخ میں الحسن بن علی الطبیب کے ربیع الاول ۷۴۹ھ کے کتابت کردہ ایک نسخہ سے محمد محمد الشربینی المطبب نے ۱۳ شعبان ۱۰۵۳ھ میں نقل کیا ہے۔ مخطوط کے آخر میں ابن ابی اصیبعہ کے الفاظ میں قسطا بن لوقا کی نامکمل سوانح حیات تحریر ہے۔

۱۔ تفصیل بحث میں "لہا" تحریر ہے۔ ۲۔ تفصیل بحث میں "بالبدن الانسانی" تحریر ہے۔ کیٹلاگ ص۱۴۱ "بالبدن الانسان" بغیر "یا" تحریر ہے۔ ۳۔ تفصیل بحث میں "ملیضرۃ" تحریر ہے۔
۴۔ کیٹلاگ ص۱۴۱ ج ۴ میں "یقع" "بالیا" تحریر ہے۔ حالانکہ مخطوط میں اجمالی اور تفصیلی دونوں بحث میں "تقع" "بالتا" تحریر ہے۔

رئیس نعمانی (لکھنؤ)

محسن کتابوں وغیرہ کے بارے میں

جرنل ۱۹ پیش نظر ہے:

ص ۷۶: شاہ رفیع الدین کی ایک کتاب کا نام "تکمیل الاذھان" چھپا ہے، عمران خاں صاحب کی کتاب میں بھی اسی طرح ہے اور غالباً یہ غلطی وہیں سے چلی ہے۔ شاہ رفیع الدین کی کتاب کا صحیح نام غالباً "تشحیذ الاذھان" ہے۔ تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی کتاب کا نام ہے۔ عبیداللہ سندھی صاحب نے یہ مضمون اپنے کسی شاگرد کو املا کرایا ہوگا اور اس شاگرد کو التباس ہوا جس کو عمران خان صاحب نے مارک کئے بغیر شائع کر دیا۔ مندرجہ ذیل کتابوں کے نام محمد عمران خاں کے یہاں صحیح چھپے تھے، جرنل میں غلط چھپے ہیں:۔

ص ۷۷: سیوطی کی کتاب کا نام: المظھر کے بجائے المزھر؛ صدرئی غلط، صدرا صحیح (ص ۷۹ پر بھی اسی طرح)؛ شرح موافق غلط، شرح مواقف صحیح؛ تفسیر جامی غلط، صحیح نام تفسیر رمانی ہے۔

ص ۷۸: "الغایۃ الامانی" "المجموعۃ الرسائل" یہ دونوں پہلے "ال" کے بغیر صحیح ہیں یعنی "غایۃ الامانی" اور "مجموعۃ الرسائل"۔

ص ۸۰: "دار المعارف" میں "دار" کو "دَر" پڑھا جائے؛ خطبات مدارس میں مدارس کو مدراس؛ اور صراۃ المستقیم کو صراط مستقیم۔

داؤدی کی "طبقات المفسرین" (جرنل ص ۸۵) کے نسخے قاہرہ وغیرہ میں بھی ہیں۔ یہ ایڈٹ ہو کے دو جلدوں میں طبع بھی ہو چکی ہے۔

محبوب حسین صاحب نے (جرنل ص ۹۳) ایک کتاب کا نام "بلاغ المبین" لکھا ہے جو نا ثبار جبریہ کتاب کے ٹائٹل کی نقل مطابق اصل ہے۔ اس کو بھی صحیح کرنے کے لئے یا المبین سے "ال" ہٹانا ہوگا یا بلاغ پر بھی "ال" بڑھانا ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کو شاہ رفیع الدین کی تصنیف بتایا گیا ہے۔ عرض یہ کرنا ہے کہ اس کتاب کے متعدد ایڈیشن مارکٹ میں آچکے ہیں اور سب پر نہیں تو اکثر پر شاہ ولی اللہ کا نام مصنف کی حیثیت سے چھپا ہے۔

دیوبند والوں نے اس کا اُردو ترجمہ بھی شاہ ولی اللہ ہی کی تصنیف سمجھ کر شائع کیا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب نہ شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہے نہ ان کے بیٹے شاہ رفیع الدین کی۔ بلکہ اس کا مؤلف کوئی تیسرا شخص ہے۔

ص ۹۴۔ "کتاب الوصلہ الی الحبیب فی وصف الطیبات والطیب" اس نام میں آخری لفظ "الطیب" پر ہوٹی سی تشدید ط کے بجائے 'ی' تک کھسک گئی ہے۔

آپ نے تعارفی صفحہ پر میری تاریخ پیدائش (۱۹۵۰ء تقریباً) تحریر فرمائی ہے۔ عرض خدمت ہے کہ اسلامی مدارس، سررشتۂ تعلیم حکومت اترپردیش اور لکھنؤ یونیورسٹی وغیرہ کے ریکارڈ کی رو سے ۱۹۵۸ء صحیح ہے۔

○

بلاغ المبین کے بارے میں

محبوب حسین (پٹنہ)

بلاغ المبین کی ترکیب عربی لحاظ سے غلط ہے، 'البلاغ المبین' ہونا چاہیے مگر فارسی اور اُردو میں یہ ترکیب عام طور پر مستعمل ہے۔

میں نے مطبوعہ کتاب بلاغ المبین مع ترجمہ سراج السالکین منگا کر دیکھا وہاں بھی بلا الف لام بلاغ المبین ہی پایا۔ یہ کتاب شاہ ولی اللہ دہلوی کی ہے۔ مطبوعہ جید پریس 'بلیماراں' ۔ دہلی (ہینڈ لسٹ نمبر ۵۰۲۹)

دوسری بات اس سلسلے میں یہ ہے کہ اگر کوئی مؤلف اپنی کتاب کا نام ایسا رکھتا ہے جو قواعد عربی کے لحاظ سے درست نہ ہو تو مجھ کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ نام کی تصحیح کردوں۔ اسی طرح مؤلف کے نام میں عربی قاعدہ سے کوئی غلطی ہو، اُسے بھی درست کر دینے کا حق مجھے نہ ہوگا۔

●●

پروفیسر شاہ عطاء الرحمٰن عطا کاکوی (پٹنہ)

تصحیح و اضافہ

مسامحات مرآۃ العلوم (جلد سوم)

(۱) صفحہ ۳۔ کتاب نمبر ۳۲۸۹، حملہ سکندری: سلسلہ وار نمبر ۲۳۶۲ غلط۔ ۲۳۶۶ صحیح۔

(۲) صفحہ ۲۰۔ کتاب نمبر ۲۸۱۵، سفینۂ خوشگو: خانۂ کیفیت میں یہ اطلاع صحیح نہیں ہے کہ یہ تذکرہ شعرای متاخرین ہے جو مصنف کے معاصر تھے۔ یہ تین دفتروں پر مشتمل ہے۔ نسخۂ زیر بحث دفتر دوم ہے جو شعرائے متوسطین کے احوال میں ہے۔ (صرف تیسرا دفتر شعرائے متاخرین کے احوال میں ہے جو مصنف کے معاصر تھے۔ اس جلد سوم کا کتاب نمبر ۲۲۵ ہے جو بہت کمیاب ہے۔)

(۳) صفحہ ۲۳۔ کتاب نمبر ۳۳۲۴، کلمات الشعرا: خانۂ کیفیت میں اضافہ کیا جائے کہ "برای نسخۂ دیگر کتاب نمبر ۲۳۲"۔

(۴) صفحہ ۲۶۔ طبقۂ اولیٰ، شعرای متاخرین: اسے متقدمین پڑھا جائے۔

(۵) صفحہ ۲۹۔ کتاب نمبر ۳۶۵۹، خمسۂ خسرو: تیسری مثنوی کا نام لیلیٰ مجنوں کے بجائے مجنوں لیلیٰ پڑھا جائے۔ پانچویں مثنوی محذوف بتائی گئی ہے، یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ پانچویں مثنوی خمسہ میں موجود ہے یعنی آئینۂ سکندری

(۶) صفحہ ۳۰۔ کتاب نمبر ۲۶۳۷، دیوان ابن یمین: فن کے خانہ میں ایضاً لکھ کر اسے مثنوی میں شمار کیا گیا ہے۔ صحیح لفظ دیوان ہونا چاہیے۔

(۷) صفحہ ۳۰۔ کتاب نمبر ۳۶۸۹، دیوان احمد جرم پوش: خانۂ کیفیت میں "برای نسخۂ دیگر، شمارہ ۳۰۶ کی

قرار جوع کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ یہ ہدایت صحیح نہیں ہے۔ یہ کتاب نمبر ۳۰۶ پرم پوش کے بجائے احمد جام کا دیوان ہے۔

(۸) صفحہ ۳۱ - کتاب نمبر ۲۳۵۷: خانۂ کیفیت کی عبارت "شمارہائے ۳۱۸ تا ۳۲۴" صحیح نہیں، ۳۲۴ کے بجائے ۳۲۵ پڑھا جائے۔

(۹) صفحہ ۳۱ - کتاب نمبر ۲۴۸۹، دیوان عبدالقادر جیلانی: یہ انتساب صحیح نہیں ہے۔

(۱۰) صفحہ ۳۱ - کتاب نمبر ۲۹۹۴، دیوان معین الدین چشتی اجمیری: یہ انتساب بھی صحیح نہیں ہے۔

(۱۱) صفحہ ۳۲ - کتاب نمبر ۲۳۶۸، فہرست نگار نے اسے دیوان حافظ قرار دیا ہے، پھر صفحہ ۶۸ پر اسی کتاب کو ۲۳۶۸ب قرار دیا ہے، اوّل الذکر کے ۱۷۶ ورق لکھے ہیں، آخرالذکر کے ۱۶۹۔ حقیقت یہ ہے کہ دونوں حصّے مل کے ایک کتاب ہوتی ہے۔ کتابت کی ندرت یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کے صفحے پر کاتب نے دیوان حافظ کی کتابت کی ہے اور اس کے مقابلے میں اُلٹے ہاتھ کے صفحے پر دیوان قاسم انوار لکھا ہے۔ اسی طور سے از اوّل تا آخر اسی ترتیب کے ساتھ دونوں کتابیں دیوان حافظ اور دیوان قاسم انوار اس ایک مجلّد میں موجود ہیں اس لیے نصف اوّل کو دیوان حافظ اور نصف ثانی کو دیوان قاسم انوار قرار دینا صحت سے دور ہوگا، فہرست نگار کو مغالطہ ہوا ہے۔

(۱۳) صفحہ ۳۴ - کتاب نمبر ۲۳۹۹، شرح دیوان خاقانی: خانۂ کیفیت میں اس اطلاع کا اضافہ ہونا چاہئے کہ "برائے نسخہائے دیگر کتاب نمبر ۳۳۲ و ۳۲۳" دیکھی جائیں۔

(۱۴) صفحہ ۳۴ - کتاب نمبر ۲۸۲۵، نام کتاب دیوان سنائی۔ فہرست نگار نے مصنّف کا نام ابوالمجد مجدود بن آدم سنائی الغزنوی بتایا ہے۔ یہ انتساب غلط ہے۔ دراصل یہ دیوان سنائی غزنوی کا نہیں بلکہ ثنائی مشہدی کا ہے جس کا نام خواجہ حسین تھا۔ ثنائی مشہدی کا ایک دوسرا مخطوطہ نمبر ۲۴۸۴ یہاں موجود ہے، تعداد اوراق ۶۶، سطر ۱۶ صحیح نہیں۔ اوراق ۷۰ ہیں اور سطر ۱۷۔ کتابت سنہ ۴۹ جلوس عالمگیر قرار دی گئی ہے۔ حالانکہ یہ سنہ کتابت نہیں بلکہ اس سال محمد غوث نے لالہ ۔۔۔ رام کو یہ کتاب عنایت کی جو اسے فتح قلعہ ۔۔۔ حیدرآباد میں حاصل ہوئی تھی۔ کیفیت میں "برای نسخۂ دیگر بہ شمارہ ۳۴۰ رجوع کنید" کی جگہ یہ عبارت پڑھیے: "برای نسخۂ دیگر بہ شمارہ ۲۴۸ رجوع کنید"

(۱۵) صفحہ ۳۵ - کتاب نمبر ۲۹۷۰، دیوان ظہیر: سنہ کتابت ۱۲۳۲ عملی: عملی کو فصلی پڑھا جائے۔

(۱۶) صفحہ ۳۶ - کتاب نمبر ۲۹۵۹، رسالہ شمس تبریز: شمس تبریز کی طرف اس کا انتساب صحیح نہیں۔ مصنف اور عنوان دونوں نامعلوم ہیں۔ علاوہ ازیں اس مجلد میں سب سے پہلے تو ایک قصیدۂ رائیہ یوسف گدا کا ہے اس کے بعد ایک قصیدہ عین القضاۃ کا۔

اس مخطوطے کو رسالہ شمس تبریز سمجھنا غلط ہے۔ اس میں مختلف منظوم رسالے ہیں۔ پہلا منظوم رسالہ ایک "قصیدۂ رائیہ" ہے جس میں تمہید کے بعد مدح قطب عالم شیخ نصیر الحق ہے اور پھر ۲۰ ابواب بر احکام شریعہ؛ دوسرا قصیدۂ حضرت عین القضات ہمدانی ہے؛ تیسرا ایک مثنوی ہے جو ۱۰ فصلوں پر مشتمل ہے اور جن میں مسائل تصوف بیان کیے گئے ہیں۔

(۱۷) صفحہ ۳۶ - کتاب نمبر ۲۷۸۸ "سام نامہ": خانۂ کیفیت میں یہ عبارت آنی چاہیے "برای نسخۂ دیگر کتاب نمبر ۱۸۱۳ کو دیکھا جائے"۔

(۱۸) صفحہ ۳۸ - کتاب نمبر ۲۷۷۰ (الف) شاہنامہ: خانۂ کیفیت میں نسخۂ دیگر کا نمبر ۳۵۹ کے بجائے ۳۵۸ ہونا چاہیے۔

(۱۹) صفحہ ۳۹ - کتاب نمبر ۳۵۷۴: منتخب شاہنامہ: اس ایک جلد میں دو کتابیں مجلد ہیں۔ ایک منتخب شاہنامہ جو در اصل تاریخ شمشیر خانی ہے اور دوسری ہجو حضرت سلطان محمود (ق ۶ سطر ۱۵) یہ وہی ہجو ہے جو محمود شیرانی کی تحقیق سے قبل فردوسی سے منسوب کی جاتی تھی۔

(۲۰) صفحہ ۳۹ - سلسلہ وار نمبر ۲۶۲۱ نام کتاب منتخب شاہنامہ۔ کتاب کا شمارہ ۳۵۷۱ غلط۔ صحیح ۳۵۷۶۔ اس کا پروگریس نمبر ۲۱۸۹۲ غلط - ۲۱۸۹۱ صحیح۔

(۲۱) صفحہ ۴۰ - کتاب نمبر ۳۹۵۱: منتخب شاہنامہ: خانۂ کیفیت میں بھی "ایضاً" لکھ کر اسے مثنوی قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ خانۂ کیفیت میں اسے صاف لکھا ہے کہ "کتاب در نثر فارسی" ہے۔ ظاہر ہے پھر مثنوی قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

(۲۲) صفحہ ۴۰ - کتاب نمبر ۲۹۳۳ الف کے بجائے غلطی سے ۱۹۳۳ درج ہو گیا ہے۔ نام بھی "کلیات سعدی" غلط ہے صحیح نام "دیوان طیبات" ہے۔ مصنف سعدی ہیں۔

(۲۳) صفحہ ۴۰ - کتاب نمبر ...۴۰ - نام کتاب خلاصۂ شاہنامہ - اس کتاب کا اصل نام "پرخاش نامۂ عجم" ہے۔ فہرست نگار نے مصنف کا نام نہیں بتایا۔ مصنف کا نام وزیر علی عبرتی عظیم آبادی ہے۔

(۲۴) صفحہ ۴۱ - کتاب نمبر ۲۷۸۵: یہ مجموعۂ قصائد ہے جو ۴۶ پارہای منظوم پر مشتمل ہے۔ فہرست نگار نے جملہ قصائد کو باستثناء ۲۳ (ترکیب بند) مثنوی بتایا ہے اور صرف ۱ کو قصیدہ لکھا ہے۔ مزید براں ۲۰ قصیدہ در ولایت حضرت علی کا انتساب شمس تبریزی کی طرف کیا ہے۔ شمس تبریز شاعر تھے!

(۲۵) صفحہ ۴۱ - کتاب نمبر ۴۰۷۴ (۳)، "ماقیما": صحیح نام "مامقیمان" ہے۔ اسے سعدی کی تصنیف قرار دیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ اس کتابخانے کے کتاب نمبر ۱۱۶۵ پر اس کا اندراج موجود ہے اور مصنف کا نام علاؤالدین اوحدی لکھا ہے۔ انگریزی توضیحی کیٹلاگ جلد ۳۱ میں بھی کتاب نمبر ۱۸۶۹ کے تحت (ص ۱۳۶) اس کتاب کی

تفصیل موجود ہے اور مصنف کی بھی! موجودہ فہرست نگار نے خود بھی اسکی تقلید میں ص ۴۲ پر علاؤ الدین سے منسوب کیا ہے

(۲۶) صفحہ ۴۹۔ کتاب نمبر ۲۷۸۶۔ کلیات سعدی۔ فہرست نگار نے اسے منظومات میں شامل کیا ہے۔ حالانکہ اس میں سعدی کے مختلف نثری رسالے ہیں۔ منظومات کی فہرست سے اسے کالعدم سمجھا جائے اور اسی طرح کیفیت ۱۲

(۲۷) صفحہ ۵۰۔ کتاب نمبر ۴۲۶۰، کتاب نمبر ۳۹۷۰ اور کتاب نمبر ۴۰۰۳ ہے۔ کتاب کا نام 'مجنوں لیلیٰ' ہونا چاہیے۔ 'لیلیٰ مجنوں' غلط ہے۔

(۲۸) صفحہ ۵۱۔ کتاب نمبر ۱۸۴۴، مثنوی ابن عماد: فہرست میں اس مثنوی کو عماد الدین فقیہ کرمانی سے منسوب کیا گیا ہے، جو غلط ہے۔ اس کا مصنف عماد خراسانی ہے، جس نے شیراز میں اپنی زندگی بسر کی۔ اس کا ایک دیوانِ غزلیات بھی ہے اور ایک دہ نامہ بھی اس نے لکھا ہے، ملاحظہ ہو 'تذکرہ دولت شاہ و دہخدا'۔

(۲۹) صفحہ ۵۱۔ کتاب نمبر ۴۰۲۳ و کتاب نمبر ۴۰۶۳: کتاب کا نام یہاں بھی مامقیماں کے بجائے مامقیما درج ہے۔ ساتھ ہی فن میں ایضاً لکھ کر اسے مثنوی قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ یہ ترکیب بند ہے۔ مصنف حسب دستور سعدی کو قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ خود فہرست نگار نے ص ۴۲ پر علاؤ الدین کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۳۰) صفحہ ۵۱۔ کتاب نمبر ۲۳۲۱، آئینۂ سکندری: خانۂ کیفیت میں اضافہ کیا جائے: "برائے نسخۂ دیگر کتاب نمبر ۲۹۷" دیکھئے۔

(۳۱) صفحہ ۵۱۔ کتاب نمبر ۳۰۷۳۵، مجموعۂ قصائد: صحیح یہ ہوگا "یہ مجموعۂ مثنویات عطار" ہے۔

(۳۲) صفحہ ۵۵۔ کتاب نمبر ۲۷۰۲، نمبر ۲۷۲۷، نمبر ۲۸۰۱، نمبر ۲۸۰۲، نمبر ۲۸۰۳، نمبر ۲۳۶۲: یہ تمام نسخے مثنوی نہیں، شرح ہیں۔

(۳۳) صفحہ ۵۶۔ کتاب نمبر ۲۹۲۹: اسے شرح مثنوی لکھنا نادرست ہے۔ یہ انتخاب مثنوی ہے۔

(۳۴) صفحہ ۵۶۔ کتاب نمبر ۳۶۷۵: یہی صورت اس کی بھی ہے کہ یہ شرح نہیں انتخاب مثنوی ہے۔

(۳۵) صفحہ ۵۶۔ کتاب نمبر ۲۲۸۲، کتاب نمبر ۳۷۰۶، کتاب نمبر ۳۷۰۳۔ یہ تینوں بھی مثنوی کی شرح نہیں مثنوی کا انتخاب ہے۔

(۳۶) صفحہ ۵۶۔ کتاب نمبر ۲۹۷۳، یہ بھی شرح نہیں۔ مجموعۂ اشعار ہے۔

(۳۷) صفحہ ۵۷ - کتاب نمبر ۲۹۳۳/۲ : کتاب کا نام فہرست نگار نے 'مطلع الانوار' لکھا ہے، جو خسرو دہلوی کی تصنیف ہے۔ یہ اندراج غلط ہے۔ کتاب مذکور 'تحفۃ الاحرار' ہے جس کے مصنف جامی ہیں۔

(۳۸) صفحہ ۵۷ - کتاب نمبر ۲۴۷۸ (۳) 'غزلیات عطار' : غزلیات کو مثنوی کے تحت مندرج کرنا صحیح نہیں۔

(۳۹) صفحہ ۵۷ - نمبر کتاب ۲۳۹۱ - نام کتاب منطق الطیر، سورۂ یٰسین - اس مخطوطے میں منطق الطیر کا نامکمل نسخہ ہے۔ اس کے علاوہ اس میں صرف سورۂ یٰسین ہی نہیں بلکہ پورا پنجسورہ نہایت خوشخط 'خط نسخ' میں لکھا ہوا ہے جس کو منطق الطیر کے ساتھ مجلد کردیا گیا ہے۔

(۴۰) صفحہ ۵۸ - کتاب نمبر ۲۴۷۸، ذیلی نمبرات ۴ تا ۱۳ : قصاید کمال، ترجیعات رازی، غزلیات عطار، غزلیات سلمان، غزلیات حافظ، غزلیات سعدی، غزلیات خسرو، غزلیات کمال، غزلیات ناصر، اور غزلیات عراقی کا فن مثنوی قرار دینا محض غلط ہے۔

(۴۱) صفحہ ۵۹ - کتاب نمبر ۲۵۰۷ - نام کتاب "ہفت بند کاشی"۔ کاتب کا نام فہرست نگار نے سید امیر علی بتایا ہے، حالانکہ یہ اس مخطوطے کے مالک کا نام ہے جس کی مُہریں بھی ثبت ہیں۔ فن کے کالم میں اس کو 'مثنوی' بتایا گیا ہے۔ حالانکہ اس نظم کی صنف نام ہی سے ظاہر ہے۔

(۴۲) صفحہ ۵۹/۶۰ - کتاب نمبر ۳۴۵۸، نمبر ۳۴۶۰، نمبر ۳۴۸۶، نمبر ۳۵۰۱، نمبر ۴۰۳۲، اور نمبر ۴۱۰۲ - ان سب نمبروں پر ہفت بند کاشی ہے، ہفت بند کو مثنوی شمار کرنا نادرست ہے۔

(۴۳) صفحہ ۶۰ - کتاب نمبر ۴۱۰۲ - نام کتاب "ہفت بند کاشی" اس کتاب کا نام مجموعۂ مناقب جناب امیر علی ہے۔ اس میں صرف ہفت بند کاشی ہی نہیں ہے بلکہ اور بھی چند ہفت بند ہیں اور دیگر شعرا کے لکھے ہوئے مناقب بھی ہیں۔

(۴۴) صفحہ ۶۰ - کتاب نمبر ۴۰۳۲ - نام کتاب "ہفت بند کاشی"۔ کیفیت کے کالم میں یہ عبارت بڑھائیے :
"دراصل یہ کتاب دیوان کلیم ہے۔ اس مخطوطے کے آخر میں 'ہفت بند کاشی' بھی مجلد ہے۔" دیوان کلیم کا مستقلاً اپنی مناسب جگہ پر بھی اندراج ہونا چاہیے۔

(۴۵) صفحہ ۶۲ - کتاب نمبر ۲۸۶۶ (۶) 'ترجیع بند سعدی' : اس ترجیع بند کو بھی غلطی سے مثنوی شمار کیا گیا ہے۔

(۴۶) صفحہ ۶۲ - کتاب نمبر ۲۸۷۴ (۱)، ترکیب بند حسن دہلوی : ترکیب بند کو مثنوی لکھنا صحیح نہیں۔ مزید برآں

اس نسخہ میں غزلیات قتیل و جہاندار شاہ بھی موجود ہیں جن کا مطلق تذکرہ نہیں کیا گیا۔ یہ ترکیب بند سحر البیان کے مصنف میر حسن کی تصنیف ہے اور اردو میں ہے۔ فارسی فہرست میں اس کا اندراج کس طرح سے ہوا۔

(۴۹) صفحہ ۶۲ - کتاب نمبر ۲۵۲۶ (۱)، دیوان سنائی: دیوان کو مثنوی قرار دینا نادرست ہے۔

(۵۰) صفحہ ۶۲ - کتاب نمبر ۲۸۷۸ (۳)، غزل شمس تبریز: اس کا مصنف شمس تبریز کو قرار دینا صحیح نہیں۔ جلال الدین رومی لکھنا چاہیے۔

(۵۱) ص ۶۲ - کتاب نمبر ۲۳۷۰، قران السعید: صحیح نام قران السعدین ہے۔ اس مجلد میں دیوان ریاضی سمرقندی (م ۸۸۴ھ) بھی ہے جس کا اندراج ہی نہ ہوا۔ اوراق ۲۲، سطر ۱۵۔

(۵۲) صفحہ ۶۴ - کتاب نمبر ۳۸۴۴، خاور نامہ: پوری تفصیل یوں ہونی چاہیے "خاور نامہ، حصہ دوم"۔

(۵۳) صفحہ ۶۵ - کتاب نمبر ۲۵۶۴، دیوان اہلی: صحیح نام کلیات اہلی چاہیے۔

(۵۴) صفحہ ۷۰ - کتاب نمبر ۲۳۵۴، کتاب نمبر ۳۴۴۱، کتاب نمبر ۳۷۳۶ سبحۃ الابرار جامی: فن غزلیات لکھا ہے، صحیح مثنوی ہے۔

(۵۵) صفحہ ۷۰ - کتاب نمبر ۳۸۳۳، سحر حلال: کاتب کا نام نور الحسن درج کیا گیا ہے۔ فہرست نگار کو غلط فہمی ہوئی۔ نور الحسن کاتب نہیں مالک کتاب ہے۔ کاتب کا نام کتاب میں سرے سے ہے ہی نہیں۔

(۵۶) صفحہ ۷۰ - کتاب نمبر ۴۰۵۱، سحر حلال: یہ کتاب مخطوط نہیں مطبوعہ ہے جو ۱۲۶۰ھ میں طبع ہوئی۔ دلپذیر حروف طباعت کے سبب سے یہ اشتباہ ہوا۔ حالانکہ پہلے صفحہ پر ہی صاف درج ہے کہ یہ نسخہ مطبوعہ اس مخطوط نسخہ پر مبنی ہے جس کی کتابت محمد حسین نے ۱۲۵۸ھ میں کی۔

(۵۷) صفحہ ۷۴ - کتاب نمبر ۲۳۶۹، کلیات اہلی: یہ اہلی نہیں ہے۔ رباعی کا کلیات ہے۔ سرورق پر صلاح الدین خدابخش نے اپنے قلم سے کتاب اور مصنف دونوں کی تفصیل لکھی ہے۔

(۵۸) صفحہ ۷۴ - کتاب نمبر ۲۵۵۷، مثنوی اہلی: کتاب کا اصل نام مثنوی سحر حلال چاہیے۔

(۵۹) صفحہ ۸۴ - کتاب نمبر ۳۷۲۴، دیوان حسن: یہ غلام حسن بیتھوی کا دیوان ہے۔ دوسرا نسخہ نمبر ۲... پر موجود ہے۔

(۶۰) صفحہ ۸۶ - کتاب نمبر ۲۴۸۵، دیوان صائب: سنہ کتابت ۱۰۰۲ھ لکھا ہے جو صحیح نا ممکن ہے کہ صائب نے ۱۰۸۰ھ یا بروایت دیگر ۱۰۸۵ھ میں وفات پائی۔ واقعتہً کتابت میں سنہ کتابت ۱۰۹۴ھ موجود ہے۔

(٦١) صفحہ ۹۹ - کتاب نمبر ۳۰۴۴ ، گلستانِ عشق : مصنف سید شاہ غلام حسن ساکن بیتھو (گیا) ، صاحب دیوان فارسی ہیں ، دیکھئے خدا بخش لائبریری کا جرنل ۱۲ - دیوان حسن بیتھوی کے دو قلمی نسخے نمبر ۱۹۰۲ ، اور نمبر ۴۲-۳۷ پر موجود ہیں -

(٦٢) صفحہ ۱۰۲ ، کتاب نمبر ۳۹۲۲ ، مولود شریف مع غزوات و معجزات : یہ کتاب فارسی نہیں اردو نظم میں ہے - اس فہرست کے بجائے اس کا صحیح مقام اردو مخطوطات کی فہرست میں ہے -

(٦٣) صفحہ ۱۲۵ ، کتاب نمبر ۲۴۹۴ : ریاض الحروف (ابرتی) : خانۂ کیفیت میں نسخۂ دیگر کی اطلاع ہے کہ نمبر ۲۵۰۵ دیکھا جائے یہ غلط ہے ۲۵۰۷ ہونا چاہئے - اسی فہرست میں ریاض الحروف کے دو نسخے اور بھی پائے جاتے ہیں - ملاحظہ ہو ص ۱۳۲ کتاب نمبر ۲۹۴۶ و کتاب نمبر ۴۱۰۳ -

(٦٤) صفحہ ۱۳۸ ، کتاب نمبر ۲۹۸۶ ، کلمات الشعرا : خانۂ فن میں اسے 'عروض' لکھا ہے ، صحیح تذکرۂ شعرا - دیکھئے ص ۲۲ کتاب نمبر ۳۳۶۴

(٦٥) ص ۱۳۹ ، کتاب نمبر ۳۹۶۷ ، نصاب عروض - فن نحو غلط - صحیح عروض -

(٦٦) صفحہ ۱۳۹ - کتاب نمبر ۲۶۳۲ (۲) ، عروض سیفی : فن نحو غلط ، عروض صحیح -

(٦٧) صفحہ ۱۳۹ - کتاب نمبر ۲۷۳۸ (۱۰) ، مجمع الصنائع : اسے فن نحو میں شمار کرنا غلط ہے ، صحیح فن صنائع بلاغت

(٦٨) صفحہ ۲۱۸ - کتاب نمبر ۳۰۶۹ : کتاب کا نام "جواب مکتوب شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری" غلط ہے - یہ حضرت شرف الدین احمد کے ۲۸ مکتوبات ہیں جو مظفر شمس کے مکتوبات کے جواب میں لکھے گئے - خانۂ مصنف میں کسی مصنف کا نام نہیں دیا گیا ہے -

(٦٩) صفحہ ۲۳۶ - کتاب نمبر ۲۴۶۳ ، کتاب نمبر ۲۶۲۶ ، کتاب نمبر ۳۰۰۸ اور ص ۲۸۵ پر کتاب نمبر ۳۷۱۱ : مکتوبات صدی کے ان چاروں نسخوں کے بیان میں خانۂ مصنف میں زین بدر عربی درج کیا ہے ، جبکہ خانۂ کیفیت میں انھیں 'جامع مکتوبات' لکھا ہے - جامع کو مصنف قرار دینا درست نہیں - خانۂ کیفیت میں دوسرے نسخوں کی اطلاع کے ذیل میں کتاب نمبر ۱۳۹۱ تا ۱۳۹۶ کا حوالہ ہے - ۱۳۹۱ غلط ہے ، ۱۳۹۲ صحیح -

(٧٠) صفحہ ۲۷۰ - کتاب نمبر ۴۰۷۰ ، ۲۸ ، ترکیب میر حسن دہلوی : صحیح ترکیب بند - یہ وہی کتاب ہے جو ص ۶۲ پر کتاب نمبر ۴۲۸۰ (۱۱) کے طور سے درج ہے ، جہاں اسے مثنوی کے فن میں ڈالا گیا ہے - لیکن یہاں فن ادب قرار دیا گیا ہے - وہاں خط نستعلیق لکھا ہے ، یہاں شکستہ - یہ امر بھی قابل ذکر تھا کہ اس نسخہ میں قتیل اور جہاندار کی غزلیں بھی منقول ہیں - دلچسپ بات یہ ہے کہ اس ص ۱۰۱ پر نمبر ۲۸۷۲ (۲) کرکے اس نسخہ کا مصنف مرزا حسن قرار دیا گیا ہے -

کتاب کا نمبر ۲۸۷۲ (۲) دیا گیا ہے اور تعداد اوراق ۱۹، سائز بھی مختلف ہے، گویا ایک کتاب کا ۳ جگہ اندراج ہے اور تینوں جگہ بیانات مختلف طور سے ہیں، جس سے گمان ہوتا ہے تین مختلف کتابیں ہیں، جبکہ حقیقۃً ایسا نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل تفصیل سے یہ نکتہ واضح ہو جائے گا۔

صفحہ نمبر	نام کتاب	نمبر کتاب	مصنف	فن	سنہ کتابت	تعداد اوراق	پیمانہ	خط	پروگریس نمبر
۶۲	ترکیب بند حسن دہلوی	۲۲۷۳ / ۱	–	مثنوی	۱۲ ذی الحجہ	۱۰	۱۳ × ۲۳ / ۱۱ × ۲۲	نستعلیق	۶۱۴۸
۱۰۱	ترکیب بند	۲۸۷۲ / ۲	مرزا حسن	–	۱۲۹۷	۱۹	۱۵ × ۲۴ / ۱۱ × ۱۹	شکستہ	۶۱۴۶ / ۲
۲۷۱	ترکیب (کذا) میر حسن دہلوی	۲۸۷۳	–	ادب	۱۳ و	۱۰	۱۳ × ۲۳ / ۱۱ × ۲۲	شکستہ	۶۱۴۸

صفحہ ۱۱- کتاب نمبر ۲۴۵۸- خسرو شیریں مصنفہ نظامی۔ یہ مثنوی حقیقۃً خسرو کی 'شیریں خسرو' ہے۔ خط بھی شکستہ نہیں نستعلیق ہے۔

صفحہ ۲۹- کتاب نمبر ۲۰۷۶- 'خسرو شیریں'۔ کیفیت میں اضافہ ہوگا: "ناقص الطرفین"۔

صفحہ ۳۵- کتاب نمبر ۴۰۶۴- اسمائے کتب کے کالم میں 'دیوان محمود' کے بدلے 'محمود نامہ' پڑھیے۔

صفحہ ۳۶- کتاب نمبر ۲۹۸۷- سفر نامہ سکندر۔ فہرست میں تعداد اوراق ۴۵ - صحیح ۱۰۵-

صفحہ ۴۰- کتاب نمبر ۲۷۶۴- قران السعدین - فہرست میں تعداد اوراق ۸۶- صحیح ۵۶-

صفحہ ۴۸- کتاب نمبر ۲۱۰۳ کلیات خاقانی - فہرست میں تعداد اوراق ۱۲۱- صحیح ۲۲۸

صفحہ ۵۱- کتاب نمبر ۳۴۸۱- نام کتاب مثنوی ابن عماد- نام مصنف کے کالم میں عماد الدین فقیہ کرمانی غلط، مصنف کا نام ابن عماد خراسانی۔ یہ مثنوی 'دہ نامہ' کے نام سے بھی مشہور ہے۔

صفحہ ۵۶- کتاب نمبر ۲۵۹۷- نام کتاب مختار نامہ مع پنجگانہ - دراصل یہ کتاب نامکمل ہے۔ آخری صفحہ پر اطلاع ہے کہ 'مختار نامہ مع پنجگانہ مقدم'۔ یعنی مختار نامہ سے پہلے پانچ کتابیں (مثنویاں) کا ہونا تھا۔ یہ پانچ کتابیں غالباً عطار کی مثنویاں ہی ہوں گی۔ اسی لئے کہ مختار نامہ سے پہلے ایک مثنوی ... کے نام سے موجود ہے دوسری مثنوی 'منطق الطیر' کا صرف ایک ... ہے بقیہ کتابوں کا کوئی پتا نہیں۔ ان سب باتوں کا کیفیت کے کالم میں اندراج ضروری تھا۔ دوسری بات یہ کہ اوراق بھی غیر مرتب طور پر مجلد ہو گئے ہیں۔

صفحہ ۶۱- کتاب نمبر ۲۷۵۶- نام کتاب حق ... اسمائے مصنفین کے کالم میں ... یعنی عطار ... محمود ... اور شرف الدین عطار ... لکھے۔

۴۱ صفحہ ۲۸ - کتاب نمبر ۳۸۳۲ - نام کتاب "تحفۃ العراقین"، فہرست نگار نے کاتب کا نام نور الحسن خان بتایا ہے۔ ترقیمہ میں حسب ذیل عبارت ہے: "۱۲۱۲ھ مطابق ۱۲۰۲ فصلی در مقام کوات مالکانہ سید نور الحسن خاں بہادر مرحوم مغفور تحریر نمودہ شد" کوئی کاتب اپنے کو مرحوم و مغفور نہیں لکھ سکتا۔ کاتب کوئی دوسرا ہے جس کا نام معلوم نہیں۔

۴۲ صفحہ ۳۱ - کتاب نمبر ۴۰۸۲، نام کتاب دیوان احمدی - فہرست نگار نے مصنف کا نام احمدی لکھا ہے۱۔ یہ دیوان بھی ماقبل دیوان کی طرح حضرت مخدوم چرم پوش کا ہے۔ ان کا تخلص احمد بھی تھا اور احمدی بھی۔

۴۳ صفحہ ۳۳ - کتاب نمبر ۲۹۰۷، نام کتاب دیوان حافظ - کیفیت کے خانے میں ناقص الآخر کا اضافہ کیجئے۔

۴۴ صفحہ ۴۱ - کتاب نمبر ۴۰۰۴، اسمائے کتب کے کالم میں اس مجلد میں فہرست نگار نے چار کتابیں بتائی ہیں: (۱) قصاید ظہیر (۲) پندنامہ عطار (۳) مامقیما (کذا) مصنفہ سعدی شیرازی (کذا) (۴) مثنوی (نام ندارد)۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جلد میں صرف پہلی کتاب قصاید ظہیر ہے اور (احمد حسین آزاد، جرنل ۱۱۰)

۴۵ صفحہ ۴۸ - کتاب نمبر ۲۹۵۳، نام کتاب قصاید و حکایات - فہرست نگار نے کتاب کا نام غلط لکھا ہے۔ یہ سرے سے قصاید میں ہی نہیں۔ مثنویات میں حکایتیں منظوم ہیں۔ سنہ کتابت کے خانے میں ایضاً لکھا ہے، جس سے مستنبط ہوتا ہے کہ ماقبل کتاب کی طرح یہ بھی ۱۲۴۱ف میں لکھی گئی۔ حالانکہ کتاب میں تاریخ کتابت درج نہیں۔ غرض کالم میں بھی قصاید کی غلط نشاندہی ہے۔ مصنف کا نام نہیں لکھا حالانکہ مصنف نے اپنا نام عبدالستار خاں بن شہباز خاں اور تخلص عبدی بتایا ہے۔

۴۶ صفحہ ۵۹ - کتاب نمبر ۳۴۳۵، نام کتاب "نام حق"، اس مجلد میں اور کتابچے ہیں۔ مثلاً: کریما، مامقیمان، آمدنامہ وغیرہ۔ مصنف کے کالم میں ایضاً بتایا ہے جس سے مستنبط ہوتا ہے کہ نام حق کا مصنف عطار ہے۔ حالانکہ مصنف شرف الدین بخاری ہیں۔

۱- (جرنل ۱۲ ص، [illegible])

(۷۷) صفحہ ۵۹ - کتاب نمبر ۲۷۰۴ - نام کتاب ہشت بہشت - اضافہ کیا جائے کہ اس کتاب کے ساتھ مثنوی دیول رانی وخضر خاں بھی موجود ہے۔

(۷۸) صفحہ ۶۳ - کتاب نمبر ۲۷۷۷/۲، کتاب کا نام 'پند نامہ و مثنوی' ـــــــــــ حقیقتاً یہ مثنوی نان وحلوا ہے اور اب اسکا شمارہ ۲۷۷۷/۳ ہے - اور اس کا مصنف بہاؤالدین عاملی ہے۔

(۷۹) صفحہ ۶۳ - کتاب نمبر ۲۳۴۲ - نام کتاب 'تحفۃ الاحرار' ہے - سال کتابت کے کالم میں ۸۸۶ھ درج ہے۔ حالانکہ یہ مثنوی کی تصنیف کا سال ہے۔

(۸۰) صفحہ ۶۶ - کتاب نمبر ۴۰۹۲ - نام کتاب 'دیوان حیدر' فہرست میں اس کا نمبر ۴۰۹۲ ہے۔ مگر یہ غلط اندراج ہے۔ کتاب کا صحیح نمبر ۲۴۰۹ ہے - پر دوسرا نمبر بھی غلط درج ہے (۵۶۸۴۲) صحیح نمبر ۵۶۸۴ ہے۔

(۸۱) صفحہ ۶۷ - کتاب نمبر ۲۳۵۲، نام کتاب 'دیوان وحشی' فہرست نگار نے پوری کتاب پر نظر نہیں ڈالی۔ اس میں کلام وحشی کے علاوہ دو مثنویاں عرفی کی بھی ہیں (فرہاد وشیریں و مجمع الابکار) 'فرہاد وشیریں' کے خاتمہ پر سنہ کتابت ۱۰۷۳ھ درج ہے اور چونکہ تینوں کتابیں ایک ہی کاتب کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اس لیے قیاس کیا جاتا ہے کہ دیوان وحشی کی بھی کتابت شاید اسی سنہ کی ہو۔

(۸۲) صفحہ ۶۹ - کتاب نمبر ۲۴۳۸ - نام کتاب 'دیوان محتشم کاشی' - دراصل یہ بیاض مراثی ہے اور اس میں ہفت بند کاشی بھی ہے' مگر 'ہفت بند' کا مصنف 'کاشی' کمال الدین حسن کاشی ہے، نہ کہ محتشم کاشی۔ اس کو دیوان سمجھنا بھی غلط ہے اور فن میں غزلیات کا اندراج دکھانا بھی غلط۔ نسخۂ دیگر کے لیے جو حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی غلط ہو گیا۔

(۸۳) صفحہ ۷۰ - کتاب نمبر ۳۳۵۴، ۳۴۴۱، ۳۷۳۶ - ان تینوں کتابوں کے فن کے کالم میں غزلیات درج ہے۔ ان کو مثنوی ہونا چاہیے۔

(۸۴) صفحہ ۷۱ - کتاب نمبر ۳۴۸۴ - نام کتاب قصاید ثنائی - نام کتاب دیوان ثنائی ہونا چاہیے اور فن کے کالم میں دیوان نہ کہ قصاید۔

(۸۵) صفحہ ۷۳ - کتاب نمبر ۳۵۱۵، نام کتاب کلیات جامی - یہ ایک ضخیم کلیات ہے مگر غزلیات کے مقطع میں جامی کا تخلص نہیں پایا جاتا۔ شاعر کا تخلص جامی نہیں بلکہ تم ہے۔ یہ شاعر اتنا مشہور نہیں اور نہ اس کا نام متداول تذکروں میں اس کا

سراغ ملتا ہے صرف صحف ابراہیم کے ذریعہ پتہ چلا کہ یہ محمد علی حجم ہندی کا دیوان ہے ۔ علی ابراہیم خان نے جو دو شعر تذکرے میں نقل کیے ہیں وہ اس دیوان میں موجود ہیں ۔ فارسی دیوان کا موجودہ نسخہ کمیاب ہے۔ فہرست نگار نے نہ جانے اس دیوان کو جامی سے کیسے منسوب کر دیا۔ جامی کی ساری تخلیقات مشہور و معروف ہیں۔

(۸۶) صفحہ ۷۶ ۔ کتاب نمبر ۳۹۳۸ ، نام کتاب مرثیۂ ملا محتشم ۔ اس کتاب کے اوراق فہرست میں ۶۸ بتائے گئے ہیں ۔ یہ ۱۶۸ ہونا چاہیے۔

(۸۷) صفحہ ۷۶ ۔ کتاب نمبر ۲۷۲۰ ، نام کتاب نل دمن ۔ کیفیت کے کالم میں یہ عبارت اضافہ کیجیے : یہ نسخہ کسی مطبوعہ نسخہ کی نقل ہے۔

(۸۸) صفحہ ۷۹ ۔ کتاب نمبر ۲۵۲۷/۲ ، نام کتاب قصاید ثنائی ۔ یہ صرف قصاید نہیں، بلکہ دیوان ثنائی ہے۔ فن کے کالم میں دیوان ہونا چاہیے نہ کہ قصاید۔

(۸۹) صفحہ ۷۹ ۔ کتاب نمبر ۲۵۸۴/۲ ، نام کتاب دیوان مغربی ۔ یہ دیوان مغربی کا نہیں بلکہ ایک غیر معروف شاعر داعی کا ہے۔ اس کتاب کا نام کلام داعی ہونا چاہیے۔ یہ نسخہ ناقص الطرفین ہے۔

(۹۰) صفحہ ۸۰ ۔ کتاب نمبر ۳۸۳۴ ، نام کتاب پند مادرت ، کیفیت کے کالم میں یہ عبارت اضافہ کیجیے : "در ترقیمہ نام مصنف فیضی فیاضی نوشتہ ۔ این اطلاع غلط است"

(۹۱) صفحہ ۸۰ ۔ کتاب نمبر ۳۶۸۰/۱ اس نمبر پر جو کتاب کا نام مندرج ہے وہ یہ ہے: (۱) بارہ ماسا (۲) رسالہ نظم اردو۔ دونوں اندراجات غلط ہیں۔ پہلی کتاب مولانا روم کی ایک حکایت ہے اور دوسری کتاب بارہ ماسا بزبان اردو ہے۔

(۹۲) صفحہ ۸۱ ۔ کتاب نمبر ۲۴۰۰ ، نام کتاب جنگ نامہ ، اس کتاب کو نعمت خاں عالی کے نام سے منسوب کیا ہے۔ اور اس کو مثنوی سمجھ کر منظومات میں شامل کر کے فن مثنوی میں داخل کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ نثر کی کتاب ہے۔ منظومات کی فہرست میں اس کی شمولیت غلط ہے۔

(۹۳) صفحہ ۸۳ ۔ کتاب نمبر ۳۴۷۳ ، نام کتاب دیوان بے خبر ۔ فہرست میں کاتب کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ کتاب کے مہر پر کاتب کا نام اسد اللہ مرقوم ہے۔ دیوان بھی اسی خط میں ہے اس لئے کاتب اسد اللہ ہی ہے۔

(۹۴) صفحہ ۸۴ - کتاب نمبر ۲۹۴۲ - نام کتاب دیوان خالص - فہرست میں شاعر کا نام نواب سید حسن خاں لکھا ہے - صحیح نام سید حسین خاں، مخاطب بہ امتیاز خاں ہے، تخلص خالص -

(۹۵) صفحہ ۸۵ - کتاب نمبر ۲۴۱۵، نام کتاب دیوان شوکت - فہرست میں اس کتاب کے اوراق ۱۸ (اور سطور ۱۲) بتائے ہیں - مگر حقیقت میں اوراق ۸۸ (اور سطور ۱۳) ہیں - نیز اس جلد میں دیوان ناصر علی سرہندی بھی شامل ہے - اس کا کوئی تذکرہ نہیں - کیفیت کے خانے میں اس کی وضاحت ہونی چاہیے تھی -

(۹۶) صفحہ ۸۶ - کتاب نمبر ۲۴۳۲، نام کتاب دیوان صائب، کیفیت کے کالم میں ناقص الآخر بڑھایئے -

(۹۷) صفحہ ۸۷ - کتاب نمبر ۲۳۸۹، نام کتاب دیوان ظہوری - فہرست میں کاتب کا نام ملا یاران ولد عبدالقادر لکھا ہے - کتاب میں کاتب کا نام نہیں ملتا -

(۹۸) صفحہ ۹۰ - کتاب نمبر ۳۵۱۸، نام کتاب دیوان علی - یہ دیوان علی نہیں بلکہ دیوان جیلی ہے - کاتب کا نام علی لکھا ہے حالانکہ کتاب میں اس کا کہیں ذکر نہیں - اس کا اصل نام "سلوجیاں صاحب" ہے - سنہ کتابت ۲۱۱۲ھ بتایا ہے حالانکہ اس تاریخ کے لئے سات سو سال کا انتظار کرنا ہوگا - صحیح سال کتابت ۱۲۱۲ھ ہے - کاتب نے اس عدد کو ۲۰۱۲ھ لکھا ہے - بیچ میں نقطہ سنہ مذکور کے نون کا ہے - کیفیت کے کالم میں لکھا ہے کہ "خیلے کرم خوردہ وخستہ" یہ نسخہ کرم خوردہ اور خستہ حال نہیں -

(۹۹) صفحہ ۹۱ - کتاب نمبر ۲۶۲۹، نام کتاب دیوان واثق - کاتب کا نام فہرست میں نہیں لکھا گیا - اس کا نام مرزا غلام نادر ہے - کیفیت کے کالم میں اضافہ کیجئے: "دو مہریں خود کاتب کے نام کی اول و آخر میں ہیں"

(۱۰۰) صفحہ ۹۱ - کتاب نمبر ۲۵۱۶ - نام کتاب دیوان نظری - فہرست میں کتاب کا نمبر غلط درج ہو گیا ہے - اس کا نمبر ۲۵۶۱ ہے - کاتب کا نام بھی فہرست میں درج نہیں ہوا ہے - اس کا نام سید رحم علی لکھنوی ہے -

(۱۰۱) صفحہ ۹۱ - کتاب نمبر ۲۸۱۹ - نام کتاب دیوان ولی - مصنف کا پورا نام فہرست میں نہیں - اس کا پورا نام ولی دشت بیاضی ہے - دیوان کا ایک نسخہ نمبر ۶۳۹ اس کتب خانہ میں موجود ہے - اس کی تصریح کیفیت کے خانہ میں ہونی چاہیئے تھی -

یہ بڑا ناقص نسخہ ہے - اکثر اوراق کے حروف غیر واضح ہو گئے ہیں - کیفیت کے خانہ میں

ان باتوں کی وضاحت ہونی چاہیے تھی۔

(۱۰۲) صفحہ ۹۲ - کتاب نمبر ۳۵۰۰ - نام کتاب دیوان یحیی کاشی - فہرست میں سطور کی تعداد ۱۰ بتائی گئی ہے، حالانکہ اس میں ۱۴ سطور ہیں۔

(۱۰۳) صفحہ ۹۳ - کتاب نمبر ۳۵۱۷، نام کتاب مثنوی سحر بیان مسمیٰ بہ شورش عشق - سحر بیاں، اس مثنوی کا نام نہیں یہ محض صفت کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اس کا نام صرف 'شورش عشق' ہے۔

(۱۰۴) صفحہ ۹۳ - کتاب نمبر ۳۵۷۲ - نام کتاب فتوح الحرمین (مصور) - فہرست میں مصنف کا نام محمد یوسف ابن محمد اشرف واسطی بلگرامی لکھا ہے۔ حالانکہ یہ مشہور کتاب محی لاری کی تصنیف ہے اور اس کے کئی نسخے خود اسی کتب خانے میں موجود ہیں۔ محمد یوسف مذکور اس کتاب کے مصنف نہیں، بلکہ کاتب ہیں اور مالک بھی۔ ان کی مہر بھی کتاب میں ثبت ہے۔

(۱۰۵) صفحہ ۹۲ - کتاب نمبر ۳۵۴۲، نام کتاب رازونیاز۔ دراصل یہ مثنوی میر سید عبد بلگرامی کی ہے اور اس کا صحیح نام 'نازونیاز' ہے۔ رازونیاز فہرست میں غلط درج ہے۔ اس کتب خانے میں اس کا ایک نسخہ اور بھی ہے اور اسی فہرست کے ص ۹۹ پر اس کی نشاندہی ہے۔

(۱۰۶) صفحہ ۹۴ - کتاب نمبر ۷۴۴۲، نام کتاب 'کلیات طالب آملی' - فہرست کے کیفیت کے کالم میں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ اس پر شاہ عالم بادشاہ غازی کی مہر ہے۔ حالانکہ یہ مہر اس کی نہیں بلکہ اس کے ایک کسی امیر ابوالخیر خاں کی ہے جو اپنے کو خانہ زاد شاہ عالم بادشاہ غازی کہتا ہے۔ مہر کی عبارت یوں ہے: "ابوالخیر خاں خانہ زاد شاہ عالم بادشاہ غازی ۱۱۱۹ھ" یہی مہر کلیات کے دوسرے ورق پر بھی ثبت ہے۔ اس کے علاوہ دو اور مہریں بھی ہیں جو صاف پڑھی نہیں جاتیں۔

(۱۰۷) صفحہ ۹۴ - کتاب نمبر ۳۲۱۷ - نام کتاب قصیدہ لامیہ - فہرست نگار نے اس کو قصیدہ سمجھا۔ حالانکہ یہ قصیدۂ لامیہ کی شرح ہے جو نثر میں ہے۔ اس جلد میں حزیں کی اور بھی نثری تصانیف ہیں۔ ان کو منظومات میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔

(۱۰۸) صفحہ ۹۴ - کتاب نمبر ۳۴۸۵، نام کتاب 'قصاید نظیری' - دراصل یہ کتاب بیاض کی نوعیت رکھتی ہے۔ اس میں ایک قصیدہ بھی نظیری کا نہیں پایا جاتا بلکہ اس کے صرف منفرد اشعار ہیں اور صرف اس کے نہیں بلکہ زلالی، غنی، مہاراجہ بہادر عاشق، سلمان ساوجی وغیرہ کے اشعار ہیں۔ ان کے علاوہ سید صاحب عالم مارہروی کے ایک خط کی نقل ہے جو انھوں نے مارہرہ سے ۱۲۳۹ھ میں لکھا تھا۔ اس کو فہرست نگار نے

غلطی سے پوری کتاب کا سنہ کتابت سمجھا۔ ایک رقعہ انور علی یاس کا غیر منقوطہ ہے جو انھوں نے افتخار علی صاحب کو لکھا تھا، جس کو فہرست نگار نے کتاب کا کاتب سمجھا۔ کاتب کا نام اور سنہ کتابت دونوں کالعدم سمجھیے۔

(١٠٩) صفحہ ۹۵۔ کتاب نمبر ۲۴۵۱۔ نام کتاب 'کلیاتِ غالب' فہرست میں مذکور ہے کہ "یہ کتاب عطیہ صلاح الدین خدا بخش ہے" حالانکہ کتاب پر مرقوم ہے کہ "یہ عطیہ سید ضمیر الدین احمد ہے" شاید صلاح الدین کو ان سے پہنچی ہو اور لائبریری کو صلاح الدین سے۔

(١١٠) صفحہ ۹۵۔ کتاب نمبر ۳۸۵۱، نام کتاب 'کلیات حزیں'، فہرست نگار نے اس کتاب کے مشمولات حسب ذیل بتائے ہیں: (١) صفیر دل (٢) قصاید (٣) رباعیات (۴) غزلیات۔ حالانکہ ابتدا میں قصاید و قطعات ہیں؛ اس کے بعد غزلیات پھر رباعیات اور آخر میں مفردات۔ صفیر دل حزیں کی ایک الگ مثنوی ہے جو اس کلیات میں شامل نہیں۔ کاتب کا نام سید محمد اصلح تو ٹھیک لکھا ہے لیکن اس کلیات میں جو رباعیات کا حصہ ہے اس کے کاتب کا نام نند کشور لکھا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ پورے کلیات کا طرز کتابت یکساں ہے۔ بادی النظر میں دونوں کاتبوں کے طرز تحریر میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ ممکن ہو کہ دونوں ایک ہی استاد کے شاگرد ہوں۔

(١١١) صفحہ ۹۵۔ کتاب نمبر ۳۹۰۱، نام کتاب 'کلیات بیدل' یہ بیدل کا 'کلیات' نہیں بلکہ صرف دیوان ہے۔

(١١٢) صفحہ ۹۶۔ کتاب نمبر ۳۵۵۸۔ نام کتاب 'کلیاتِ قاہر'۔ فہرست نگار نے شاعر کا نام کے ساتھ خاں کا اضافہ کردیا ہے، جو غلط ہے۔ خان شاعر کے نام کا جز نہیں بلکہ اس کا تعلق اسی کلیات کے ہبہ کرنے والے یعنی خاں صاحب .... نور الحسن سے ہے۔

(١١٣) صفحہ ۹۶۔ کتاب نمبر ۳۸۸۳۔ نام کتاب 'کنز تواریخ'، مصنف کے کالم میں مصنف کے نام کے بعد لفظ "عظیم آبادی" اضافہ کیجیے۔ (فہرست نگار نے نام 'کنز التواریخ' لکھا ہے، صحیح 'کنز تواریخ')

(١١٤) صفحہ ۹۷۔ کتاب نمبر ۲۴۳۵، نام کتاب 'مثنوی حزیں' فہرست میں کاتب کا نام جمال الدین ابو المعالی درج ہے۔ حالانکہ یہ مصنف کا خود نوشتہ ہے۔ حزیں نے اپنا نام اسی طرح جمال الدین ابو المعالی لکھا ہے۔ فہرست کے اندراج سے شبہ ہو سکتا ہے کہ حزیں کے علاوہ یہ کوئی دوسری شخصیت ہے۔ کیفیت کے خانے میں یہ اطلاع ہے کہ اس کا ایک نسخہ ۶۲۸ھ بھی موجود ہے۔ ۶۲۸ کو ۶۶۸ پڑھا جائے۔

(١١٥) صفحہ ۹۷۔ کتاب نمبر ۲۴۴۹، نام کتاب 'مثنویات فاخر' فہرست نگار نے اس کو مثنویات سمجھا ہے۔ حالانکہ یہ صرف ایک مثنوی ہے جو معجزات حضرت علی اور آئمہ اطہار پر مشتمل ہے۔ یہ رمز علی ہے اس کی نشاندہی بھی

کرنا چاہیے تھی۔ کتابت کا اندازہ ۱۲ویں صدی کا بتایا ہے۔ شاعر کا انتقال ۱۲۴۱ھ میں ہوا ہے۔ قیاس ہے کہ اس کی کتابت ۱۳ویں صدی کی ہوگی۔ فہرست نگار نے کیفیت کے خانے میں اطلاع دی ہے کہ اس مثنوی کا دوسرا نسخہ م ۵۹۶ اس کتب خانے میں موجود ہے' یہ بیان صحیح نہیں م ۵۹۶ مثنوی نہیں بلکہ دیوان فاخر ہے۔

(۱۱۶) صفحہ ۹۷ کتاب نمبر ۳۲۹۹، نام کتاب مثنویات و رباعیات و قطعات۔ اس کا نام کلیات ہونا چاہیے۔ فن کے خانے میں اس کو ایضاً (= مثنوی) ظاہر کیا گیا ہے جو غلط ہے۔

(۱۱۷) صفحہ ۹۷۔ کتاب نمبر ۲۴۷۶، نام کتاب مثنوی بلگرامی۔ اس مثنوی کا موضوع جشن کتخدائی فرخ سیر و دختر اجیت سنگھ راٹھور ہے۔ اس کی نشاندہی کرنا تھی۔ کاتب کا نام فہرست نگار نے محمد کریم بتایا ہے۔ حالانکہ یہ کتاب محمد کریم کی فرمائش سے مکتوب ہوئی ہے اور اس کا کاتب رام دھن نامی ایک دوسرا شخص ہے۔

(۱۱۸) صفحہ ۹۷۔ کتاب نمبر ۲۴۷۹، نام کتاب لیلیٰ مجنوں، فہرست میں سنہ کتابت ۱۲۱۵ھ درج ہے۔ لیکن یہ سنہ کتاب مذکور پر کہیں درج نہیں۔

(۱۱۹) صفحہ ۹۸۔ کتاب نمبر ۲۴۸۸، نام کتاب' محمود و ایاز'۔ اس کتاب کے علاوہ مثنویات طغرا بھی اسی کتاب میں شامل ہیں کیفیت میں اس کی نشاندہی ہونی چاہیے تھی۔

(۱۲۰) صفحہ ۹۹۔ کتاب نمبر ۲۸۲۱، نام کتاب' مثنوی ناصر'، فہرست میں کتابت کے کالم میں ۱۱۱۱ھ درج کیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ موجود اطلاع یہ ہے کہ کسی نے ۱۱۵۵ھ میں اس کتاب کو خرید کیا تھا۔

(۱۲۱) صفحہ ۹۹۔ کتاب نمبر ۲۸۰۶۔ نام کتاب' مطلع الانوار' کیفیت کے خانے میں یہ عبارت ہے: "مشتمل بر چند قصاید"۔ لفظ' چند' کو حذف کیجیے۔ اس میں صرف ایک قصیدہ ہے۔

(۱۲۲) صفحہ ۹۹۔ کتاب نمبر ۱۱۵۴، نام کتاب' منتخب جلال اسیر'۔ اس کتاب کے ساتھ دیوان فطرت بھی شامل ہے۔

(۱۲۳) صفحہ ۱۰۱ کتاب نمبر ۳۲۸۵/۱، نام کتاب' مثنوی ناصر' فہرست میں صفحات اور سطور کا اندراج غلط ہے۔ اوراق ۲۶ کی جگہ ۴۶ صحیح اور سطور ۱۵ کی جگہ ۱۹ صحیح۔ تاریخ کتابت ۱۱۳۴ھ غلط ہے۔ کتابت سنہ ۸ جلوس محمد شاہ کی ہے۔ جس کی مطابقت ۱۱۳۸ھ سے ہوتی ہے۔ فن کے کالم میں ایضاً لکھا ہے جس سے دیوان سمجھا جا سکتا ہے حالانکہ یہ مثنوی ہے۔

(۱۲۴) صفحہ ۱۰۱۔ کتاب نمبر ۳۲۱۷/۲، نام کتاب رسالۂ تخمیس بیدل، کیفیت کے خانے میں درج ہے: "در فارسی و اردوئے قدیم" جس سے اشتباہ ہو سکتا ہے کہ بیدل کا اردو کلام ہے۔ حالانکہ یہ اطلاع

غلط ہے۔ اسی جلد میں ایک رسالہ نثر کا میر عظمت اللہ بےخبر کا ہے جس کا نام "غبار خاطر" ہے۔ اس کے بعد رگھوناتھ بنارسی کے کچھ ہندی اشعار درج ہیں جن کا بیدل سے کوئی تعلق نہیں۔

(۱۴۵) صفحہ ۱۰۱۔ کتاب نمبر ۳۰۳۸، نام کتاب دیوان منشا۔ یہ دراصل دیوان نہیں، بلکہ کلیات ہے جس میں نظم و نثر، قطعات تاریخ و دیگر منظومات کے ساتھ غزلیات بھی مندرج ہیں۔ فہرست میں تعداد اوراق صرف ۴۶ بتائی ہے حالانکہ اوراق کی تعداد ۱۱۶ ہے۔ سنہ کتابت کے کالم میں کتابت کا سال ۱۲۰۳ فصلی دیا ہے، ترقیمہ میں ۱۲۰۳ صاف طور پر پڑھا نہیں جاتا۔ یہ سنہ اس لئے غلط ہے کہ منشا کی وفات ۱۲۵۵ھ میں واقع ہوئی اور ان کی عمر وفات کے وقت صرف ۴۰ سال کی تھی، اس لئے ان کی پیدائش ۱۲۱۵ فصلی قرار پاتی ہے (جو مطابق ۱۲۰۵ھ کے ہے) اس لیے صرف دو سال کی عمر میں دیوان کا مرتب ہو جانا حیرت ناک ہے۔

●●

محمد عتیق الرحمٰن

تصحیح واضافہ

مفتاح الکنوز: کتابخانہ خدابخش کی عربی فہرست

تاریخ کتابت کے مسامحات

عربی زبان کے مندرجہ ذیل قلمی نسخے ایسے ہیں جن کا سنہ کتابت عربی ہینڈ لسٹ "مفتاح الکنوز" (ج ۱، ۲) میں غلط دے دیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں اصل نسخے دیکھ کر صحیح سنہ کتابت تحریر کئے گئے ہیں اور غلط سنہ کتابت کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔

کتاب الانوار، ہینڈ لسٹ نمبر ۷۹۲: اس کا سنہ کتابت ۸۷۶ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں ۷۷۶ھ کا اندراج پایا جاتا ہے۔

شرح قواعد الاحکام، ہینڈ لسٹ نمبر ۹۲۱: سنہ کتابت ۹۳۴ھ درج ہے۔ حالانکہ یہ سنہ مقابلہ ہے۔ کتابت کی کوئی تاریخ درج نہیں۔ گو یہ آس پاس ہی کی معلوم ہوتی ہے۔

فتح القدیر، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۱۲: سنہ کتابت ۸۷۸ھ درج ہے۔ جبکہ یہ سنہ مقابلہ ہے۔ کتابت اس سے چند سال قبل کی معلوم ہوتی ہے۔

فتح القدیر، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۱۴: سنہ کتابت ۸۵۷ھ درج ہے، جبکہ اصل نسخہ میں یہ سن مقابلہ ہے۔ کتابت نویں صدی ہجری کی کہی جا سکتی ہے۔ (یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس کا مقابلہ اصل نسخہ سے مصنف کی زندگی میں مدینہ منورہ میں ہوا، جیسا کہ درج ذیل عبارت سے واضح ہوتا ہے: بلغ مقابلة صحيحة على نسخة المصنّف ابقاه الله حيوته في مدينة رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يوم الاربعاء رابع شهر رجب المرجب سنة سبع وخمسين وثمان مائة)

ملتقی الابحر، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۷۴: سنہ کتابت ۹۲۶ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں ۹۲۳ھ لکھا ہے۔

ملتقی البحار، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۷۷: " ۸۳۸ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں ۸۳۵ھ لکھا ہے۔

مواہب الرحمن، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۸۷: " ۹۶۹ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں ۹۶۸ھ لکھا ہے۔

الفقہ الاکبر، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۲۴۲: " ۸۰۶ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں ۸۲۶ھ لکھا ہے۔

مطالع الانظار، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۲۶۰: " ۹۷۵ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں ۹۰۵ھ لکھا ہے۔

فتوحات مکیہ، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۳۵۷: " ۹۹۳ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں ۹۹۶ھ لکھا ہے۔

الحاشیہ علی المطول، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۶۴۱ : سنہ کتابت ۹۶۳ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں ۹۹۲ لکھا ہے۔

الحلیہ، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۶۸۷ : سنہ کتابت ۷۹۷ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں ۷۷۷ھ ہے۔

الصحاح، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۶۹۵ : " ۶۳۲ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں ۶۳۳ھ ہے۔

کتاب الصفات والحلی، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۷۰۴ : سنہ کتابت ۸۴۴ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں ۸۴۱ھ ہے۔

دیوان المتنبی، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۷۷۶ : سنہ کتابت ۹۴۳ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں ۱۰۳۱ھ ہے۔

الکواکب الدریہ، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۸۳۰ : سنہ کتابت آٹھویں صدی لکھا ہے۔ اصل نسخہ میں ۹۲۱ھ ہے۔

الحاشیہ علی حاشیہ میر زاہد، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۹۵۱ : سنہ کتابت ۱۲۵۱ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں سنہ کتابت کہیں نہیں ملتا۔ ۱۳ویں صدی کی کتابت کہی جا سکتی ہے۔

رسالہ فی الشعاعات، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۴۸ : سنہ کتابت ۹۷۰ھ درج ہے۔ اصل نسخہ میں ۸۹۰ ہے۔

مفتاح الجفر، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۸۲ : سنہ کتابت ۸۳۲ھ لکھا ہے۔ اصل نسخہ میں اس کا کوئی سنہ کتابت درج نہیں۔ اس کے شروع صفحہ پر مندرجہ ذیل تحریر ملتی ہے : اهدا ۱۵ الی السلطان الملک المؤید الشیخ محمود وذلک فی سنۃ ۸۲۳ من الھجرۃ کیٹلاگر نے غلطی سے اس کو سنہ کتابت سمجھ لیا اور پھر اس کا ہینڈ لسٹ میں اندراج کر دیا جبکہ یہ سنہ کتابت نہیں، بلکہ جس سال یہ نسخہ سلطان محمود کی خدمت میں پیش کیا گیا اس کا یہ سال ہے۔ تخمینی سال کتابت ۹ویں صدی ممکن ہے۔

تذکرۃ الکحالین، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۹۱ : سنہ کتابت ۵۲۵ھ لکھا ہے۔ جبکہ اصل نسخہ میں ۵۵۵ھ درج ہے۔

منہج السالک، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۹۹ : سنہ کتابت ۹۸۳ھ درج ہے، جبکہ اصل نسخہ میں ۷۸۳ھ ملتا ہے۔

حلیۃ الواصلین، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۰۴ : سنہ کتابت ۷۷۳ھ درج ہے، جبکہ اصل نسخہ میں کہیں سنہ کتابت درج نہیں۔ سنہ کتابت ۱۲ویں صدی لکھا جا سکتا ہے۔

کتاب الاغذیہ، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۴۴ : سنہ کتابت ۹۱۴ھ درج ہے، جو غلط ہے۔ شروع صفحہ پر مندرجہ ذیل تحریر ملتی ہے : استعادۃ من الزمان الفقیر الی ربہ لمحمد عبد الرحمن بن علی بن المؤید عفی عنہم بنہار الجمعۃ الثامن من ربیع الاول سنۃ اربع عشرۃ وتسعمائۃ ہجریہ بمحروسۃ قسطنطنیہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ کیٹلاگر نے غلطی سے اس تحریر کے سنہ (۹۱۴) کو سنہ کتابت سمجھ لیا۔ جبکہ یہ مالک کتاب کی ملکیت کا سن ہے۔ سنہ کتابت آٹھویں صدی لکھا جا سکتا ہے۔

نہایۃ الارب من ذکر ولاۃ حلب، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۳۳۷ : سنہ کتابت ۱۰۲۹ھ درج ہے۔ جبکہ اصل نسخہ میں کہیں سنہ کتابت درج نہیں۔ ۱۱ویں صدی کی کتابت قرار دی جاسکتی ہے۔

تاریخ سلاطین آل عثمان، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۳۴۱ : سنہ کتابت ۹۲۷ھ درج ہے، جبکہ اصل نسخہ میں کہیں سنہ کتابت درج نہیں۔ اس کی ۱۱ویں صدی کی کتابت ہوسکتی ہے۔

نہایۃ الکمال، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۴۱۶ : سنہ کتابت ۷۱۸ھ درج ہے جبکہ اصل نسخہ میں کہیں سنہ کتابت نہیں ملتا۔ یہ آٹھویں صدی کا نسخہ ہوسکتا ہے۔

رسالہ فی معرفۃ اخراج القبلہ، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۵۲۰/۱۱ : اس کی کتابت ۹ویں صدی لکھا ہے۔ جبکہ اصل نسخہ میں سنہ کتابت درج ہے اور وہ ۸۷۶ھ ہے۔

کتاب البرہان فی علم المیزان، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۸۲۳ : سنہ کتابت ۹۴۰ھ درج ہے جبکہ اصل نسخہ میں ۹۴۸ھ ملتا ہے۔

الصحیفۃ الکاملہ، ہینڈ لسٹ نمبر ۳۴۶۶ : سنہ کتابت ۹۱۸ھ لکھا گیا ہے، جبکہ اصل نسخہ میں ۱۰۱۱ھ ہے۔

●●

خدا بخش لائبریری کی مطبوعات

• خدا بخش لائبریری جرنل (سہ ماہی تحقیقی مجلّہ) ۱۹۷۷ء سے جاری: ابتک ۴۰ شمارے چھپ چکے ہیں۔ فی شمارہ ۱۵ روپے

• ڈسکرپٹو کیٹیلاگ (خدا بخش کے عربی، فارسی مخطوطات کی توضیحی فہرست انگریزی میں) شعر فارسی، تاریخ ہند، فقہ اسلامی، قرآنیات، حدیث، تذکرہ = ۱۲ جلدیں۔ فی جلد ۳۵ روپے

• خدا بخش مخطوطات کی مجمل فہرستیں (فارسی ۳ حصے؛ عربی ۳ حصے؛ اُردو ۱ حصہ) مجموعی قیمت: ۶۵ روپے

• شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان (شاہ عالم کے عہد میں مرزا جان طپش دہلوی کی لکھی ہوئی محاورات اُردو کی لغت) ۱۰ روپے

• تصویر محبت (شمس الدین فقیر کی فارسی مثنوی جو میر کی 'شعلۂ عشق' کا ماخذ بنی) ۱۰ روپے

• بارھویں صدی کے شعرای فارسی کے معاصر تذکرے: ■ خان آرزو کا مجمع النفائس؛ ■ نقش علی کا باغ معانی ■ علی ابراہیم خلیل کا صحف ابراہیم۔ ہر ایک ۱۰ روپے

• خدا بخش خطبات: فارسی اور ہندوستان (نذیر احمد) • میری تنقید — ایک بازدید (کلیم الدین احمد) ہر ایک ۱۰ روپے • افکار رومی (عبدالسلام خاں مکتبۂ جامعہ) ۴ روپے

• خدا بخش خطبات (انگریزی میں): عہد نبوی کی تقویم کی تشکیل نو (ہاشم امیر علی) • صوفی لٹریچر عہد سلطنت میں (بروس لارنس) • صوفیہ کے مکتوبات وملفوظات: سماجی سیاسی تاریخ کا ایک اہم ماخذ (سید حسن عسکری) ہر ایک ۱۰ روپے • فارسی ادبیات میں ہندوستان کا حصہ، جدید تحقیقات کی روشنی میں (امیر حسن عابدی) • اسلام کی چودہ صدیاں پوری ہونے پر چند خیالات ہندو مسلم مسئلہ اور اسلام و عصر جدید کے بارے میں (بدرالدین طیب جی) ہر ایک دس روپے

• خدا بخش، صلاح الدین خدا بخش، سچدانند سنہا اور جادو ناتھ سرکار کے قلم سے۔ دس روپے

• خدا بخش لائبریری: ایک تعارف (اسکاٹ او کونر کے قلم سے) ۱۰ روپے

• تاریخہای پیدایش و وفات: (شمس العلما محمد سعید حسرت عظیم آبادی م ۱۳۰۴ھ کے قلم سے) ۱۰ روپے

• یو پی کانگریس کے پہلے اجلاس کا خطبۂ صدارت (موتی لال نہرو) دس روپے

• فرہنگ آصفیہ: ایک جائزہ (قاضی عبدالودود) دس روپے

• رسائل کے دفینوں سے اُردو ادب کی بازیافت: پہلی جلد ادیب (الٰہ آباد)؛ دوسری جلد العصر؛ تیسری جلد صبح امید؛ چوتھی جلد معیار ہر ایک ۴۵ روپے

• تدوین متن کے مسائل (خدا بخش سیمینار) ۱۵ روپے

PUBLICATIONS OF KHUDA BAKHSH LIBRARY, PATNA

1.	Khuda Bakhsh Library : An Introduction	by Scott O'Connor	Rs. 10/-
2.	Khuda Bakhsh (Biography)	by S. Khuda Bakhsh & Jadunath Sarkar	Rs. 10/-
3.	Contemporaries in Chronograms (Persian)	by Hasrat Azimabadi	Rs. 10/-
4.	My Criticism — A Retrospect (Urdu)	by Prof. Kalimuddin	Rs. 10/-
5.	Sufi Literature in the Sultanate Period	by Dr. Bruce Lawrence	Rs. 10/-
6.	Maktub & Malfuz Literature— As a Source of Socio-Political History	by Prof. S. H. Askari	Rs. 10/-
7.	Reconstruction of Islamic Chronology	by Dr. Hashim Amir Ali	Rs 10/-
8.	Persian Language and Literature in India	by Dr. Nazir Ahmad	Rs. 10/-
9.	Shamsul Bayan : An early Urdu Dictionary	by Mirza Jan Tapish	Rs. 10/-
10.	Bagh-i-Ma'ani : A Biographical Dictionary of 18th Century Persian Poets	by Naqsh Ali	Rs. 10/-
11.	Majma'un - Nafais : Biographical Dictionary of 18th Century Persian Poets	by Khan Arzu	Rs. 10/-
12.	Suhuf - i - Ibrahim : Biographical Dictionary of 18th Century Persian Poets	by Ali Ibrahim Khalil	Rs. 10/-
13.	Masnavi Tasweer-i-Mahabbat	by Shamsuddin Faqir	Rs. 10/-
14.	Presidential Address of the 1st Session of the U. P. Congress	by Pt. Motilal Nehru	Rs. 10/-
15.	Rich & Valuable Contribution of India to Persian Literature	by Dr. S. A. H. Abidi	Rs. 10/-
16.	Urdu Literature as selected from Old Periodicals Vol. I (Adeeb, Allahabad)	—	Rs. 45/-
17.	Urdu Literature Vol. II (Al - Asr, Lucknow)	—	Rs. 45/-
18.	Urdu Literature Vol. III (Subh - i -Ummid, Lucknow)	—	Rs. 45/-
19.	"Miyar" of Qazi Abdul Wadood, in 1936, (Urdu)	—	Rs. 45/-
20.	Catalogues of Arabic & Persian Manuscripts of Khuda Bakhsh O. P. Library. Vols. 1-3, 7, 8, 19, 29-34	Rs. 35/- (Each)	
	3+3 Vols		Rs. 60/-
21	Hand List of Persian Arabic Manuscripts		Rs. 10/-

overlooked. I hope I am wrong in thinking that they are being relegated well into the background. The general assumption seems to be that if those who call themselves Muslims had more jobs in the Services, more seats in Parliament, more say in the public and private enterprises, business houses, etc., all would be well with Islam in this country; it would become a vital factor once more in shaping its destiny.

It is quite evident that, if this were to happen, the individual lot of many such deprived and neglected persons would improve out of all recognition. But would this **ipso facto** be a contribution of Islam to the civilising, humanising and spiritual enlightment of India ? One may be forgiven for doubting it. Would all these new "Muslim" office-bearers and business-men bring into the affairs of this country, its administration, rule of law, probity and general standard of efficiency any element that could be considered as a direct consequence of their being Muslims ? — of trying their best to follow in the footsteps of the Prophet ?

Surely, this would only happen, if the persons concerned were, in their public and private life, as determined in demonstrating in practice the spiritual and moral aspects of their religion as they were concerned in acquiring the material benefits that they sought from it.

These are the kinds of "Prospects and Problems" of Islam in the next century that come to my mind. To bolster up our courage for facing them, I shall end with quoting a saying of the Prophet. It has brought me personally much solace :

"Verily, we are in an age in which if we abandon one-tenth of what is ordered we shall be ruined. After this a time will come when he who will observe one-tenth of what is now ordered will be redeemed."

Is the beginning of the 15th century of Hijri the time that the Prophet was thinking of ?

———

of this fertilisation, had as much of the new Islamic spirit and contents in them as the formal Islamic teachings and principles had those of the messages and teachings of the earlier prophets and divines. How could it have been otherwise ? Had not the Prophet himself declared that he was bringing no new message; only the old one in its true form !

Due to a loss of self-confidence, particularly in the last few centuries, and especially in India with the loss of temporal dominion, Muslims have become almost pathologically anxious to demonstrate their "separateness" from the rest of mankind. They progressively tend to emphasize their differences from them instead of trying to do, what they so brilliantly did in their heyday, to bring out the "commonality" in human beings, their common ends, and to bridge the different paths by which they seek to reach them. This reversal of attitude and, even more, the mentality that inspires it, seems to me to go contrary to the spirit of Islam, its traditions, and above all the glorious example set by the Propeet by his life and pragmatic day-to-day conduct. In that the importance of judging each action by the nature of the intention (*niyat*) behind it, has been so often stressed and given so much significance, that to continue to judge acts only on the basis of their conformity to tradition, for even the letter of laws formulated centuries after the Prophet, seems to me un-Islamic in spirit. To me, therefore, the lack of initiative shown, the fear-complex manifested, and the abject withdrawal into their shells with all windows and doors barred, by Indian Muslims, whenever any question of taking joint action with their fellow non-Muslim compatriots on matters concerning social reforms is raised, as for instance for framing a Common Civil Code, it is a source of deep disappointment.

It seems to me that in India most of the eagerness, self-introspection, organisational effort and community-concern that is now being manifested by Muslims in the future of Islam as a catalytic element in Indian civilisation, seems to be almost wholly focussed on efforts to better their own economic, political and temporal-power position. In brief, it is towards the material aspects of Islam as a way of life and conduct that their eyes and energy are turned. The spiritual qualities required to make a man a good Muslim are

yard-stick for assessing the position of Islam or its problems and prospects in this country or anywhere else. The latter encompass a much, much wider field — that of humanity as a whole. How has Islam affected it in the last 1400 years ? How is it likely to affect it in the coming centuries ?

I have an uncomfortable feeling that in our absorbtion with ourselves as Muslims, in our desire to make ourselves out as the "chosen" people in contravention to the Prophet's warning and injunctions against the indulgence of any such conceit or complex, we have tended to ignore the enormous contribution that Islam has made to the way of life, thinking and praying, of mankind as a whole, merely because it has not been made directly by Muslims as such. It has been made through the agency of non-Muslims who have appreciated Islam — its values, its principles, way of thinking, and attitude towards God and other fellow human beings. Islam's influence on all these aspects of human activity, feelings and understanding of man and God, has been profound. Soon after it burst on the world in a remote desert, it fanned out from there and flamed over a good part of the then known world. Its physical confrontation and conflicts with rival forces and ideologies metamorphosed the political, ethical and intellectual climate of the times and of those regimes, in particular. The so-called "Dark Ages" prevailing there ultimately blossomed forth into the Renaissance. A new age of enquiry, discovery, speculation and experiment began. Literature, law, science and even religion were revitalised, rehabilitated, transformed and, sometimes, transfigured by a new infusion of energy, inspiration, and enthusiasm as a result of this encounter with Islam. Muslims and non-Muslims collaborated in this — an early example of joint ventures — Islamic forthrightness, clear-cut guidelines, gave a new sense of direction, of self-confidence, and helped to clear much of the doubt, mystification, confusion, and double-talk that had accumulated round the divine messages that had earlier been sent down from high through successive prophets and seers. It thus liberated the consciences and set free from shackles the minds and hearts of an infinitely larger number of persons than only those who formally chose to enrol themselves as Muslims The new laws, the new social order, the new sciences that germinated as a result

particular bent of mind and interests, or the school of theology to which they subscribed. Is it really possible – is it within the competence of man, to judge what the relative Islamic contents was in the lives of the people who lived under these regimes, let alone to split its impact into separate spiritual and material components ?

To come nearer home, is it really possible to judge whether the contribution of Islam to India was greater or lesser during the time of the Sultans of Delhi, compared to what it was in the different reigns of the Great Mughals, the Qutub Shahis, or Hyder Ali and Tipu Sultan ? In my personal opinion, Islam made its greatest impact in the material sense, as well as in the spritual sense of influencing the way of life and thought of its people as a whole, during the reign of Akbar. The Editor of a paper whose whole ostensible object is to champion Islam and propagate its principles and values has, however, recently dubbed Akbar as "that great misguided buffoon" I was struck not so much by his perspicacity, as by the particular expression used; it so pithily demonstrated the perfect harmony prevailing between his knowledge of Akbar's character and of English idiom. Unfortunately, it does not lead us any further in answering the questions that I have put before you. Those, I am afraid will have to be left for answer at our final reckoning with the Creator.

This, however, leads me on to an aspect of Islam that I think has been neglected. It deserves in my opinion to be specially emphasised in a country like ours, where the bulk of its citizens are non-Muslims. Earlier, I had referred to the significance of the Prophet's stress on linking Islam with the message preached by the prophets and divines who had preceded him. I should like now to associate this in, your minds, alongwith his insistence on the universality of Islam. It was to be a blessing for all mankind, not just for the comparative few (that was particularly so in his own life-time) who formally call themselves Muslims. Considered in this light, the ups and downs of Muslim — Kings and Princes, Ministers and MPs , Clerks & I A.S. Officers — though certainly of great interest and importance to other aspiring Muslims, in particular, is not and cannot be either a very reliable or even significant

spiritual sense. In fact, one might even say that a good life in the Islamic sense, means a life that is harmonious in both its material and spiritual aspects. The two are inextricably linked together; they are a part of the same conception and not separate entities. Both are God given and depend on his bounty, that has to be earned by conforming to his injunctions.

Nonetheless, Islam cannot be judged only on the basis of the material success or failure of the persons who claim to be Muslims. It has to be judged by the spiritual and ethical values that it has succeeded or failed to bring into their lives, and in those of the people among whom they live or are associated with, as well as by its success or failure in the material aspects of their existence.

If one looks back on the history of Islam during the last fourteen hundred years, one will find that there have been periods when the material prosperity of those who called themselves Muslims at that time was enormous, but the spiritual and ethical values of Islam were at a low ebb and **vice versa.**

Obviously, we cannot put the spiritual and the material contents, success, value, received from Islam (or whatever other encompassing term we may choose to apply to it) during the various phases, developments and turns, through which Islam has passed in its fourteen centuries of existence, into separate weighing pans. Any attempt to assess what their individual contribution has been to life-on-earth would be even more futile. What would be the criterion on which we would judge their respective weights ? How shall we determine what the right proportion should be between them — the spiritual and the material ? My mind boggles at the complicity of the exercise. Of only one thing I am certain, that to whatever conclusion I would arrive at, it would promptly be proved wrong.

To take some of the best known periods of Islamic history, for purposes of illustration; the Ummayyad, the Abbasid, the Fatimid, the Safavid, the Osmanli, the Spanish *tour de force*, how differently have they been viewed and judged by various historians, scholars, soldiers, statesmen and Ulema, depending on their

distortion and dishonesty with which Islam has been riddled and exploited in the centuries since its birth is immense.

The normal reaction of most Muslims to it is either to dismiss it as anti-Islamic propaganda, or to consider the shortcomings and failures as the inevitable impact of time and circumstances on the effectiveness of the implementation of any principle or rule of conduct over the years. There is of course much to be said for both these points of view. Both can be justified by taking up specific examples of individuals, incidents, periods and places. To me, trying to be as dispassionate as possible, but knowing well that in matters such as these, that concern one's inmost beliefs, it is impossible to be wholly dispassionate. One can only make an attempt to do so.

On that basis, I cannot help feeling that, paradoxically, the answer lies in the earlier overwhelming success of Islam in the temporal world, the astonishingly facile, and unprecedented victories that the Muslims won against the then decadent empires of the East and the West. The latter had originally been founded by people whose principles and conduct had once been as noble and pure as their own They had corrupted them, through the centuries for the sake of acquiring greater and greater temporal and material power. When the Muslims installed themselves in their place and began aping their ways, it was almost inevitable that they too should suffer the same fate. Once the Muslims got involved in problems that concerned not so much man's equation with his Creator, and the regulation of his relations with his fellow human beings on the basis of humanity, brotherhood and equality, but with the acquisition of power and dominion and domination over other human beings and lands, their fate was sealed. Islam as such had little to do with it, as Muslims had begun to consider Islam more as a talisman for acquiring material success in this world, than as a principle for leading a good life in conformity with the spirit of the Qur'an and the Prophet's example.

Now, it is perfectly true that in Islam, unlike, perhaps, in Christianity and in Hinduism, the pursuit of a successful life in a material sense is not incompatible with leading a good life in the

of the earlier established great religions that still continue to prevail on earth. There is *prima facie*, therefore, no valid reason on this count to doubt or fear that Islam will not be able to provide an answer to contemporary problems.

I must make it clear that I am not dealing here with the doubts, and hopes (?) of those who believe (and I should like to repeat, **believe**) that spiritual beliefs are false illusions, and that the sooner the belief of those, who do not share their disbelief in them, are dissipated and destroyed, the better will the human race thrive. I can only marvel at the utter belief of such unbelievers in their own disbelief!

To return to my theme : Indeed, in my understanding of Islam, this was one of the main thrusts of the Prophet's preaching. He emphasized, when he enjoined the people whom he addressed to accept the message that he had brought to them, that it was the latest and the last that they would receive on the subject directly from the Creator. Alongwith that, he stated in most unambiguous terms that the message he had brought was not a new one. Since the beginning of life on-earth, a series of Prophets and divine messengers had been sent to communicate it to them. All of them had to be honoured for the work that they had done in spreading it. His main task, he repeatedly reiterated, was to correct the abuses and the distortions to which the divine message had been subjected by human beings during the course of the millenniums that had elapsed since its original dissemination by the series of prophets and seers sent down to preach it.

Therefore, it seems to be incumbent, particularly on an occasion like this, that we in our turn should search our hearts and minds to ascertain how far the teachings of the Prophet, and the message that he had communicated to us 1400 years ago, still prevail and operate in their original spirit among us. To what extent and where, as Pandit Sunderlal and many others, Muslims and non-Muslims, students and critics, admirers and opponents of Islam, have written and spoken about it, have we gone astray, stumbled, or been misled ? The literature on the alleged corruption,

legends like those of the other great prophets who preceded him. It is the same with the message that he communicated. Its authenticity is unchallenged and unchallengeable. Together they represent Islam in corporal and spiritual form on earth. In contrast to the picture of Islam that they present, look at what the Muslims have done to Islam in the last 1300 years !"

He then went on to say "The Hindu religion is some 5000 or 6000 years old. Its facts, myths and legends, its prophets and its Godhead have all got mixed up. It requires much perseverance, perspicacity and discrimination to understand its basic spiritual insights and revelations. Hinduism over the millenniums has become a victim of its own subtleties. The caste system has even imposed limits on the understanding of its real message by all its followers.

The Prophet removed all such barriers and impediments for his followers. He put everyone of them in direct communication with his God. He scrupulously refrained from making even the slightest suggestion that he was in any way an intermediary between God and man. He insisted that he was only a messenger conveying God's message to man. The Prophet as an intermediary is only being brought in, against his own express injunctions to the contrary, by those who either love him too much, or by those who wish to exploit his unique mission in Islam, to impose their own authority over its followers. The first border on idolatry, and have, therefore, to be guarded against. The latter have to be exposed and, if need be, resisted !"

He concluded by saying : "If Muslims go on, as they have been, corrupting the true message of Islam, I shudder to think what they will reduce it to, in even half the span of time that Hinduism has experienced since its inception !"

This may sound a rather dismal note at the opening of the next century of Islam in the Modern world, or as I would prefer to call it, the Contemporary world. That is not my objective. Primarily, what I want to draw attention to is the comparative "newness", the modernity of Islam viewed in juxtaposition to many

by those who had come in time. How they glare round the room at the occupied seats with dislike; their eyes focussed only on the front and most conspicuous seats. With what disdain do they stare on the occupants of those seats to make them feel uncomfortable, to wonder whether they had not inadvertently taken the places reserved for these late-comers The ushers at such functions, always anxious to add to its numbers and avoid unpleasantness, if it can be done at someone else's expense, promptly take advantage of the uncertainty already implanted in the minds of the lawful occupants. They induce them to vacate their places, and the VIPs ensconce themselves there with great self-satisfaction.

In this what man has done on earth ? Is this somewhat the light in which Islam too is looked upon by the older religions ?

Now, Islam among the great religions of the World is a late comer — being only 1400 years old. How should it project itself ? How is it projecting itself ? How will it project itself in the next Hijri century ?

As I repeat these questions to myself, my memory goes back to an occasion when I was in Aligarh, and the late Pandit Sunderlal — that splendid man ! — had come there on a visit. We were talking during an 'Id-e-milad' function in the City. He had just delivered a most moving panegyric on the life and teachings of the Prophet. Our conversation concerned the seemingly eternal topic of the Hindu-Muslim syndrome — its quirks, twists, tragedy and comedy. Pandit Sunderlal then said something that I am always reminded of when I think of this question. He spoke with a tinge of asperity and sarcasm. This was a novel tone for him to employ when discussing Hindu-Muslim issues. I have not got his words, but this is what they conveyed to me:

"It is only some 1300 years ago that the Muslims had a teacher, a messenger of God like Mohammad, an incomparable historical figure", he began.

"The Prophet's life, words and deeds have been vividly recorded by his contemporaries. They are not based on myths and

Further, according to this investigation and computation, the emergence of man as we know him (or think we know of him) on the scene was millions and millions of years after the first stirrings of life manifested themselves on earth. In a telling passage, the substance of which even penetrated into my anti-numerology-orientwd-consciousness, the narrator summed up this aspect of life on earth, by a simple analogy. He said that if we were in our imagination capable of telescoping the whole inception of the life-on-earth process and evolution, into the time-span of a calendar year, retaining its customary divisions into months, weeks and days, of course with the appropriate multiplication of its years, months, weeks and days, as the case may be, by billions or millions, we would reach the conclusion that man appeared on the scene only on the 31st of December of that year ! A very young person indeed in comparison to the billions and millions of years older species of living creatures with which the planet abounded then, and many of which it still sustains !

As I grow older, my regard for age has, perhaps disproportionately, increased; and I must confess that this fact about man, being so low down, when viewed in this context, in the scale (the protocol rating as it were, dating from the time of his presentation of credentials on earth) of sentient creatures on this planet, occasionally disturbs me. I begin to question our facile assumption that man is its central feature, and all else has to be viewed not only through his eyes, but judged in accordance with man-made laws, principles and perceptions. Is this not a gigantic self-delusion of living, if not in a fool's paradise, in vacuity ?

Almost automatically then, human-ego rushes to the rescue; it smartly slams the door shut on such subversive and disturbing speculation. If man came so late on the living stage, it insinuates, is he not on that account itself entitled to the highest place on it ? But then again, when the stimulant of the ego upsurge subsides a little, the rather absurd analogy between this late-entry on earth of man and that of VIPs in private drawing rooms and public halls comes to mind. How the latter stalk into gatherings well after the appointed time, when every seat has already been occupied

particularly after a revolution. We can, therefore, still hope that something really Islamic, chivalrous, hospitable, brave and generous will emerge to justify its being called an Islamic revolution, and the State, an Islamic State.

I refer to this, not with the intention of denigrating: making a value-judgement on the Islamic nature and contents of the Iranian revolution. That would be a presumptuous exercise; we know too little and it is yet too early, considering its cataclysmic nature, and the throes that still beset it. I wish only to underline the difficulty with which one is faced, even when confronted with a living example, right before one's eyes, of distinguishing, let alone separating, the spiritual Islamic element from the human element of, if you like, frailties, animating the actions and attitudes of persons, sincerely professing Islam who claim to be carrying out its behests according to their own lights.

A month or two ago, I saw an absorbing series of films depicting "Life on Earth". They were done for the B. B. C. Television by David Attenborough Some of you may not have seen them. As they impressed me greatly I shall dwell on them somewhat. They illustrated in a systematic sequence the principal elements of the extant evidence that natural scientists and historians have so far been able to find of the origin of life on this planet. Through examples of insects, animals, birds, fishes and plants, and intermediate and undermined creatures, found surviving or extinct on land, in the sea and air, or rocks and fossils, they vividly, and I thought convincingly, demonstrated the process by which the Creator animated the world. According to these scientists, this process began some 5000 billion years ago. That is at least what I now remember. I may be making a mistake, as, frankly, I am bad at remembering figures, being congenitally indifferent to those that lie far beyond my ken. Here, it seems to me, however, that it matters little whether it was a hundred or two hundred billion years ago, or thousands of them. What is worthy of note is that in this context, the passage of the span of 1400 years that we are celebrating, seems almost like a flash in the pan, or the momentary bedazzlement by a streak of summer-lighting.

To-night, I should like to concentrate attention, primarily, not so much on "Islam in the Modern World", as on Muslims in the Modern world; not so much on the principles and ideals of Islam, as on how its principles and ideals are being currently interpreted, applied, and realised both by Muslims and non-Muslims, in other words, by humanity as a whole. Even more relevant to our purpose, to my way of thinking, would be to get the second-half of my subject, viz. "Problems and Prospects", framed in the right perspective. According to me, this would concern the problems and propects of persons professing Islam, and not of "Islam" as such. To me, it seems almost blasphemous to identify the "problems and prospects" of Islam with the "problems and prospects" of persons professing Islam or claiming to be Muslims, How can one be certain that the principles and ideals of the former were being faithfully reflected in the actions of the latter ? There will be, and there always have been, wide differences of opinion over this.

This thought was uppermost in my mind when I had the privilege of calling on Ayatollah Khomeini. It was just a few weeks after his triumphal return from exile to Qum in 1979 and the formation of the Islamic Government of Iran under his aegis. So much was I stirred by the occasion and his personality that I actually voiced my hopes and fears to him. By calling a State "Islamic", I said, it did not become Islamic. How often in the past, had not the assumption of such a nomenclature done incalculable injury to the reputation of Islam and the Prophet's teachings and example ? What grievous wounds had it not inflicted on the amour-propre of millions of Muslims all over the world when by its subsequent conduct, outlook and performance it had failed to live up to the Islamic principales, ideals and prospectives that they cherished ? The Ayatollan had replied to me shortly. "You wait and see what we shall do".

I confess that in the last two and a half years, I have not seen much evidence of the prevalence of the Islamic spirit there — of rituals yes, but little of the spirit as I conceive it. Two years and a half is of course a very short spell of time in the life af a nation,

Lecture—II

Islam and the Modern World

Problems and Prospects

Last night I spoke about one particular aspect of the impact of Islam during the course of its long history — its effect on Hindu-Muslim ralations in India. Indeed, in our different ways we have all been affected by the revelation of Islam to the Prophet and his communication of the message to all who would hearken to it, 1400 years ago. And we are celebrating it. I am sure, though, that in many of us, there must lurk a guilty feeling that we have done so little, if anything at all, to make that message meaningful. What have we done to give it a worth-while content in promoting human understanding, well-being, good-will, or even for its own honourable survival ? All that most of us can claim is that, as we ourselves still exist, and as many of us profess to be Muslims, Islam has survived this span of 1400 years, through the sheer fact of our presence. If, however, we were prepared to be perfectly honest about it with ourselves, we would be led to admit that what we are really celebrating is not so much the survival or the impact of Islam as such during this span of centuries, as that of Muslims, or rather of those who presume to call themselves such.

Well, there is nothing wrong in celebrating any event, no matter, whether we have had anything to do with it or not, provided it offers one either entertainment or instruction; preferably both.

In this lecture, I shall try to be as straightforward and direct with you as it is possible to be in such circumstances and in such surroundings.

the arts — should decide to take up the issue from where it was left hanging in the air, much could be achieved. It should be possible to utilise the possibility of such a rapprochement between the principal organisations concerned with the ethos of the two great communities, and those of others, to work out in detail what should be attempted, how, and in what stages in each field.

No short term solution for the communal problem can of course be expected from it. That, at the moment, can unfortunately only be effected by an efficient deployment of the law and order machinery. But for finding a permanent resolution of the Hindu-Muslim syndrome — the basic cause of Hindu-Muslim conflict—I do not think that we could do better than follow the Akbar pattern.

Complete isolated exclusive efforts are still being made for the encouragement of Sanskrit studies. To a lesser degree the same is being done for Persian and Arabic. Hardly any effort is being made (as was done by Akbar) to encourage the comparative study of these great languages and literatures through the joint efforts of Hindu and Muslim scholars. For promoting national integration it is essential to induce Hindus and Muslims to explore their joint heritage together. A true secular society in India can only be built up if there is mutual appreciation by the different types of people inhabiting India of each other's contribution to its civilization. Ultimately, this would enable a consensus to be reached on the contents of a really secular composite culture of which every Indian could be proud of, and acknowledge as his own.

For this purpose, it is necessary to mobilise the energies and idealism of the various cultural and social organisations in India, as for example this one, that at the moment seem to be ploughing their own exclusive lonely furrows in this field.

A signaficant sign of the possibilities of this happening occurred at the time of the 1977 general elections. By a strange quirk of history, the RSS and the Jama'at-e-Islami leaders found themselves confined in the same jail Their surprise was even greater when they discovered that they had much in common not only in regard to the political situation, but about many aspects of their material and spiritual lives.

As a result, friendly feeling developed between them, and on release, much talk of their coming to some basic understanding on the ways in which they could cooperate for promoting Hindu-Muslim relations and advancing the spiritual and moral health of the country.

Unfortunately like most good things aired during the Janata regime, all this soon evaporated.

Nevertheless, if a more purposeful government, with a clear conception of the secular policy that it was resolved to implement — a positive policy patterned on the Akbar model in the fields, not only of administration but education, culture, and

A single illustration of how things worked or were manipulated will suffice. The two great educational institutions set up by the two communities for keeping alive their own classical traditions, cultural heritage, and religious ethos were the Banaras Hindu University and the Aligarh Muslim University. Yet, they were allowed to work almost in isolation of, if not in antagonism to, each other. No conscious attempt was made in either of them to promote the Akbar type of secularism. This gave a free field to the propagation of the "two nation theory." It is not without significance that its most ardent champion, Mr. Mohammad Ali Jinnah, was in many ways an epitome of Lord Macaulay's "Brown Englishman" A Muslim with scant knowledge of Islamic history or its classical literature, and of course, almost wholly ignorant of Sanskrit literature, Hindu civilization and culture, his credentials for judging the incompatibility of the two cultures coexisting and cohering on the same soil were impeccable. He was almost equally uninformed by both.

Broadly speaking then, the position at the time of Independence was that there was only a dwindling number of Hindus and Muslims in what might be called the Indian intelligensia, who were really reperesentative of Indian civilization as a whole. Only a few were aware of the respective contributions made to it by its Islamic and Hindu donors. The general awareness of the contribution made to it — and no doubt it is considerable — by western civilization was far greater. If a Hindu was asked about Indian civilization, he would talk of it almost exclusively in Vedic terms together with a few references to borrowings from the West. If a Muslim, he would know little about its Vedic foundation; he would speak only of its Islamic elements and some newly acquired western features.

After Partition, the position worsened further; and though since then there has been a slow climb-back to what may be called the Akbar pattern of secularism in administration and politics, there is still almost no sign of a positive approach being made in the eduational and cultural fields, where it is most needed.

power had slipped from the hands of Muslim and/or Hindu rulers nurtured in the Akbar tradition of secular government and civilization into those of the British. To most, the British success in vanquishing Indians by using western techniques for waging war provided irrefutable proof of the superiority of western civilization over the oriental.

In fairness, it must be noted that the thrust of the demand for extending facilities for imparting knowledge of western civilization and teaching English in India came not from the Englishman ruling India as a part of any plot to derail Indian nationalism and civilization, but from Indian leaders of the calibre of Raja Ram Mohan Roy, Tagore, etc.

At its inception, its effect on upsetting the social relations between the two major communities of India, and on their still rather precariously balanced cultural and aesthetic equation with each other, was not realised : It could hardly have been, as far too many imponderables were involved. Nonetheless, just as the pressure for a wider and wider extension of facilities for imparting western and English education grew, the demand for sectarian education among both Hindus and Muslims also gathered momentum.

If the British Indian administration at the time had been anxious (as presumably a national secular government would have been) to develop unity among the Indian people and promote cohesion between its different cultural elements, it would have taken steps to remedy this. On the contrary, however, the whole rather fragile myth-sustained fabric of British administration in India rested on its ability to ensure that it should not have (after the 1857 experience) again to face a common Hindu-Muslim front on any major issue. Naturally therefore they did nothing about it, even if they actually did not provoke it.

Thus, the prospects, during British days for establishing a psychological and emotional understanding between Hindus and Muslims through the promotion of mutual knowledge and appreciation among them of each other's basic culture and traditions progressively receded. By the time the British decided to quit India, they had altogether disappeared.

The Akbar pattern of Indian civilization was now definitely down-graded.

The current ruling class, whether British or Indian, strove increasingly to mould themselves on the western patten. They set the standard for the emulation for all those who aspired to achieve worldly success.

The former urge to study classical oriental literature — Persian, Turkish, Arabic — favoured by the earlier rulers of the country, that had become hereditary in a wide range of castes and classes traditionally engaged in state service, progressively atrophied. No longer was a knowledge of them considered a passport for entry into the ranks of the gentry or even the intelligentsia. Even more disastrous was its effect on the parallel movement on a very much more limited scale, but nonetheless of almost equal significance, of a small but influential segment of the Muslim intelligentsia to acquire a real knowledge and appreciation of Indian classical languages, litrature, traditional customs, and habits. This ceased almost entirely.

Practically, all such efforts now began to be concentrated on a study of western civilization, English literature and language, and Christianity. Even those Indians who personally reacted against becoming wholly westernised — the "Brown Englishman" of Macaulay's conception — almost automatically slipped into the habit of bringing up their own children entirely on western lines, leavened with some grounding in their own particular community's traditienal lore and literature.

Thus, a Hindu gentleman would give his son a western education plus some grounding in Sanskrit/Hindi, but unlike his own father or grand-father would no longer consider it necessary to teach him any Presian/Arabic/Urdu.

Similarly, or even more markedly the former interest that at least a small segment of the Muslim intelligentsia had taken in traditional Hindu literature, religion and philosophy almost completely ceased.

This cultural about-turn was a spontaneous manifestation of the age-old practice of worshipping the rising sun. The reins of

leadership and soldiery were taking place all over without regard to religious affinities. Their value was judged not by their religious complexion as by their capacity for delivering secular gains.

Above all, in spite of political and administrative fragmentation, culturally and socially the country remained remarkably united. The composite culture deliberately fostered by Akbar had in the succeeding centuries seeped into every nook and corner of India. Whether it was a Maratha court, or a Sikh or Rajput or South-Indian, the norms were those set in Delhi, Agra and Lahore. It had also found acceptance among the people. A new language compounded of well-known elements, new styles of dress, art, food, music, architecture, drawing on the best from both the cultures, had won widespread acceptance. Their harmonious blending was regarded as the true expression of Indian civilization.

Why then did this cultural and social rapprochement get arrested with the establishment of British rule in India ? Why ignorance and prejudice in regard to each other among Muslims and Hindus become progressively more marked ?

The advent of the British and their rapid ascendency over the other rival contenders for supreme power in India — Mughal, Maratha, and others — indeed dealt a stunning, if not a death, blow to its burgeoning composite culture and civilization.

That culture had in past two centuries been taking root and spreading throughout the country. It had spread rapidly in the good years, languished or stood still in the lean years, and just managed to survive the years of drought. Nevertheless, by and large, it had taken firm roots and continued to spread, despite, and in some ways perhaps even as a conseqence of, the political disintegration of the Mughal empire.

With the British however increasingly dominant — and soon to be supremely dominant — over all Indian affairs, the value and prestige of the composite culture, fashioned jointly by Hindus-Muslims not only for the purpose of co-existence but for fraternisation, slumped. It had to yield pride of place to western civilization, and Persian/Hindi/Urdu as the prime lingua franca of India had to surrender to English.

powerfully influenced the lives and thinking of both Muslims and Hindus. Their message of love, tolerance and brotherhood among all God's creatures spread. Saints like Kabir and Nanak carried on the good work.

The Mughal conquest did not seriously disrupt this. On the contrary, the wisdom and long reign of Akbar succeeded in setting up an enduring social and administrative pattern of secular toleration, understanding, mutual appreciation and exchange of ways of thinking and expression. It was ethically so just, and administratively so expedient that deviation from it was demonstratively suicidal. When Aurangzeb tampered with it, the retribution was terrible. His successors desperately tried to revert to the old pattern, but it had lost some of its credibility. Nevertheless, when the Mughal Empire finally disintegrated it was due mainly to the feebleness of the ruling class, both Muslim and Hindu. Sectarianism or religious fanaticism had little to do with it. After all, the last attempt in 1857 to save the Empire was fought under a secular banner—that of an Urdu loving poet, Bahadur Shah Zafar.

The intrusion of the British changed its complexion. Initially, they too fought their wars and maintained their position on more or less the same lines as the Mughals and other Indian contenders for supreme power. Once established, however, as the supreme imperial power, they had necessarily to exploit every opportunity available and — if not available to create it — to keep the opposition against them divided. Otherwise they could hardly have ruled India for as long as they did. It was not difficult for the British to keep Hindus and Muslims psychologically and emotionally divided as they had really never got united on their own. Even in Akbar's time it had largely been only a marriage of convenience.

Perhaps, if the British had not thrown in a new, highly combustible dynamic element — the Western — into the simmering cauldron of Indian civilization at that particular moment, things might have taken a different turn.

The break-up of the Mughal Empire splintered the country into distinct territorial and dynastic units. But there was no sharp cleavage on communal lines. Alliances between Hindu and Muslim

Then in 712 A. D., more or less an outcrop of the Arab conquest and conversion of Iran, the 17 years old Mohammad bin al-Qasim overran Sind. That physical confrontation too did not poison the phychological and ideological relations between the conquering Muslim Arabs and the local inhabitants. It was not a religious war but of conquest — a stronger power preying on a weeker. Indeed, toleration of Hindu beliefs was proclaimed. Al-Qasim notably declared that "temples shall be regarded in the same light as the churches of the Christans, the synagogues of the Jews and the Fire temples of the Magians."

Three hundred years later this picture of Islamic tolerance was however shattered. The Ghaznavid incursions — hordes of former Budhists, converted to Islam, who poured down Central Asia and Afghanistan—were animated almost equally by lust for plunder as by vengeance against all they themselves had previously worshipped. Started by Subuktagin in 977 A. D., they continued regularly under Mahmud from 1000 A. D. to 1027 A. D.

This was a period when even so scholarly a traveller like al-Beruni (1010 A. D.) declared : "We believe in nothing in which they believe and vice-versa." Hindu-Muslim relations and understanding plummeted to rock bottom.

When, however, the Delhi Sultanate was established (1206 A. D.) and regular government under Musim leadership spread over a major part of North India, a marked change for the better occurred. The oft-quoted words of Amir Khusrau (1218 A. D.), (a favourite both of the Tughlaq monarch and Sheikh Nizamuddin Aulia, the Sufi saint) can be taken as a reprsentative index of the prevailing sentiment :

"I know that in this land lie concealed wisdom and ideas beyond compute. Greece has been famous for philosophy but India is not devoid of it. All branches of philosophy, astrology, divination of the past and future are known. In divinity alone the Hindus are confused, but then, so are all the other peoples. Though they do not believe in our religion, many of their beliefs are like ours."

The influx of Sufi divines and saints, the establishment of their orders in India, the Chishti, Suhrawardi, Naqshbandi, etc.,

ceremonies or festivals, in brief of what lies at the heart of the other's inner life, will be able to answer coherently. Usually there will be no response; the enquiry being shrugged off by some such hackneyed phrase "God knows. They go their own way and we go our's." And that will be the literal truth. He really will not know nor will want to know it, being content to let the matter rest in the mind of the All-knowing.

Take even the reference to the Hijri (in English dictionaries "Hejira") calendar that I have made. Few non-Muslims will be able to explain its significance, why it is so called, or why it began from that date. And, what is more, they will not care. To forestall this here, I might explain that it refers to the migration of the Prophet from Mecca to Yathrib in 622 A.D. His life was then being increasingly threatened in his home town, Mecca, for preaching Islam. In Yathrib, in contrast, he was enthusiastically received. Its inhabitants whole-heartedly accepted Islam. To mark this historic turning point, the Muslims called their calendar the Hijri calendar, starting from that event. Yathrib was also renamed al-Madina (the City of the Prophet) in its honour.

How to explain this paradox, this hiatus in Hindu-Muslim relations? Centuries of cohabitaiion in the widest sense, and yet such frigid psychological remoteness from each other! Probing into it involves delving into history. This may become tedious but must be inflicted.

The first contact of India with Islam was through Arab traders calling on the west coast. Commerce between India and Arabia dates back of course to pre-Islamic times — now, however, due to the florescence of Istam in the latter, along with goods it also brought in new ideas. Both were equally welcome to the local Hindu Rajas. Some Arabs even settled down among them, being freely allowed to build houses and mosques. The rigid caste system and social taboos prevalent locally no doubt ruled out close fraternization, but otherwise Hindu-Muslim relations thrived. Both sides were intrested in and respected each other's customs and beliefs. If they found something congenial in them they did not disdain adopting it.

Lecture—1

The Hindu-Muslim Syndrome

Towards the close of A.D. 1980, the 1400 years of the Muslim Hijri calendar ended. Right from its inception, through all these centuries, Islam has influenced India, and in turn been influenced by her. Indeed, in recognition of this, the Government of India has made a special effort to celebrate this event worthily.

The moment, therefore, seems opportune for attempting an evaluation of one of its most, if not the most, momentous of the consequences, its impact on India. Obviously, in a lecture of this kind, I shall have to restrict myself to only one facet of it. Broadly, I shall call it the Hindu-Muslim equation in India.

Significantly, the political and material aspects of this equation are much better known than its psychological and emotional factors. This is symptomatic of the post-independence position of Muslims in India Though its largest minority (even sometimes alleged by their friends or agents-provocateurs, as the case may be, to be its largest single homogeneous community) they are progressively apt to be reckoned only in physical terms. Their percentage in the population of every state is noted. But this is about all.

It is indeed paradoxical when one considers that there is hardly any aspect of Indian life and civilization that has not been affected by Islamic influence, or for that matter any aspect of an Indian Muslim's way-of-life that does not show marked traces of what may be called the pre-Islamic components of Indian civilization, how little Hindus and Muslims really know about each other. It is a rare Hindu or Muslim who, when asked even about the fundamental features of the other's beliefs, principal religious

Mr. Badr-ud-Din Tyabji (b. 1907), belonging to the distinguished Tyabji family, educated at Oxford, held the position of an ICS. He was also in the Constituent Assembly Secretariat, where incidentally he designed the National Flag Emblem. After independence he joined the Indian Foreign Service and was the first Indian representative to Belgium, Commonwealth and Special Secretary, External Affairs Ministry, Ambassador to Indonesia, Iran, Germany (w) and Japan ; and in between, Vice Chancellor, Aligarh Muslim University (1962-65). Mr. Tyabji is a versatile man : a keen and accomplished sportsman, connoisseur of literature and the arts, writer and public speaker. He has written for many leading Indian papers and magazines, a selection of which was published under the title "Chaff and Grain" (1962) and another one as "The Self in Secularism" (1971).

India declared itself a secular state more than thirty years ago, but the problem of national integration still looms large on the horizon. It is here that Tyabji becomes most relevant. He is convinced that secularism does not mean the obliteration of individualism ; rather it should create conditions in which "a thousand flowers may bloom irrespective of their colour, size, shape or perfume."

Khuda Bakhsh Annual Lectures, 1981

Khuda Bakhsh Annual Lectures
are delivered every year
by some eminent scholar of
Persian, Arabic or Islamic
Studies.

Mr. Qazi Abdul Wadood,
Dr. Md. Zubair Siddiqui,
Prof. A. A. A. Fyzee,
Prof. Nazir Ahmad,
Dr. S. A. H. Abidi,
Prof S. H. Askari,
Dr. Hashim Amir Ali,
Prof. S. Maqbool Ahmad,
Dr. Bruce B. Lawrance,
Prof. S. Vahiduddin.
Prof. M. S. Agwani and
Prof. S. Nurul Hasan
were the forerunners
in the series to which

Mr. Badr-ud-Din Tyabji
contributed in 1981.

Published by Khuda Bakhsh Oriental Public Library, Patna, 1981

Khuda Bakhsh Annual Lectures Series – 13

Reflections on the completion of the 1400 years of the Hijri calendar

by

Badr-ud-Din Tyabji

OUR CONTRIBUTORS

Mr. Badr-ud-Din Tyabji (b. 1907), educated at Oxford, held the position of an ICS. As a member of the Constituent Assembly Secretariat, he designed the National Flag Emblem. After independence he joind Indian Foreign Service and was India's first representative to Belgium, and Common-Wealth. Served as Special Secretary, External Affairs Ministry, and as Ambassador to Indonesia, Iran, West Germany and Japan. In 1962-1965 he was the Vice-Chancellor of Aligarh Muslim University.

Among his Works : "Chaff and Grain" and "Self in Secularism" are worth mentioning.

Prof. S. Ataur Rahman Ata Kakvi (b. 1907), formerly Head. Department of Persian, Patna University, Professor of Persian & Director, Institute of Post-Graduate Studies and Research in Arabic and Persian Learning, Patna, and Honorary Secy., Khuda Bakhsh Library, Patna. Among his works "Mutala-i-Hasrat, Mutala-i-Shad, Tanqidi Mutaley, Tahqiqi Mutaley and Taqabuli Mutaley are worth mentioning. Besides he edited a number of books, among them, Safina-i-Khusgo, Safina-i-Hindi, Diwan-i-Amin Azimabadi. At present he is engaged in the preparation of Descriptive Catalogue of the Persian manuscripts preserved in the Khuda Bakhsh Library.

For others *see* Journal nos. 1, 12 & 19.

CONTENTS

1. The Khuda Bakhsh Library Journal is a quarterly journal specialising in oriental studies in Arabic, Persian and Urdu languages, covering meaningful research based on the material preserved in the Khuda Bakhsh Oriental Public Library, or having any concern with it.

2. Articles will be accepted in English, Arabic, Persian and Urdu.

3. Notes and Addenda, by way of corrections and additions to any information published in this Journal or in any publication of the Library e. g. Catalogues, will be a regular feature of the Journal.

Rs. 15-00 per copy
Annual subscription Rs. 60.00 (Inland)
Pakistan : 12.00 Dollars
Europe : 8.00 Pounds
U.S.A. & Other Countries : 24.00 Dollars

Printers : Tara Press, Tripolia, Patna and
Patna Litho Press, Patna-4
Publisher : Mahboob Hussain, for Khuda Bakhsh O. P. Library, Patna
Editor : Dr. A. R. Bedar

KHUDA BAKHSH LIBRARY

JOURNAL

No. 20

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
PATNA - 800 004
(INDIA)